احکام الٰہی

اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہ واہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں

احکام الٰہی

اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہ واہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں

تصنیف

پروفیسر سید عبدالرحمن بخاری

ناشر

مدینہ فاؤنڈیشن فیصل آباد پاکستان

جملہ حقوق محفوظ

کتاب	احکام الٰہی اسوۂ حسنہ اور آثار صحابہ واہلبیت کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں
تصنیف	پروفیسر سید عبدالرحمٰن بخاری درسِ نظامی تخصص، ایم اے (عربی واسلامیات) ایل ایل ایم (گولڈ میڈلسٹ)
بفیضانِ نظر	صاحبزادہ عطاء المصطفیٰ نوری رحمۃ اللہ علیہ جامعہ قادریہ رضویہ (ٹرسٹ) فیصل آباد
تصحیح و پروف ریڈنگ	مفتی محمد زمان سعیدی رضوی
طبع ششم	صفر المظفر 1440ھ، اکتوبر 2018
تعداد	
ناشر	مدینہ فاؤنڈیشن فیصل آباد پاکستان

ماں

ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔ الحدیث

جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں کو حکم دیا کہ

چاند کی ٹھنڈک ‏• شبنم کے آنسو • بلبل کے نغمے • چکوری کی تڑپ

گلاب کے رنگ • پھول کی مہک • کوئل کی کوک

سمندر کی گہرائی • دریاؤں کی روانی • موجوں کا جوش • کہکشاں کی رنگینی

زمین کی چمک • صبح کا نور • آفتاب کی تمازت

کو جمع کیا جائے تا کہ ماں کی تخلیق کی جائے جب ماں کو خدا نے بنایا تو فرشتوں نے پوچھا اے مالک دو جہاں تو نے اس میں اپنی طرف سے کیا شامل کیا تو اللہ تعالی نے فرمایا

محبت

اللہ تعالی نے ماں کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کے طفیل نصیب فرمائیں۔

سیدنا المظفر ﷺ — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ — سیدنا المعزز ﷺ

باپ

باپ کی رضا میں رب کی رضا پوشیدہ ہے۔ الحدیث

پروردگار عالم نے جب باپ کو خلعت وجود بخشی تو فرشتوں کو حکم دیا کہ

درختوں کی چھاؤں — پہاڑوں کی رفعت — سورج کی تابانی — سمندر کا وقار

احساس کی ندرت — خیال کی طاقت — بہادری کی شان

ہیرے کی صلابت — تلوار کی دھار — آبشاروں کی روانی — خوشبو کی مہک

دانش کا اجالا — کردار کی رعنائی — تقدس کا تاج

سب یکجا کرو اور باپ کے پیکر میں سجا دو۔ فرشتوں نے عرض کی مالک دوجہاں تو نے اس میں
اپنی بارگاہ عالی سے کیا شامل کیا تو رب ذوالجلال نے فرمایا

اپنے کرم کی پرچھائیاں

اللہ تعالیٰ نے باپ کو یہ ساری عظمتیں اور رفعتیں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم
کے والدِ گرامی کے طفیل نصیب فرمائیں۔

سیدنا المعزز ﷺ — لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ — سیدنا المعطی ﷺ

استاد

جس نے تمہیں علم سکھایا وہ تمہارا باپ ہے۔ (الحدیث)

قوم کا حقیقی راہنما

علم کا بہتا دریا

شخصیت کا نکھار

عمدہ اخلاق کا بانی

امن و امان کا سایہ فگن

اخلاقیات کا نمونہ

کامیاب منزل کا راہنما

منبع علم

علم کا خزانہ

علم کا روشن چراغ

قوم کا محافظ

روحانی باپ

ترقی کا ضامن

امنگوں کا ترجمان

جس سے اس علم کے بارے میں پوچھا جائے جو اسے حاصل ہے، پھر وہ اسے چھپائے (اور نہ بتائے) قیامت کے دن اسے آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ترمذی)

چنانچہ روحانی باپ کی تکریم و تعظیم کیجیے۔ اُستاد سے آمرانہ اسلوب گفتار سے پرہیز کریں، اس کے سامنے اَدب اور شائستگی سے بیٹھیں، اس کے سامنے اپنی آواز بلند نہ کریں۔

انتساب

حضور سید الکونین رحمۃ للعٰلمین خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بارگاہ کرم میں

بے پناہ محبتوں، عقیدتوں اور جذبوں کے والہانہ پن کے ساتھ

ایک عاجز غلام کا ہدیۂ سپاس و تشکر

اس التجا کے ساتھ ؎

شاہا ! نیاز و عجز گدایاں قبول ہو　　آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! سلام حلقہ بگوشاں قبول ہو
ساری دعائیں سیل تجلی میں بہہ گئیں　　لرزاں اک اشک ہے سرِ مژگاں قبول ہو

خاکِ درِ حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید عبد الرحمن بخاری

احکام الٰہی

درود اہل بیت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی سَیِّدِنَا عَلِیٍّ وَّ سَیِّدَتِنَا فَاطِمَۃَ وَسَیِّدَتِنَا زَیْنَبَ وَسَیِّدِنَا حَسَنٍ وَّسَیِّدِنَا حُسَیْنٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ۔

ترجمہ: الٰہی درود بھیج ہمارے سردار اور مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر اور سیدنا علی، سیدہ فاطمہ، سیدہ زینب، سیدنا حسن، اور سیدنا حسین علیہم السلام اور آپکے آل واصحاب پر درود وسلام بھیج۔

اسوہ حسنہ، آثار صحابہ واہل بیت کی روشنی میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک مومن کی زندگی سراپا اطاعت ہوتی ہے، وہ عبدیت کے رنگ میں رنگا ہوا اور اتباع کی خوش ذوقیوں سے منور ہوتا ہے، اسے یہ بھی احساس رہتا ہے کہ اطاعت الٰہی کا مدار اتباعِ رسالت پر ہے۔ وہ احکام کا ہر جزو زبان رسالت سے کشید کرتا ہے مگر یہ یقین رکھتا ہے کہ وہ حرف تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا ہے مگر ان الفاظ کا مصدر ذاتِ الٰہی ہی ہے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا یوں اظہار فرمایا تھا کہ

گر چہ قراں از لبِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است　　　ہر کہ گوید حق نہ گفت اُو کافر است

قرآن مجید نے اس حوالے سے ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ۔ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

کہ جو تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عطا کر دیں وہ تھام لیا کرو اور جس سے آپ کو روک دیں اُن سے رک جایا کرو۔ واضح کر دیا گیا کہ اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے۔

یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہر لمحہ ارشادات سننے کے لئے بے تاب رہتے تھے، ایک روایت میں ہے کہ جو صحابی بھی دربار رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضری کے بعد بازار کی طرف آتا تو راستے میں وہ سب لوگ جو کاروبار میں منہمک ہوتے اُسے روک لیتے اور کہتے۔ ھَلْ عِنْدَکَ حَدِیْثًا مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا آپ کے پاس رسول اکرم ﷺ کی طرف سے کوئی نئ بات یا نیا حکم موجود ہے ؟
اس طرح ہر صحابی خواہ کسی جگہ ہو یا کسی کام میں ہو اپنی تمام تر توجہ کو ذات رسالت مآب ﷺ پر مرکوز رکھتا تھا۔ یہی انداز ہر مسلمان کا سرمایہ حیات ہے کہ وہ کہیں بھی ہو اُس کی توجہ کا مرکز وہی ذات رہے جو مقصود کائنات ہے، ایمان کا تقاضا ہے کہ نظریں اُسی سمت رہیں کہ مسلمان وہی ہے جس کے اعمال میں اسوۂ رسول ﷺ کا عکس ہر وقت ہویدا رہے۔ اس ایمانی ضرورت کا تقاضا بھی یہی کہ ہے ہر مومن کے اعمال میں اسوۂ حسنہ کی مہکار موجود رہے یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں اصحابِ علم و معرفت نے اُس وجودِ مکرم ﷺ سے کسب فیض کیا، کوئی اُن کے کلمات کو حرزِ جاں بنا تا رہا تو کوئی اُن کے افعال کو اعمال کی پاکیزگی کا حوالہ بنا تا رہا، حقیقت یہ ہے کہ صالح زندگی کی ترتیب اُسی وجود کی نسبت سے قائم ہے اور مومن اسی حقیقت کے ادراک کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ سچ کہا گیا تھا کہ

اُن کو سوچتے رہنا بھی تو اک عبادت ہے
اور یہ عبادت بھی ہم نے دم بدم کی ہے

مومن کی زندگی اسی عبادت سے معمور ہے اسی جانب کاوشیں کرتے رہنا احسان مندی کے جذبات کی تسکین بھی ہے اور ادائے حقوق کا ایک وسیلہ بھی ہے۔ بحمد اللہ اسلامی روایت کی پاسداری کرتے ہوئے عصرِ حاضر میں بھی اصحاب عقیدت و محبت یہ فریضہ انجام دے رہے ہیں، ہمارے کرم فرما اور ذات رسالت ﷺ کی نکہتوں کے امین چیئرمین B.O.G لائق ستائش ہیں کہ اس فرضِ محبت کو نبھانے کا سامان کر رہے ہیں یہ اُن کی محبت کا ثمر ہے کہ ہمارے دیرینہ رفیق ڈاکٹر عبدالرحمن بخاری کا نکہت بار قلم اسی جانب روانہ ہوا ہے احکام الٰہی کے زیرعنوان اُن کی تازہ نگارش ملی راہنمائی کے لئے پیمانہ محبت ہے۔ نہایت خوش اسلوبی سے ڈاکٹر صاحب نے ارکان و اعمال کو پابندِ آداب بنانے کا اہتمام

کیا ہے۔ یہ ہر ایمان لانے والے پر عیاں ہے کہ عمل محل قبولیت میں تبھی داخل ہوتا ہے جبکہ وہ عملی اتباع کے قرینے سے مزین ہو۔ احکام کی تفصیل تو الفاظ کے دروبست سے نمایاں کی جاسکتی ہے مگر ان احکام کا گداز نسبتوں کی طہارت سے ہی کیمیا اثر ہوتا ہے۔

احکام الٰہی میں پیشکش کا انداز مومنانہ جمال لئے ہوئے ہے۔ اجزائے ایمان کی وضاحت کو قرآنی آیات سے استشہاد مہیا کیا گیا ہے اور پھر احکام کی عملی تعبیر اسوہ رسول ﷺ میں تلاش کی گئی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ایمان کے تقاضوں کی رفعت اسی صورت نمایاں ہوتی ہے کہ قرآن مجید کے کلمات نظروں کے سامنے روشن ہوں اور اُن کے چہرے اُسوہ کامل کی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ ریز ہوں مقصود وہی وجود ہے قرآن مجید بھی تو اُن کی رسالت کی دلیل بن کر نازل ہوا تھا، قرآن صامت کو قرآن ناطق کی قوت نہ ملے تو پیکر ایمان تیار ہی نہیں ہوتا، ارکانِ اسلام وہ مظاہر ہیں جو ایمان کے تقاضے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وہ پیمانے ہیں جن سے ایمان کی تکمیل ہوتی ہے اس لئے ان کا بیان ہر دور کا تقاضا رہا ہے قرآن مجید نے ان ارکان کی وضاحت، ضرورت اور فرضیت کا قاری قرآن کو احساس دلایا ہے احکام الٰہی میں ان ارکان کی تفصیل نہایت معلومات افزاء ہے اور ایک حق شناس انسان کے لئے راہنمائی کا وسیلہ ہے، عبادت کا ذوق رکھنے والے ہر انسان کو اس تفصیل پر توجہ دینی چاہیے۔

آثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احکام کے عملی مظاہر ہیں۔ قاری کو یقین ہو جاتا ہے کہ یہ احکام عملاً نافذ بھی ہوئے تھے اور ایسے خوش قسمت وجود بھی اسی سرزمین پر رہے ہیں جن کی زندگیاں ان احکام کا عملی مرقع تھیں آثار اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین عمل کو عقیدت کا حسن عطا کرنے کا ذریعہ ہیں، یہ یقین راسخ ہے کہ اہل بیت اطہار کا ہر فرد راہنمائی کا پیکر بھی ہے اور سعادتوں کا امین بھی، صاحب ایمان انسان جب حب اہل بیت کو اپنی زندگی کا مرکز ومحور بنالیتا ہے تو باوقار زندگی گزارتا ہے اور سراپا عجز کا مظاہرہ

کرتا ہے۔قاری سوچنے لگتا ہے کہ جب مشکلات کے حصار میں بھی ان احکام پر عمل ممکن رہا ہے تو وہ کیوں اس نعمت سے محروم رہے، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم واہل بیت علیہم السلام نے عمل پیرا ہونے کا حوصلہ عطا کیا ہے اس لئے قاری احکام کو اپنانے کی توفیق پانے لگتا ہے۔

ارکانِ اسلام کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی تفصیل حیات انسانی کو آشنائی کا وہ جوہر عطا کرتی ہے کہ ایک مومن کی زندگی ہمہ تر ادب آشنا ہوجاتی ہے۔ بندوں کے حقوق کی پاسداری سے ہی انسانی معاشرت کا حسن جنم لیتا ہے۔اس لئے اس کی وضاحت بھی اس تحریر کا حصہ بنی ہے کہ اسلامی تعلیمات کا مقصود ایک ایسا انسان تشکیل دینا ہے جو مقصد حیات سے بھی بہرہ مند ہو، خالق ومالک کو تسلیم کرنے کا ذوق رکھتا ہو اور رسالت کے سایوں میں زندگی کو حسن ترتیب دینے اور حسن اخلاق سے آراستہ کرنے کا بھی اہل ہو کہ وہ جس معاشرہ میں بھی رہے نشر خیر کا موجب رہے اور حسین تر معاشرہ کی تکوین کا سبب بنے ضمنی طور پر انسانی وجود کی سلامتی کا بھی ذکر کردیا گیا کہ مومن علم وجسم میں مضبوط تر ہوتا ہے۔

آخر میں عربی کے حوالے سے کچھ راہنمائی مہیا کی گئی ہے کہ آدابِ اسلامی کا ہیولہ عربی پیراہن ہی میں تیار ہوا تھا۔

الغرض احکام الٰہی ایک مفید اور نفع رساں کتاب ہے جس سے ہر قاری کو معلومات کے لئے عملی راہنمائی کا سامان ملے گا۔ اللہ کرے مدینہ فاؤنڈیشن اسی قسم کی مزید نگارشات قارئین کو مہیا کرتا رہے تا کہ یہ سلسلہ خیر جاری وساری رہے آمین

اللھم صل وسلم دائما ابدا۔ علی حبیبك خیر الخلق کلھم

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی

صدر مرکز تحقیق (پاکستان)

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	انتساب		21	نماز کی شرائط	48
2	فہرست	i	22	نماز کے فرائض	48
3	دیباچہ	1	23	نماز کے واجبات	49
4	حصہ اول۔ اجزائے ایمان	2	24	نماز کی سنتیں	51
5	حصہ دوم۔ منتخب آیاتِ قرآنی	8	25	عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ	53
6	سورۂ بقرہ۔۔۔۔۔آیات ۲۸۴ تا ۲۸۶	8	26	نماز کے بعد اذکار	54
7	سورۂ فرقان۔۔۔۔آیات ۶۳ تا ۷۳	10	27	نماز میں خشوع و خضوع	55
8	سورۂ حجرات۔۔۔۔آیات ۱ تا ۱۸	16	28	نماز کے چند اہم مسائل	57
9	حصہ سوم۔ حضور اکرم ﷺ کا اسوہ حسنہ	24	29	وہ چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے	64
10	خطبہ حجۃ الوداع	24	30	وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ تحریمی ہیں	65
11	عرفہ میں حضور اکرم ﷺ کی دعائیں	30	31	قضاء نمازوں کی ادائیگی	66
12	حضور اکرم ﷺ کے مکارم اخلاق	31	32	مسافر کی نماز کے احکام	67
13	منتخب اشعار قصیدہ بُردہ شریف	38	33	نماز جمعہ کے احکام	69
14	حصہ چہارم۔ ارکانِ اسلام	41	34	نماز عیدین	70
15	وضو کا مسنون طریقہ	41	35	ارکان اسلام میں روزہ کی اہمیت	71
16	وضو کے آداب	43	36	روزہ میں اخلاص	72
17	غسل کے احکام	44	37	سحر و افطار کے احکام	73
18	غسل کے آداب	45	38	افطار، قبولیت دُعا کا وقت	74
19	نماز کے فضائل و احکام	47	39	روزہ کب ٹوٹتا ہے	74
20	اوقاتِ نماز	47	40	روزہ میں کفارہ	76

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
41	روزہ کا فدیہ	77	61	زکوٰۃ کے مصارف	92
42	اعتکاف کے فضائل ومسائل	78	62	فقراء	92
43	اعتکاف محبت کی عبادت ہے	80	63	مساکین	92
44	اعتکاف کا مقصد رضاء الٰہی ہونا چاہیے	81	64	عاملین زکوٰۃ	92
45	انسانی زندگی پر اعتکاف کے اثرات	82	65	مؤلفة القلوب	93
46	اعتکاف کے چند احکام	82	66	رقاب (غلاموں کی آزادی)	93
47	زکوٰۃ کے احکام ومسائل	83	67	غارمین (قرض دار)	93
48	زکوٰۃ کی شرائط	83	68	فی سبیل اللہ	93
49	وجوب زکوٰۃ کی چند صورتیں	84	69	ابن السبیل (مسافر)	93
50	زکوٰۃ ادا کرنے کے مسائل	85	70	وہ لوگ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں	94
51	زکوٰۃ کا نصاب	87	71	زکوٰۃ کے متفرق مسائل	95
52	چاندی کا نصاب	87	72	حج کی فرضیت اور ضروری احکام	98
53	سونے کا نصاب	87	73	حج فرض ہونے کی شرائط	99
54	سکوں اور نوٹوں کا حساب	88	74	فریضہ حج جلد ادا کرنا چاہیے	99
55	مال تجارت کا نصاب	88	75	حج سے پہلے ضروری امور	100
56	اونٹ کا نصاب	88	76	حرمین شریفین کے آداب	101
57	گائے بھینس کا نصاب	88	77	عمرہ کے فرائض وواجبات	104
58	بھیڑ، بکری کا نصاب	88	78	واجباتِ عمرہ	104
59	وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ نہیں ہے	88	79	احرام باندھنے کا طریقہ	104
60	زکوٰۃ کی شرح	90	80	عورتوں کا احرام	104

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضامین	نمبر شمار
124	قربانی کی شرعی حیثیت	101	105	مکروہات احرام	81
126	اہلیت	102	105	مباحات احرام (یعنی جائز کام)	82
127	نصاب	103	106	طواف کعبہ اور اسکی اقسام	83
127	اوصاف جانور	104	107	ارکان وشرائط اور واجباتِ طواف	84
130	قربانی اور نیت	105	108	طواف کے دیگر مسائل	85
131	مصارف قربانی	106	109	صفا ومروہ کی سعی	86
133	حصہ پنجم۔ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم	107	110	حج کے فرائض	87
133	آثار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	108	110	ارکانِ حج	88
135	آثار حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ	109	110	واجبات حج	89
137	آثار حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ	110	111	حج کی سنتیں	90
139	حصہ ششم۔ آثار اہلبیت رضی اللہ عنہم	111	114	حج وعمرہ کی چند ضروری اصطلاحات	91
139	خطبات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	112	117	حج کے مقامات مقدسہ	92
139	عقیدۂ توحید، صفات الٰہی	113	119	تبرکات حرم	93
143	سلسلہ نبوت وبعثت مصطفیٰ ﷺ	114	120	قربانی کی اہمیت اور احکام	94
146	اہلبیت کی شان	115	121	اسلام میں قربانی کا تصور	95
148	اسوۂ حسنہ ﷺ	116	122	قربانی کے مقاصد	96
149	قرآن حکیم کی عظمت	117	122	تکمیل عبدیت	97
154	اسلام کیا ہے؟	118	122	اظہار شکر	98
157	زھد کیا ہے؟	119	123	کفارہ خطا	99
157	تقویٰ کی اہمیت	120	124	معاشرتی فلاح	100

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
121	صبر کی فضیلت	158	141	شوہر کے حقوق	210
122	استقامت اختیار کرو	159	142	بیوی کے حقوق	211
123	اصلاحِ معاشرہ	159	143	آداب اجتماعیت	213
124	ذکرِ الٰہی	160	144	آداب عیادت	216
125	شانِ اولیاء	160	145	آداب میت	217
126	حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت اپنے فرزند کے لئے	161	146	خدمت خلق کی اہمیت	219
127	دستورِ حکومت	174	147	مخلوق خدا کو کھانا کھلانا	223
128	اُمّ المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا	175	148	حصہ ہشتم۔ معاشرتی احکام	226
129	آثار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	178	149	نکاح کے احکام	226
130	آثار سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا	181	150	نکاح کی اہمیت	226
131	آثار سیدنا امام حسن علیہ السلام	184	151	نکاح کا مقصد	226
132	آثار سیدنا امام حسین علیہ السلام	188	152	طلاق کے مسائل	230
133	خطبات سیدہ زینب سلام اللہ علیہا	193	153	طلاق کی حکمت	230
134	شام میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا خطبہ	195	154	جہاں تک ممکن ہو طلاق سے بچیے	231
135	حصہ ہفتم۔ حقوق العباد	199	155	طلاق کی شرائط	231
136	محبت رسول ﷺ۔ ایمان کی پہچان	199	156	طلاق میں مزاح نہیں	233
137	گداز عشق رسول ﷺ میں پگھلے ہوئے دل	201	157	طلاقِ سنت	233
138	اسلامی معاشرے میں رشتوں کا تقدس	203	158	حاملہ کی طلاق	234
139	والدین کے حقوق	205	159	عدت اور اُس کا معنی	235
140	اُف تک نہ کہو	208	160	بیوہ کی عدت	236

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
161	سوگ	236	182	دنوں کے نام	251
162	خلع اور اس کی قانونی و شرعی حیثیت	237	183	موسموں کے نام	251
163	بدلِ خلع	238	184	مہینوں کے نام	252
164	خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت	238	185	رنگوں کے نام	252
165	طلاق ایک ناپسندیدہ عمل	239	186	سبزیوں کے نام	252
166	میاں بیوی میں جدائی ڈلوانے کا انجام	240	187	پھلوں کے نام	252
167	طلاق کی اقسام	240	188	سفر سے متعلق الفاظ	253
168	وراثت کے احکام	243	189	تجارت سے متعلق الفاظ	253
169	وارثوں کے حصے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے	243	190	امراض سے متعلق الفاظ	254
170	سورۃ نساء۔۔۔آیات ۱۱ تا ۱۲	243	191	ائیر پورٹ مسافر اور سپاہی کی گفتگو	255
171	وراثت کی تقسیم میں احتیاط	245	192	مسافر اور ٹیکسی ڈرائیور کی گفتگو	256
172	حصہ نہم۔طب نبوی اور شفاء	246	193	مسافر اور ہوٹل والے کی گفتگو	256
173	طب نبوی کی چند غذائیں	246	194	موسم اور بیت اللہ کے بارے گفتگو	257
174	شہد جیسی کوئی اور غذا دنیا میں موجود نہیں	246	195	بازار میں خرید و فروخت کے لئے گفتگو	258
175	آب زم زم بے مثال پانی ہے	247	196	مکتبہ میں گفتگو	258
176	کلونجی موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے	248	197	کپڑوں کی دکان پر گفتگو	258
177	زیتون میں شفاء ہے	248	198	پھلوں کی دکان پر گفتگو	259
178	عجوہ کھجور دل کے لئے شفاء بخش ہے	249	199	سونے، چاندی کی دکان میں گفتگو	259
179	حصہ دہم۔عربی بول چال	250	200	دو ملاقاتیوں میں نماز کے متعلق گفتگو	260
180	حروف تہجی	250	201	روزمرہ استعمال کے چند جملے	261
181	عربی گنتی	250	202	درودِ تاج	263

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سید المرسلین خاتم النبیین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد!

دیباچہ

اسلام ایک زندہ مذہب ہے جو آج بھی پوری دنیا کے انسانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ ایسے میں ضرورت ہے کہ جدید تعلیمی نظام کے اندر اسلام کو بطور دین اور تہذیب کے اس طرح پڑھایا جائے کہ رفتہ رفتہ لوگوں کے دل ودماغ کی گہرائیوں میں اسلام اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جگمگانے لگے۔

''دی یونیورسٹی آف فیصل آباد'' کی اعلیٰ انتظامیہ نے غیر معمولی بصیرت سے کام لیتے ہوئے گریجویشن کلاسز کیلئے اسلامیات لازمی کا ''منفرد نصاب'' تجویز کیا ہے جس کے پیش نظر کتاب تیار کی گئی ہے۔

ہمیں اپنے تعلیمی تصورات کی تشکیل نو کرنا ہوگی، اور نصاب تعلیم سے لے کر نظام تعلیم کے ہر گوشے تک نیا انداز اپنانا ہوگا۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ! ہماری اس عاجزانہ کاوش کو اپنی بارگاہ ناز میں شرف قبولیت سے بہرہ ور فرمائے اور اسکے پاکیزہ ثمرات سے طلبہ وطالبات کو فیضیاب ہونے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہٖ سید المرسلین وعلیٰ آلہٖ اجمعین

والسلام

خدا کے فضل وکرم کا جویا

پروفیسر سید عبد الرحمٰن بخاری

دی یونیورسٹی آف فیصل آباد

۱۳ دسمبر ۲۰۱۲

سیدنا حاشر ﷺ　لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ　سیدنا رشید ﷺ

حصہ اوّل

اجزائے ایمان

ایمان مفصل اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ ط

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر اور اسکے سب فرشتوں پر اور اسکی تمام کتابوں پر اور اسکے تمام رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس بات پر کہ تقدیر اچھی اور بری سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر۔

ایمان مجمل اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ كَمَا هُوَ بِاَسْمَآئِهٖ وَصِفَاتِهٖ وَقَبِلْتُ جَمِيْعَ اَحْكَامِهٖ اِقْرَارٌۢ بِاللِّسَانِ وَتَصْدِيْقٌۢ بِالْقَلْبِ ط

میں ایمان لایا اللہ تعالیٰ پر جیسا کہ اس کی ذات گرامی کے شایان شان ہے، اسکے تمام اسمائے حسنیٰ اور تمام صفات جلیلہ کے ساتھ۔ اور میں نے قبول کیے اللہ تعالیٰ کے تمام احکام زبان سے اقرار کرتے ہوئے اور دل سے تصدیق کرتے ہوئے۔

شش کلمے

اول کلمہ طیب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

دوسرا کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں گواہی دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں بیشک حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

سیدنا مشہود ﷺ　لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ　سیدنا بشیر ﷺ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

تیسرا کلمہ تمجید سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اور سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا ہے۔ گناہوں سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

چوتھا کلمہ توحید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ

وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا ط ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ بِیَدِہِ الْخَیْرُ

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہی زندہ کرتا اور مارتا ہے۔ وہ زندہ ہے، اس کو ہرگز کبھی موت نہیں آئے گی۔ بڑے جلال اور بزرگی والا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

پانچواں کلمہ استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْۢبٍ اَذْنَبْتُہٗ عَمَدًا اَوْ خَطَاً سِرًّا

اَوْ عَلَانِیَۃً وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْٓ اَعْلَمُ وَمِنَ الذَّنْۢبِ الَّذِیْ لَآ اَعْلَمُ

اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ وَسَتَّارُ الْعُیُوْبِ وَغَفَّارُ الذُّنُوْبِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ

اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں جو میرا پروردگار ہے، ہر گناہ سے، جو میں نے جان بوجھ کر کیا یا بھول کر۔ چھپ کر کیا یا ظاہر ہو کر۔ اور میں اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ اُس گناہ سے جس کو میں جانتا ہوں اور اُس گناہ سے جس کو میں نہیں جانتا (اے اللہ) بیشک تو غیبوں کا جاننے والا اور عیبوں کا چھپانے والا ہے اور گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ اور گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی قوت نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے جو بہت بلند عظمت والا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

چھٹا کلمہ رد کفر اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡۤ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ اَنۡ اُشۡرِكَ بِكَ شَيۡـئًا وَّاَنَا اَعۡلَمُ بِهٖ وَاَسۡتَغۡفِرُكَ لِمَا لَاۤ اَعۡلَمُ بِهٖ تُبۡتُ عَنۡهُ وَتَبَرَّاۡتُ مِنَ الۡكُفۡرِ وَالشِّرۡكِ وَالۡكِذۡبِ وَالۡغِيۡبَةِ وَالۡبِدۡعَةِ وَالنَّمِيۡمَةِ وَالۡفَوَاحِشِ وَالۡبُهۡتَانِ وَالۡمَعَاصِیۡ كُلِّهَا وَاَسۡلَمۡتُ وَاَقُوۡلُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ

اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں کسی شے کو تیرا شریک بناؤں جان بوجھ کر، اور بخشش مانگتا ہوں تجھ سے اس (شرک) کی جس کو میں نہیں جانتا۔ اور میں نے اس سے توبہ کی اور بیزار ہوا کفر سے اور شرک سے اور جھوٹ سے اور غیبت سے اور بدعت سے اور چغلی سے اور بے حیائیوں سے اور بہتان سے اور تمام گناہوں سے اور میں اسلام لایا اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں حضرت محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

نماز کے کلمات

ثناء سُبۡحٰنَكَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِكَ وَتَبَارَكَ اسۡمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلَاۤ اِلٰهَ غَيۡرُكَ

پاک ہے تو اے اللہ تعالیٰ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

تعوّذ اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے۔

تسمیہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

سورۂ فاتحہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝١ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝٢ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝٣ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝٤ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝٥ صِرَاطَ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝ اٰمِيْن

سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔ بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ قیامت کے دن کا مالک ہے۔ (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ اُن لوگوں کا راستہ جن پر تونے انعام کیا، نہ ان لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور نہ گمراہوں کا۔ الٰہی قبول فرما۔

سورۂ اخلاص

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

کہو وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے (کسی کو) جنا اور نہ وہ (کسی سے) جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہم سر نہیں ہے۔

تسبیح رکوع سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔

تسمیع سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

تحمید رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

سجدہ کی تسبیح سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند۔

تشہد اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ط

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں۔ سلام ہو ہم پر اور اللہ تعالیٰ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے نیک بندوں پر۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

درود شریف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ وَعَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا اِبْرٰھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

الٰہی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) پر اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر۔ بیشک تو تعریف کیا گیا بزرگ ہے۔ الٰہی برکت دے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اور حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی آل کو۔ بیشک تو تعریف کیا گیا ہے بزرگ ہے۔

دعا رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ○

اے میرے پروردگار! مجھ کو نماز کا پابند بنا دے اور میری اولاد کو بھی اے ہمارے پروردگار! میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! مجھ کو میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو بخش دے اس روز جبکہ (عملوں کا) حساب ہونے لگے۔

سلام اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ ط تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت۔

دعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ ط

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ○

اے اللہ! ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور تجھی سے بخشش مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

نماز جنازہ

طریقہ نماز جنازہ: پہلے نیت کر کے امام اور مقتدی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں اور ثناء پڑھیں یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَجَلَّ ثَنَآؤُكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ

پاک ہے تو اے اللہ تعالیٰ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور بلند ہے تیری شان بہت بڑی ہے تیری ثناء بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

بالغ مرد و عورت کی دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَآئِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثٰنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

الٰہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر فوت شدہ کو اور ہمارے ہر حاضر اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے چھوٹے کو اور ہمارے ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری ہر عورت کو الٰہی تو ہم میں سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اسکو ایمان پر موت دے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

نابالغ لڑکے کی دعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

الٰہی اس (لڑکے) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالا بنادے اور اسکو ہمارے لئے اجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والا بنادے اور اسکو ہماری سفارش کرنیوالا بنادے اور وہ جس کی سفارش کرے منظور کی جائے۔

نابالغ لڑکی کی دعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَآ اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً

الٰہی اس (لڑکی) کو ہمارے لئے آگے پہنچ کر سامان کرنیوالی بنادے اور اس کو ہمارے لئے اجر (کی موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنا دے اور اسکو ہمارے لئے سفارش کرنیوالی بنا دے اور وہ جس کی سفارش کرے منظور کی جائے۔

دعا کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کھول کر سلام پھیر دیں اور صفیں توڑ کر دعا مانگیں۔ کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو خالص میت کے لئے دعا مانگو۔'' (ابی داؤد، ابن ماجہ)

حصہ دوم منتخب آیاتِ قرآنی

سورۂ بقرہ ---- آیات ۲۸۴ تا ۲۸۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

قَدِيْرٌ ﴿٢٨٤﴾ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ ۟ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ۟ وَقَالُوْا سَمِعْنَا
وَاَطَعْنَا ٝ غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴿٢٨٥﴾

اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ رسول کریم ﷺ ایمان لائے ہیں اس سب کچھ پر جو ان پر ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اور ایمان والے بھی سب نے مانا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کو یہ کہتے ہوئے کہ ہم اس کے کسی رسول پر ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے، اور عرض کی کہ ہم نے سنا اور مانا، تیری معافی ہو اے رب ہمارے! اور تیری ہی طرف پھرنا ہے۔

سورۃ بقرہ: آیت ۲۸۴ ۱: آسمان وزمین میں ہے جو کچھ ہے سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔

۲: ہمارے سب ظاہر اور پوشیدہ خیالات، اعمال اور رویوں کا احتساب ہوگا۔

۳: اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا سزا دے گا اور جسے چاہے گا بخشدے گا۔

آیت ۲۸۵ ۱: رسول کریم ﷺ ان تمام نعمتوں، صفات وکمالات، علوم ومعارف اور تعلیمات کو آخری گہرائی تک جانتے ہیں جو انہیں بارگاہِ الٰہی سے عطا کی گئیں۔

۲: حضور اقدس ﷺ ان تمام چیزوں پر پختہ ایمان اور یقین کامل کا سرچشمہ ہیں۔

۳: اہل ایمان وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر اسکے تمام فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر کامل یقین رکھتے ہیں۔

۴: اللہ تعالیٰ کے سارے نبیوں پر انتہائی کامل اور یکساں ایمان ہونا چاہئے۔

۵: ''لا نفرق بین احد من رسلہ'' کا مطلب یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سب رسولوں کو

مانتے ہیں، اس لحاظ سے کوئی فرق نہیں کرتے کہ کسی کو مانیں اور کسی کو نہ مانیں۔ سب کی نبوت پر ہمیں کامل یقین ہے۔

۶: باقی رہا انبیاء کرام کے باہم درجات فضیلت کا فرق تو یہ خود قرآن حکیم میں بارہا واشگاف طریقہ سے بیان کر دیا گیا ہے جیسے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ (بقرہ: ۲۵۳) یعنی یہ سارے رسول ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا (سورہ نساء: ۱۱۳) اے میرے محبوب ﷺ! ہم نے آپ پر سب سے بڑھکر اپنا فضل و کرم اتارا ہے۔

۷: اہل ایمان کا شیوہ یہی ہونا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی تمام تعلیمات اور سب احکام شریعت پر دل سے ایمان، اطاعت اور کامل سپردگی کا اقرار کریں۔

سورۂ فرقان۔۔۔۔آیات ۶۳ تا ۷۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ
قَالُوْا سَلٰمًا ۝۶۳ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۝۶۴ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۶۵ اِنَّهَا سَآءَتْ
مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ۝۶۶ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ
ذٰلِكَ قَوَامًا ۝۶۷ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ
حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۝۶۸ يُّضٰعَفْ لَهُ

الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴿۶۹﴾ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا
صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۰﴾
وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴿۷۱﴾ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ
الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴿۷۲﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴿۷۳﴾ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا
وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۴﴾ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا
صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ﴿۷۵﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا
وَّمُقَامًا ﴿۷۶﴾ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ
يَكُوْنُ لِزَامًا ﴿۷۷﴾

اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔ اور وہ جو رات کاٹتے ہیں اپنے رب کے لیے سجدے اور قیام میں۔ اور وہ جو عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! ہم سے پھیر دے جہنم کا عذاب، بیشک اس کا عذاب گلے کا غل پھندا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں بلکہ دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔ اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کی پرستش نہیں کرتے اور اس جان کو جس کی اللہ تعالیٰ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو یہ کام کرے وہ سزا پائے گا۔ بڑھایا جائے گا اس پر عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ اس میں ذلت سے رہے گا۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھا کام کرے تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ

بخشنے والا مہربان ہے۔اور جو توبہ کرے اور اچھا کام کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ لایا جیسی چاہیے تھی۔اور جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب بیہودہ چیز پر گذرتے ہیں تو اپنی عزت سنبھالے گزر جاتے ہیں۔اور وہ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیتیں یاد دلائی جائیں تو ان پر بہرے اندھے ہو کر نہیں گرتے۔اور وہ جو عرض کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۔ان کو جنت کا سب سے اونچا بالا خانہ انعام ملے گا یہ بدلہ ہے ان کے صبر کا اور وہاں دُعا اور سلام کے ساتھ ان کی پیشوائی ہوگی۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے، کیا ہی اچھی ٹھہرنے اور بسنے کی جگہ۔تم فرماؤ تمہاری کچھ قدر نہیں میرے رب کے یہاں اگر تم اس کی عبادت نہ کرو، اگر تم نے جھٹلایا تو ہوگا وہ عذاب کہ لپٹ رہے گا۔

سورۂ فرقان: آیات ۶۳ تا ۶۷

۱: ''رحمن کے بندے'' لطف وسرور سے بھری ایک غیر معمولی تعبیر ہے۔اہل ایمان کیلئے ایسا لقب جو ان کے تارِ رگِ حیات میں سرور وکیف کے البیلے نغمے چھیڑ دیتا ہے۔ یہ محبتوں کا لقب ہے اور عنایتوں کی پھوار۔ چاہتوں کا رقص ہے اور نوازشوں کی بہار۔سبحان اللہ! کیا خوب تحفہ ملا ہے امت محمد یہ ﷺ کے ان نرالے سپوتوں کو: ''رحمن کے بندے ہیں، یہ رحمن کے بندے'' دوستو! اٹھو اور سجدۂ شکر میں گر جاؤ، اس انمول تحفے کے عطا ہونے پر۔

۲: ہاں اب ذرا یہ بھی دیکھتے چلنا کہ ''رحمن کے بندے'' ہیں کون؟ وہ کہ جو اپنے وجود کے ریزے ریزے میں چند البیلی خوبیاں کچھ اس طرح بسالیں کہ دل دھڑکنا بھول جائے مگر یہ خوبیاں رقص کرنا کبھی نہ بھولیں: یہ خوبیاں کیا ہیں، آگے دیکھئے:

۳: پہلی خوبی ہے زمین پر ذرا دھیمے دھیمے چلنا۔کوئی پندار پھوٹے نہ کہیں اتراہٹ وجود کے کس ہالے میں اٹھکیلیاں نہ کرنے لگ جائے۔بس ٹھنڈک ہو اور دھیرج۔ایک شانتی سی بھر جائے سب تن من میں۔ایک لطافت ہو احساس میں، جیسے بادِ صبا کا جھونکا۔ایک کوملتا سی بدن میں پھیلی ہو۔شائستگی جھلکتی ہو رفتار، گفتار سے۔متانت اور سنجیدہ مزاجی روح میں اتری، بسی ہو۔

۴: کوئی جاہل پکارے تو جھگڑنا یک بہ یک بس بھول ہی جائے۔چہرے سے نگاہوں سے، گفتار سے رفتار سے، لہجے سے اداؤں سے بس ایک ہی کیفیت چھلکتی ہو: ''سراپا محبت سلامتی''۔

۵: رحمٰن کے بندے تو شب زندہ دار ہوتے ہیں۔ان کی راتیں جام و سرور میں نہیں کٹتیں، سجدہ و قیام میں گزرتی ہیں۔قرآن ان کے لبوں پر جاری ہوتا ہے۔یادِ الٰہی ان کی سانسوں میں گھلی رہتی ہے اور نسبت مصطفیٰ ﷺ کے دھنک رنگ ان کے وجود پہ کھلے رہتے ہیں۔

۶: ''دعائیں اور بس دعائیں'' یہ پہچان ہے رب کے بندوں کی۔رب کا کام ہے دینا اور بس دیتے رہنا۔بندے اگر مانگنا چھوڑ دیں تو انہیں ملے کیونکر۔بندگی تو نام ہی مانگنے کا ہے۔ جہاں دعا ہو وہاں پندار نہیں ہوتا۔اور جہاں پندار نہ ہو وہاں رحمتوں کی گھٹا برستی رہتی ہے۔

۷: دعائیں ہر طرح کی مانگتے رہو، پر عذاب الٰہی سے بچاؤ کی دعا کبھی فراموش نہ ہونے پائے۔عذاب دوزخ بہت شدید ہے اور اس سے نجات بغیر دعا کے ممکن نہیں۔پس رحمٰن کے بندے یہ دعا ہمیشہ جاری رکھتے ہیں۔

۸: ایک اور پہچان خدا کے مخلص بندوں کی یہ ہے کہ وہ خدا کا دیا ہوا رزق ناجائز خرچ نہیں کرتے۔اسراف سے بچتے ہیں۔مگر یہ بھی نہیں کہ سخاوت اور کرم ہی کو اسراف سمجھ بیٹھیں۔بُخل سے دور انسان تبھی ہوتا ہے جب وہ راہ خدا میں دیتا رہے، مخلوق خدا کو کھلاتا رہے اور اہل و عیال پر جائز انفاق سے گریز نہ برتے۔بخل اور اسراف کے درمیان جو حدِ اعتدال ہے اسی کا نام سخاوت ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

آیات ۶۸ تا ۷۱ ۱: اللہ کے ساتھ کسی اور کو عبادت میں شریک ٹھہرانا، یہ تو کفر کا سب سے بھیانک روپ ہے۔ پھر بھلا رحمن کے بندے اس کے مرتکب کیونکر ہو سکتے ہیں۔ شرک کیلئے کوئی معافی نہیں، اس سے بچنا سب سے پہلا فرض ہے اہل ایمان کا۔ اور ہاں شرک کا کوئی خطرہ بھی نہیں امت محمدیہ ﷺ کیلئے۔ بس احتیاط کے پہرے میں رہنا چاہئے آدمی کو۔

۲: ناحق کسی انسان کو قتل کر دینا حقیقت میں پوری نسل انسانی کو قتل کر دینے کے برابر ہے۔ حرمت تو ساری خون کی ہے۔ پھر خون چاہے ایک آدمی کا ہو یا پوری اولاد آدم کا، حرمت میں یکساں ہے۔ قتل ناحق اسلام کی رو سے شرک کے بعد اس کائنات کا سب سے بڑا جرم ہے۔ اور رحمن کے بندے وہ ہیں جو اس جرم کے تصور سے بھی ہر آن لرزتے، کانپتے رہیں۔

۳: زنا تو فحاشی اور بدکاری کا سب سے خطرناک درجہ ہے، پھر بھلا رحمن کے بندے اس سے دور کیوں نہ رہیں۔ پاکبازی اہل ایمان کا شیوہ ہے، سو وہ بدکاری کے ہر راستے، ہر امکان سے بچ کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔

۴: یہ بڑے بڑے ہولناک جرائم اگر کسی شخص میں پائے جائیں تو اس کیلئے قیامت کا بڑا انجام کس قدر سخت ہو سکتا ہے، یہ سوچنے کی بات نہیں ڈرنے کا مرحلہ ہے۔ اور رحمن کے بندے ہر حال میں ڈرتے رہتے ہیں۔ خشیت الٰہی ان کے سینوں کو پگھلاتی رہتی ہے۔

۵: ہاں! مگر توبہ ایک ایسی رہگزر ہے جو ہر جرم اور گناہ کی تاریک وادی سے گزرتی ہے اور اسے بخشش کے انوار سے روشن کرتی جاتی ہے۔ توبہ اگر سچی ہو تو گناہوں کا سرے سے نام و نشان ہی مٹا دیتی ہے۔ بندہ پھر سے یوں پاکیزہ سانچے میں اتر آتا ہے، جیسے گویا ابھی شکم مادر سے نکلا ہے۔ حدیث پاک میں ہے: اَلتَّآئِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ یعنی گناہوں سے توبہ کرنے والا یوں ہے جیسے اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

(السنن الکبریٰ للبیھقی، الترغیب والترھیب للمنذری)

۶: توبہ، ایمان اور عمل صالح گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔ گویا اگر کسی رحمن کے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

بندے نے اپنے رب کو راضی کر لیا تو پھر یہ ہوگا کہ اس کے جتنے گناہ بھی تھے، ان سب کی جگہ بھی نیکیاں ہی نامۂ اعمال کو بھر دیں گی۔

۷: جنت انعام ہے رحمٰن کے بندوں کا۔ صبر کا بہت بھاری مرحلہ طے کر چکے ہیں یہ۔ اخلاقی زندگی کی سب مشکل حالتوں پر خدا کی رضا کیلئے قائم رہنا صبر ہی تو ہے اور جب خدا کے بندے صبر کی وادی میں پختہ گام ہو جائیں تو ان کیلئے بہشت بریں کے بالا خانوں میں قیام کا تحفہ سجا دیا جاتا ہے۔ ان باغات ابد کی سنہری روشوں پر ایک ہی فضا مہک رہی ہے اور ایک ہی موسم کھلا ہوا ہے۔'' تحیہ اور تسلیم کا موسم۔ اُجلا اجلا، نکھرا نکھرا، مہکا مہکا رضا کا موسم، وفا کا موسم۔

۸: اور ہاں ایک بات یہ بھی ہے کہ جو شخص توبہ کرنے کے بعد نیک اعمال کی راہ پر گامزن ہو جائے، نیکیاں پے در پے اس سے صادر ہوتی رہیں تو جان لینا کہ بس یہی ہے وہ شخص جس نے سچ مچ توبہ کر لی ہے۔ بڑی اجلی، نکھری، سُندر توبہ۔ بڑی اعلیٰ، برتر وکھری توبہ۔ ایسی توبہ جسے فی الواقع توبہ کہنا چاہئے۔ جو بھرم ہے رحمٰن کے بندوں کا۔

آیات ۷۲ تا ۷۷

ا: جھوٹ اور جھوٹی گواہی سے بچنا حقوق اللہ میں بھی شامل ہے اور حقوق العباد میں بھی۔ ایمان اور اخلاق کی برتر سطح ایسی تمام آلائشوں سے بچ کر ہی نصیب ہوتی ہے۔ جو شخص جھوٹ سے نہ بچ پائے وہ ایمان کی حرمتوں سے بھلا کونسا رشتہ قائم کر سکتا ہے۔ بارگاہ الٰہی سے نعمتوں کا جو خزانہ اترتا ہے وہ سچائی کی راہ پر چلنے والوں ہی کا نصیبہ روشن کرتا ہے۔

۲: لغو اور بیہودہ باتیں ہوں یا کام سب سے بچنا ایمان کی پہلی سیڑھی ہے۔ ایمان جس درجے کی متانت اور سنجیدگی کا تقاضا کرتا ہے وہ لغویات سے کنارہ کشی ہی میں جھلکتی ہے۔

۳: آیات قرآنی، وعظ و نصیحت، دعوت و عبرت اور یاد دہانی سب ایسے حوالے ہیں جو

انسان کے وجود میں غور وفکر، تدبر وبصیرت اور حکمت ودانش کے طوفان اٹھاتے ہیں۔اب اگر کوئی شخص ایسا ہو جو بالکل بُجھے ہوئے دماغ کے ساتھ زندگی گزار رہا ہو تو ایسا شخص یقیناً اپنے ایمان کے ماورائی خزانے سے بھی کورا ہی رہے گا، چہ جائیکہ اسے قرآن حکیم کی بارگاہ سے فیضان ہدایت کا کوئی جھونکا مل سکے۔

۴: رحمن کے بندے اس دعا میں ڈھلے رہتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں اپنے جیون ساتھی اور اولاد کی طرف سے ٹھنڈی ہوا کے نرم جھونکے ملتے رہیں۔خوشیاں ہمارے گھرانے کے سب افراد کا سانجھا نصیب بن کر اتریں۔غم کی تیز آندھی ہمارے صحرائے زیست سے میں کوئی ایک بگولہ بھی ایسا اٹھا نہ پائے جو ہمیں کرب واندوہ سے دوچار کرنے کا سبب بنے۔

۵: اہل تقویٰ کی امامت ایک بڑا ہی بلند اعزاز ہے اور اس کیلئے اپنی روح کی پاکیزہ کرنوں میں ایک سچی، اجلی آرزو پرورش پا سکے تو یہ بھی ایک انعام ہے رب تعالیٰ کا اپنے بندوں پر۔امامت ہر کسی کو نصیب تو نہیں ہوتی، پر تمنا تو سب کے سینوں میں مچل سکتی ہے اور مچلتے رہنی چاہیئے۔اگر کبھی کوئی ایسا قبولیت کا لمحہ اتر آیا جب رحمتوں کے سارے دریچے کسی کی جیون دھرتی میں بس پھول ہی لٹاتے ہوں تو یقیناً ایسے سُندر لمحے میں یہ آرزو بھی قبولیت کے بام عطا سے شادکام ہو جائے گی۔

سورۂ حجرات۔۔۔۔آیات ۱ تا ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُقَدِّمُوۡا بَیۡنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ۝۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَرۡفَعُوۡۤا اَصۡوَاتَکُمۡ فَوۡقَ صَوۡتِ النَّبِیِّ
وَلَا تَجۡهَرُوۡا لَهٗ بِالۡقَوۡلِ کَجَهۡرِ بَعۡضِکُمۡ لِبَعۡضٍ اَنۡ تَحۡبَطَ اَعۡمَالُکُمۡ وَاَنۡتُمۡ

لَا تَشْعُرُوْنَ ۲ اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ ۳ اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ۴ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى
تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۵ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ
جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًاۢ بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا
فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۶ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ؕ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ
الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ
اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ۷ فَضْلًا مِّنَ
اللّٰهِ وَنِعْمَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۸ وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا
فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ
حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْا ؕ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۹ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ
وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۱۰ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ
عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا
مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ
الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۱۱ يٰٓاَيُّهَا
الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا

وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا
فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا
خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ؕ اِنَّ
اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۳﴾ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ
قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْۤا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَاِنْ
تُطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَا يَلِتْكُمْ مِّنْ اَعْمَالِكُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ
رَّحِيْمٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا
وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴿۱۵﴾ قُلْ
اَتُعَلِّمُوْنَ اللّٰهَ بِدِيْنِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۱۶﴾ يَمُنُّوْنَ عَلَيْكَ اَنْ اَسْلَمُوْا ؕ قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَیَّ
اِسْلَامَكُمْ ۚ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸﴾

اے ایمان والو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک وہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے اور ان کی بارگاہ میں چلّا کر بات نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو، کہیں تمہارے سارے عمل اَکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بیشک وہ لوگ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کی بارگاہ میں، وہی ہیں جن کا دل اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری

کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ اے محبوب (ﷺ)! بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔ اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم خود ہی ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا، اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو کہ کہیں کسی قوم کو بے جانے ایذا نہ دے بیٹھو، پھر اپنے کیے پر پچھتاتے رہ جاؤ۔ اور جان لو کہ تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، بہت سے معاملوں میں اگر یہ تمہاری مرضی قبول کریں تو تم ضرور مشقت میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان پیارا کردیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں آراستہ کردیا اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی تمہارے لئے ناگوار بنادی، ایسے ہی لوگ راہ پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل واحسان کے ساتھ، اور اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑیں تو ان میں صلح کراؤ، پھر اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو اس زیادتی والے سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف پلٹ آئے۔ پھر اگر پلٹ آئے تو انصاف کے ساتھ ان میں اصلاح کردو اور عدل کرو، بیشک عدل والے اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ پس اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو کہ تم پر رحمت ہو۔ اے ایمان والو نہ مَرد مَردوں کا مذاق اُڑائیں عجب نہیں کہ وہ ان مذاق اُڑانے والوں سے بہتر ہوں۔ اور نہ عورتیں عورتوں کا، دور نہیں کہ وہ ان مذاق اُڑانے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے برے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا۔ اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔ اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے۔ اور عیب نہ ڈھونڈو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے، یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد

اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا خبردار ہے۔ بدّو کہتے ہیں ہم ایمان لائے آپ فرما دیجیے! تم لوگ ایمان تو نہیں لاتے ہاں یوں کہو کہ ہم نے اسلام قبول کرلیا اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا۔ اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرو گے تو تمہارے کسی عمل کا تمہیں نقصان نہ ہوگا بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لائے، پھر شک نہ کیا اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، وہی سچے ہیں۔ آپ فرما دیجیے! کیا تم اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا مان کرتے ہو، اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے۔ اے محبوب (ﷺ) وہ تم پر احسان جتاتے ہیں کہ مسلمان ہوگئے، آپ فرما دیجیے! تم اپنے اسلام کا احسان مجھ پر نہ رکھو بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تمہیں اسلام کی ہدایت عطا فرمائی اگر تم سچے ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے آسمانوں اور زمین کے سب غیب، اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہا ہے۔

سورۂ حجرات آیات ۱ تا ۵:

۱ اللہ تعالیٰ نے خود براہ راست قرآن حکیم میں اپنے محبوب مکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم کے آداب سکھائے ہیں۔ یہ حرمت رسول ﷺ کی پاسداری میں شدت احتیاط اور کمال اہتمام کا برتر درجہ ہے۔

۲ ایمان کا بنیادی تقاضا یہ ہے کہ زندگی، عمل اور شعور و احساس کے کسی معاملے میں کوئی شخص حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ عالی سے اجازت پائے بغیر اور ہدایت نبوی سے فیضاب ہوئے بغیر کسی قسم کا کوئی اقدام نہ کرے اور نہ ہی کسی معاملے میں حضور اقدس ﷺ سے آگے بڑھنے کا کوئی شائبہ بھی اپنے گمان و تصور کے کسی سانچے میں بھرنے دے۔

۳۔ بارگاہ سرورِ کونین ﷺ کے آداب میں کمال احتیاط کا عالم یہ ہونا چاہیے کہ اہل ایمان میں سے کسی کی آواز کا لہجہ اور زیر و بم بھی حضور اقدس ﷺ کی مقدس آواز سے اونچا نہ ہونے پائے نیز حضور اقدس ﷺ کو پکارنے میں ایسا ممکنہ سانچہ بھی ہرگز نہ برتنے پائے جو مسلمانوں کے آپس میں تمام تر مراتب درجات کی رعایت کے ساتھ ہی برتے جا سکتے ہوں۔ گویا ایک شخص اپنے ماں باپ، استاد، مرشد اور بڑی سے بڑی برگزیدہ ہستی کو بھی جس لہجے، انداز اور آہنگ میں پکارتا ہے وہ لہجہ، انداز اور آہنگ بھی حضور اقدس ﷺ کو پکارنے میں تعظیم و تقدس کی احتیاط سے کم تر ہے۔ پس یہاں تو معاملہ ایسا ہے کہ

آہستہ سانس لے کہ خلاف ادب نہ ہو

بڑھکر ہے کل جہاں سے حرمت رسول ﷺ کی

۴ تقویٰ کیا ہے: حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ عالی میں کمال تعظیم و تکریم کے سارے تقاضے پورے کرنے کا نام ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کے آداب میں ذرہ بھر کوتاہی سرزد ہو جائے تو آدمی تقویٰ کی منزلوں سے گر جاتا ہے۔

آیات ۶ تا ۱۰

۱ کوئی خبر کہیں سے ملے تو جب تک اسکے ثبوت کی کم از کم حد پوری نہ ہو جائے اس خبر کو مان لینا خدا کی نظر میں جرم ہے۔ خبر کو ماننے سے پہلے سنانے والے کی حیثیت، کردار اور دیانت و امانت اچھی طرح پرکھ لو ورنہ بعد میں کہیں اپنے کسی اقدام پر پچھتانا نہ پڑے۔

۲ صحابہ کرام کے دلوں میں تقویٰ، ایمان اور محبت رسول ﷺ کے اعلیٰ جذبے خود اللہ تعالیٰ نے اچھی طرح جانچ پرکھ کر ان کے لئے بشارتوں کا اعلان فرمایا ہے۔ صحابہ کرام پر کسی قسم کا اعتراض کرنا خود ہمارے اپنے ایمان کے لئے خطرہ ہے۔ صحابہ سب کے سب عادل ہیں، حجت ہیں اور معیارِ ایمان ہیں۔ صحابہ کرام تاریخ کے تابع نہیں، تاریخ ان کی عظمتوں کے تابع ہے۔ لہذا تاریخ کے کسی بیان کو غلط سمجھنا کسی صحابی پر تنقید کرنے سے بہتر ہے۔

۳ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جھگڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔ اور اگر کوئی ایک گروہ صلح کے عمل میں رکاوٹ ڈالے تو سب کو اس کے خلاف عدل و انصاف کی حمایت کے لئے اٹھ کھڑے ہونا چاہیے۔

۴ اہل ایمان سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ دو بھائی آپس میں الجھ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دینی چاہیے۔ یہ اسلام کا مزاج ہے: امن و محبت اور صلح و آشتی کا مزاج۔

آیات ۱۱ تا ۱۳

۱۔ کوئی فرد یا گروہ کسی دوسرے کا تمسخر اڑائے، نہ طعن و تشنیع اور نام بگاڑنے کی روش اپنائے۔ تمسخر اڑانے والا فرد یا طبقہ خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے کے پندار میں مبتلا ہوتا ہے اور یہ مزاج اسلام کی پاکیزہ قدروں سے واضح طور پر متصادم ہے۔ اسلام لوگوں میں عاجزی، تواضع اور بے نفسی پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پھر بھلا وہ ایسے مغرور اور صاحب پندار لوگوں کو کیونکر اپنے دائرہ میں گوارا کرے گا۔

۲ اہل ایمان کے مزاج میں ایک خاص طرح کی نفاست اور شائستگی موجود ہونی چاہیے تا کہ وہ لوگوں کے بارے میں خواہ مخواہ بدگمانی میں مبتلا نہ ہو۔ جو لوگ کثرت سے دوسروں کے بارے میں طرح طرح کے گمان اپنے ذہن میں پرورش کرتے رہتے ہیں وہ درحقیقت بدگمانی کے شدید گناہ کی وادیوں میں گھوم رہے ہوتے ہیں۔ اکثر گمان غلطیوں سے پُر ہوتے ہیں اور اسی لئے جرم و گناہ میں کامل ہو جاتے ہیں، لہٰذا جب تک کوئی بات یقینی طور پر ثابت نہ ہو جائے خواہ مخواہ گمان نہیں کرنا چاہیے۔

۳ غیبت ہمارے معاشرتی جرائم میں سرفہرست ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے بدترین معاشرتی جرم کے طور پر بیان کیا ہے۔ اس کی حقیقت ایک بھیانک نفسیاتی اور ذہنی آزار کا درجہ رکھتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یوں اجاگر کیا ہے کہ غیبت کرنے والا شخص گویا اس آدمی کے مردہ جسم کا گوشت کھا رہا ہے غیبت سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔

۴ قوموں، برادریوں، نسلوں، ذاتوں اور قبیلوں میں انسانیت کو خود اللہ تعالیٰ نے تقسیم کردیا ہے، لیکن یہ تقسیم کسی قسم کے گروہی، طبقاتی اور قبائلی تعصّبات کا سبب نہ بننے پائے۔ یہ امتحان ہے اسلامی معاشرہ کے افراد کا۔ ان میں باہم تعارف اور ایک دوسرے کے خصائص وامتیازات کو اجاگر کرنے سے آگے اس تقسیم کا کوئی معاشرتی کردار نہیں ہے۔ سب اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فضیلت و بزرگی اور درجات ومراتب کا سارا دارومدار تقویٰ پر ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ متقی ہے وہ اتنی ہی زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

آیات ۱۴ تا ۱۸

۱ بدولوگ جب کلمہ پڑھ کر اسلامی معاشرہ کے حلقہ میں داخل ہوجاتے تو وہ اپنی سادہ لوحی اور کم فہمی کے باعث یہ دعوی کرنے لگ جاتے کہ ہم تو کامل درجہ کے مومن بن چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں واشگاف طریقہ سے اعلان فرمادیا ہے کہ اسلام قبول کرنے اور کامل مومن بننے میں بڑا واضح فرق ہے۔ پس جب تک ایمان کسی کے دل میں پاتال کی آخری تہہ تک اچھی طرح جاگزیں نہ ہوجائے اور اس کا اندر باہر پوری طرح ایمان کے رنگ میں رنگا نہ جائے اسے یہ دعویٰ کرنا زیب نہیں دیتا کہ وہ مومن بن چکا ہے۔ ہاں وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں حلقۂ اسلام میں داخل ہوچکا ہوں ابھی ایمان کی اعلیٰ منزلوں تک سفر کا راستہ بڑا طویل ہے اور بڑی جدوجہد سے طے ہوگا۔

۲ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی تمام تعلیمات پر پختہ یقین رکھتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کا شک و ریب اور تردد ان کے دل میں موجود نہ ہو اور پھر وہ اس ایمان کے تقاضوں کو عملی طور پر بہتر زندگی کے شخصی اور اجتماعی سب دھاروں میں اچھی طرح پرولیں۔ اپنے جان ومال سے خدا کی راہ میں جہاد کریں اور دل کی پوری سچائی کے ساتھ اسلام کی تعلیمات پر ثابت قدم رہیں۔

۳ کچھ لوگ اپنے مسلمان ہونے پر اس حد تک غرور و پندار کی اتراہٹ میں مبتلا ہیں کہ

اللہ تعالیٰ اوراس کے رسول مقبول ﷺ کے احسان جتلانے لگتے ہیں۔اہل ایمان کے لئے صحیح رویہ عاجزی، فروتی اور تواضع کا ہے، وہ اپنے ایمان واسلام اور عمل صالح کو اللہ تعالیٰ کا کرم اور رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ رحمت کا فیضان سمجھیں۔

حصہ سوم

حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ

خطبہ حجۃ الوداع

خطبہ حجۃ الوداع انسانیت کے لئے آفاقی منشور ہے۔حقوق انسانی کا سب سے پہلا اور سب سے عظیم چارٹر۔ایک ابدی پیغام ہدایت اپنی آغوش میں سمیٹے ہوئے۔دونوں جہان کی انمول سعادتوں سے بھرپور۔نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ایسا فیضان جس کا بدل تو خیر کیا ممکن ہوگا، جس کی پرچھائیں بھی کُل عالم کے پاس رہتی دنیا تک کہیں اور سے نہیں آسکتی۔خطبہ حجۃ الوداع کا لفظ لفظ کائناتی برکتوں کا خزانہ ہے۔اسے اپنایا جائے تو سب سے پہلے خدا کا فضل وکرم اپنے ماورائی کرشموں کی ایک پھوار برسا دیتا ہے جو نوع انسانی کے لئے زندگی کے ہر گوشے میں سیرابیاں لیکراترتی ہے۔خطبہ حجۃ الوداع ایک ہمہ گیر دستور ہے آفاقی ریاست کا۔
مستقبل کے روشن اُفق پر اسی البیلے سورج کی کرنیں ہرسُو اپنے اجالے بانٹیں گی۔

قارئین محترم! جولوگ اس وقت موجود ہونگے وہ یقیناً ہرسُو خطبہ حجۃ الوداع کے فیضان کا دھارا بہتا ہوا دیکھیں گے۔آیئے فی الوقت ہم اس لازوال خطبے کے چند درخشاں فقرے اپنے من کی پاتال میں سمولیں۔

بَعْدَ الْحَمْدِ لِلّٰهِ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ، اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّ دِمَاءَ كُمْ وَ اَمْوَالَكُمْ عَلَيْكُمْ

حَرَامٌ اِلٰى أَنْ تَلْقَوْا رَبَّكُمْ ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا ... وَاِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْئَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ وَقَدْ بَلَّغْتُ - وَمَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ أَمَانَةٌ فَلْيُرُدَّهَا لِمَنِ ائْتَمَنَهٗ عَلَيْهَا - وَ اِنَّ كُلَّ رِبًا مَوْضُوْعٌ وَلٰكِنْ لَكُمْ رُؤُوْسُ أَمْوَالِكُمْ وَلَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ - قَضَى اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا رِبًا. وَاِنَّ أَوَّلَ رِبًا أَضَعُ رِبَا عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَاِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ كُلُّهٗ - اَلَا اِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ مَوْضُوْعٌ وَاِنَّ أَوَّلَ دَمٍ أَضَعُ مِنْ دِمَاءٍ نَا دَمُ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَكَانَ مُسْتَرْضِعًا فِيْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ وَقَتَلَهٗ هُذَيْلُ - اَيُّهَا النَّاسُ! اَلشَّيْطَانُ قَدْ يَئِسَ أَنْ يُّعْبَدَ بِأَرْضِكُمْ هٰذِهٖ أَبَدًا ، وَلٰكِنَّهٗ فَقَدْ رَضِيَ بِمَا تَحْقِرُوْنَ مِنْ أَعْمَالِكُمْ ، فَاحْذَرُوْهُ عَلٰى دِيْنِكُمْ. أَيُّهَا النَّاسُ اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٌ لَا يَمْلِكْنَ لِأَنْفُسِهِنَّ شَيْئًا - وَاِنَّكُمْ اِنَّمَا أَخَذْتُمُوْهُنَّ بِأَمَانَةِ اللّٰهِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللّٰهِ - وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ حَقٌّ وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ حَقٌّ ؛ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهٗ وَعَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يَأْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ. وَاِنْ فَعَلْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذِنَ لَكُمْ أَنْ تُهَاجِرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَتَضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ فَاِنِ انْتَهَيْنَ فَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاعْقِلُوْا.

اَيُّهَا النَّاسُ قَوْلِيْ فَاِنِّيْ قَدْ بَلَّغْتُ. وَقَدْ تَرَكْتُ فِيْكُمْ مَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِيْ أَبَدًا اِنِ اعْتَصَمْتُمْ بِهٖ - أَمْرَيْنِ كِتَابَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسُنَّةَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -

اَيُّهَا النَّاسُ! اِسْمَعُوْا قَوْلِيْ وَاعْقِلُوْهُ تَعْلَمُنَّ أَنَّ كُلَّ مُسْلِمٍ اَخٌ لِمُسْلِمٍ وَأَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ اِخْوَةٌ. فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ مِنْ أَخِيْهِ اِلَّا مَا أَعْطَاهُ عَنْ طِيْبِ نَفْسٍ وَلَا تَظْلِمُنَّ أَنْفُسَكُمْ. وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْقُلُوْبَ لَا تَغُلُّ عَلٰى ثَلَاثٍ:

إِخْلَاصِ الْعَمَلِ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ،مُنَاصَحَةِ أُولِي الْأَمْرِ وَعَلٰى لُزُوْمِ جَمَاعَةِ الْمُسْلِمِيْنَ۔ فَإِنَّ دَعْوَتَهُمْ تُحِيْطُ مِنْ وَّرَآءِ هِمْ وَمَنْ تَكُنِ الدُّنْيَا نِيَّتَهٗ يَجْعَلِ اللّٰهُ فَقْرَهٗ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَيُشَتِّتُ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَلَا يَأْتِيْهِ مِنْهَا إِلَّا مَا كُتِبَ لَهٗ۔ وَمَنْ تَكُنِ الْاٰخِرَةُ نِيَّتَهٗ يَجْعَلِ اللّٰهُ غِنَاهُ فِيْ قَلْبِهٖ وَيَكْفِيْهِ ضَيْعَتَهٗ وَتَأْتِيْهِ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ۔ فَرَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِيْ حَتّٰى يُبَلِّغَهٗ غَيْرَهٗ۔ فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ وَلَيْسَ بِفَقِيْهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلٰى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ۔

أَرِقَّاءَ كُمْ أَرِقَّاءَ كُمْ أَطْعِمُوْهُمْ مِمَّا تَأْكُلُوْنَ وَاكْسُوْهُمْ مِمَّا تَلْبَسُوْنَ فَإِنْ جَآءَ بِذَنْبٍ لَا تُرِيْدُوْنَ أَنْ تَغْفِرُوْهُ، فَبِيْعُوْا عِبَادَ اللّٰهِ وَلَا تُعَذِّبُوْهُمْ۔ أُوْصِيْكُمْ بِالْجَارِ (حَتّٰى أَكْثَرَ فَقُلْنَا إِنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ)

أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَدّٰى لِكُلِّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ وَإِنَّهٗ لَا يَجُوْزُ وَصِيَّةٌ لِوَارِثٍ وَالْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ۔ وَمَنِ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ أَوْ تَوَلّٰى غَيْرَ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا۔ اَلْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالنِّحْلَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ۔ وَأَنْتُمْ تُسْئَلُوْنَ عَنِّيْ وَمَا أَنْتُمْ قَائِلُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ أَنَّكَ بَلَّغْتَ وَأَدَّيْتَ وَنَصَحْتَ۔ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ أَشْهَدْ

اللہ عزوجل کی حمد وثنا کے بعد! ''اے لوگو! تمہاری جانیں اور تمہارے اموال تم پر عزت وحرمت والے ہیں یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملاقات کرو۔ یہ اس طرح جس طرح تمہارا آج کا دن حرمت والا ہے، جس طرح تمہارا یہ مہینہ حرمت والا ہے اور جس طرح تمہارا یہ شہر حرمت والا ہے۔ بیشک تم اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ سنو! اللہ کا پیغام میں نے پہنچا دیا۔

اور جس شخص کے پاس کسی نے امانت رکھی ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس امانت کو اس کے مالک تک پہنچا دے۔ سارا سود معاف ہے لیکن تمہارے لئے اصل زر ہے، نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر کوئی ظلم کرے۔

اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ کوئی سود نہیں۔ سب سے پہلے جس ربا کو میں کالعدم کرتا ہوں وہ عباس بن عبد المطلب کا سود ہے۔ یہ سب کا سب ختم ہے۔ زمانہ جاہلیت کی ہر چیز کو میں کالعدم قرار دیتا ہوں اور تمام خونوں میں سے جو خون میں معاف کر رہا ہوں وہ حضرت عبدالمطلب کے بیٹے حارث کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جو اس وقت بنو سعد کے ہاں شیر خوار بچہ تھا اور ہذیل قبیلہ نے اس کو قتل کر دیا۔

اے لوگو! شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ اس زمین میں کبھی اس کی عبادت کی جائے گی۔ لیکن اسے یہ توقع ہے کہ وہ چھوٹے چھوٹے گناہ کرانے میں کامیاب ہو جائے گا اس لیے تم ان چھوٹے چھوٹے اعمال سے ہوشیار رہنا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ میں تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارے زیر دست ہیں، وہ اپنے بارے میں کسی اختیار کی مالک نہیں۔ اور یہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں۔ اور اللہ کے نام کے ساتھ وہ تم پر حلال ہوئی ہیں۔ تمہارے ان کے ذمہ حقوق ہیں اور ان کے تم پر بھی حقوق ہیں۔ اور ان پر یہ لازم ہے کہ وہ کھلی بے حیائی کا ارتکاب نہ کریں۔

اور اگر ان سے بے حیائی کی کوئی حرکت سرزد ہو پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم انہیں اپنی خوابگاہوں سے دور کر دو۔ اور انہیں بطور سزا تم مار سکتے ہو لیکن وہ ضرب شدید نہ ہو۔ اور اگر وہ باز آجائیں تو پھر تم پر لازم ہے کہ تم ان کے خورد و نوش اور لباس کا عمدگی سے انتظام کرو۔

اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔ بیشک میں نے اللہ کا پیغام تم کو پہنچا دیا ہے اور میں تم میں ایسی دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ اگر تم ان کو مضبوطی سے پکڑے رہو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن کریم) اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اس کو سمجھو تمہیں یہ چیز معلوم ہونی چاہیے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ اپنے بھائی کے مال سے اس کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لے پس تم اپنے آپ پر ظلم نہ کرنا۔

جان لو! کہ دل ان تینوں باتوں پر حسد و عناد نہیں کرتے: کسی عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا۔ حاکم وقت کو از راہ خیر خواہی نصیحت کرنا۔ مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔ اور بیشک ان کی دعوت ان لوگوں کو بھی گھیرے ہوئے ہے جو ان کے علاوہ ہیں۔ جس کی نیت طلبِ دنیا ہو اللہ تعالیٰ اس کے فقر و افلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں کر دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر ہو جاتی ہے۔ اور اسے نہیں حاصل ہوتا اس سے مگر اتنا ہی جو اس کی تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور جس کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے، اور اس کا پیشہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور دنیا اس کے پاس کھچی چلی آتی ہے، چاہے خوشی سے آئے یا مجبور ہو کر۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم کرے جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا۔ بسا اوقات وہ آدمی جو دین کے کسی معاملہ کا علم بطور امانت لئے ہوئے ہو وہ خود پوری طرح اسکی سمجھ نہیں رکھتا اور بسا اوقات حامل فقہ کسی ایسے شخص کو بات پہنچاتا ہے جو اس سے زیادہ بہتری کے کچھ لیتا ہے۔ تمہارے غلام! تمہارے غلام! جو تم خود کھاتے ہو ویسا ہی ان کو کھلاؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو ویسا ہی ان کو پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی ایسی غلطی ہو جائے جس

کوتم معاف کرنا پسند نہیں کرتے تو ان کو فروخت کردو۔ اے اللہ کے بندو! ان کو سزا نہ دو۔ میں پڑوسی کے بارے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں (یہ جملہ سرکار دو عالم ﷺ نے اتنی بار دہرایا کہ ہمیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ حضور ﷺ پڑوسی کو وارث نہ بنا دیں)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حقدار کو اس کا حق دے دیا ہے، اس لئے کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ اپنے کسی وارث کے لئے وصیت کرے۔ بیٹا، بستر والے کا ہوتا ہے یعنی خاوند کا اور بدکار کے لئے سنگساری کے پتھر ہیں۔ جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کے بغیر کسی طرف منسوب کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سارے لوگوں کی لعنت ہو۔ نہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بدلہ اور کوئی مال۔

جو چیز کسی سے مانگ کر لو اسے واپس کرو۔ عطیہ ضروری واپس ہونا چاہئے اور قرضہ لازمی طور پر اسے ادا کرنا چاہئے اور جو ضامن ہو اس پر اس کی ضمانت ضروری ہے۔

تم سے میرے بارے میں دریافت کیا جائے گا، تم کیا جواب دو گے؟ انہوں نے کہا ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام پہنچایا، اس کو ادا کیا اور خلوص کی حد کر دی۔"

حضور اکرم ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا، پھر لوگوں کی طرف رخ مبارک موڑا اور فرمایا، اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ عرفات میں یہ جلیل الشان خطبہ ارشاد فرمانے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، انہوں نے اذان کہی، پھر اقامت کہی۔ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظہر کی دو رکعت پڑھیں۔ اس میں قرأت آہستہ دل میں پڑھی، پھر انہوں نے اقامت کہی اور عصر کی دو رکعتیں ادا فرمائیں۔

اس روز یوم الجمعہ تھا۔

عرفہ میں حضور اکرم ﷺ کی دعائیں

(۱) حضور اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوئے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر موقف پر تشریف لائے اور غروب آفتاب تک یہ سارا وقت بڑے عجز و نیاز سے بارگاہ الٰہی میں مصروف دُعا رہے۔ان دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِيْ نَقُوْلُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُوْلُ. اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَاِلَيْكَ مَاٰبِيْ وَلَكَ تُرَاثِيْ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ وَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ. اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَجِيْءُ بِهِ الرِّيْحُ وَمِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِي اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِي النَّهَارِ وَشَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ. (الترمذی، ابن خزیمہ، بیہقی)

”اے اللہ! ساری تعریفیں تیرے لئے ہیں اس طرح جس طرح ہم تیری حمد کرتے ہیں بلکہ اس سے بھی بہتر۔اے اللہ! میری نمازیں، میری قربانیاں، میری زندگیاں اور میری موت صرف تیرے لئے ہے۔ میرا لوٹنا بھی تیری جناب میں ہے اور میری میراث تیرے حوالے ہے۔ اے اللہ! میں عذاب قبر سے، سینہ میں پیدا ہونے والے وسوسوں اور کسی مقصد کے منتشر ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔اے اللہ! میں ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا سبب ہوا ہو اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو رات میں داخل ہو اور ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جو دن میں داخل ہو۔ نیز زمانہ کی تباہ کاریوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں۔“

(۲) اس روز کی دعاؤں میں سے ایک دعا جو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، یہ ہے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا، وَفِيْ صَدْرِيْ نُوْرًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُوْرًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُوْرًا. اَللّٰهُمَّ شْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ

اَمْرِیْ، وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ وَسْوَاسِ الصَّدْرِ، وَشَتَاتِ الْاَمْرِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا يَلِجُ فِی اللَّيْلِ وَشَرِّ مَا يَلِجُ فِی النَّهَارِ۔ وَشَرِّ مَا تَهُبُّ بِهِ الرِّيَاحُ، وَمِنْ شَرِّ بَوَائِقِ الدَّهْرِ۔ (مصنف السنن الکبریٰ، ابن ابی شیبہ)

''کوئی عبادت کے لائق نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ سارے ملک، ساری تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ ساری بھلائیاں اس کے دست قدرت میں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! میرے دل میں نور کر دے، میرے سینے میں نور کر دے، میرے کانوں میں نور کر دے، میری آنکھوں میں نور کر دے، اے اللہ! میرے سینے کو اپنے لئے کھول دے، میرے ہر حصہ کو اپنے لئے آسان فرما۔ میں سینہ کے وسوسوں سے، حالات کے پراگندہ ہونے سے، قبر کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! جو فتنہ رات میں داخل ہوتا ہے اور دن میں داخل ہوتا ہے اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس کے شر سے جس کے ساتھ ہوائیں چلتی ہیں اور زمانہ کی ہلاکت انگیزیوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔''

حضور اکرم ﷺ کے اخلاق حسنہ

امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الشفاء میں درج ذیل حدیث پاک حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ کے محاسن اخلاق اور مکارمِ عادات کا بیان پوری طرح آشکار ہے۔ حدیث پاک یہ ہے:

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سُنَّتِهٖ فَقَالَ الْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِیْ وَالْعَقْلُ اَصْلُ دِيْنِیْ وَالْحُبُّ اَسَاسِیْ وَالشَّوْقُ مَرْكَبِیْ وَذِكْرُ اللّٰهِ اَنِيْسِیْ وَالثِّقَةُ

كَنْزِيْ وَالْحُزْنُ رَفِيْقِيْ وَالْعِلْمُ سِلَاحِيْ وَالصَّبْرُ رِدَائِيْ وَالرِّضَا غَنِيْمَتِيْ وَالْعِجْزُ فَخْرِيْ وَالزُّهْدُ حِرْفَتِيْ وَالْيَقِيْنُ قُوْتِيْ وَالصِّدْقُ شَفِيْعِيْ وَالطَّاعَةُ حَسْبِيْ وَالْجِهَادُ خُلُقِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ۔ (الشفاء: الباب الثانی: الفصل الثالث والعشرون)

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا حضور ﷺ کی سنت کیا ہے ارشاد فرمایا: معرفت میرا رأس المال ہے۔ عقل میرے دین کی اصل ہے۔ محبت میری بنیاد ہے۔ شوق میری سواری ہے۔ ذکر الٰہی میرا انیس ہے۔ اعتماد میرا خزانہ ہے۔ حزن میرا رفیق ہے۔ علم میرا ہتھیار ہے۔ صبر میرا لباس ہے۔ رضا میری غنیمت ہے۔ عجز میرا فخر ہے۔ زُہد میرا حرفہ ہے۔ یقین میری خوراک ہے۔ صدق میرا ساتھی ہے۔ اطاعت میری حفاظت ہے، جہاد میرا اخلاق ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

آیئے اس حدیث پاک کی مختصر تشریح دیکھیں:

(۱) اَلْمَعْرِفَةُ رَأْسُ مَالِيْ (معرفت میری اصل پُونجی ہے)

معرفت ایسا نور ہے جو مومن کے سینہ میں رکھ دیا جاتا ہے، کہ وہ حقائق کو سمجھ سکے اور اپنی زندگی کو سنوار سکے۔

(۲) اَلْعَقْلُ اَصْلُ دِيْنِيْ (میرے دین کی جڑ عقل ہے)

اسلام میں عقل کے ساتھ احکام شرعیہ کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اسلام کا شجرِ پاک سرزمینِ عقل میں لگایا گیا ہے اور علم کے پانی سے اُسے پالا گیا ہے۔ نبی اُمّی ﷺ کا یہ فرمانا کہ اَلْعَقْلُ اَصْلُ دِيْنِيْ۔ اس کے منجانب اللہ ہونے پر حتمی دلیل ہے۔

(۳) وَالْحُبُّ اَسَاسِيْ محبت میری بنیاد ہے

اللہ تعالیٰ سے محبت کی حقیقت اگر معلوم کرنی ہو تو اس کے لئے ایک ہی لفظ عبودیت کافی ہے۔ محبت تمام محاسن اعمال کا سرچشمہ ہے۔ محبت ہی سے اَنَابَتْ اِلَی اللّٰهِ کی صفت پیدا

ہوتی ہے اور یہ محبت ہی ہے جو انسان کو کبھی مقام رضا پر اور کبھی مقام شکر پر پہنچا دیتی ہے۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف یہاں اس ارشادِ نبوی ﷺ میں رہنمائی کی گئی ہے۔

(۴) وَالشَّوْقُ مَرْكَبِيْ شوق میری سواری ہے

ایک حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

اَسْاَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ اِلٰى لِقَائِكَ

اے اللہ! تیرے چہرۂ ذات کے دیدار کی لذت اور تیری
ملاقات کا شوق چاہتا ہوں۔ (النسائی، احمد، مجموعۃ الفتاوی)

شوق محبت سے پیدا ہوتا ہے۔ انسان کو نیک اعمال کی راہ پر ڈالتا ہے اور ان اعمال میں استقامت پیدا کرتا ہے۔ شوق اگر پختہ اور سچا ہو تو بندے کو خدا کی بارگاہ میں پہنچا کر ہی رہتا ہے۔

(۵) ذِكْرُ اللّٰهِ اَنِيْسِيْ اللہ کا ذکر میرا مونس ہے

اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اہل ایمان کا زادِ راہ ہے۔ ذکر ہی وہ دوا ہے جس سے باطن کا روگ دُور کیا جاتا ہے۔

قرآن حکیم میں ذکر کو تمام اعمال سے افضل بتایا گیا ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (عنکبوت:۴۵)

''نماز بدکاریوں اور بُرے کاموں سے ہٹا دیتی ہے بیشک
اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے۔''

اسی حقیقت کی نشاندہی یوں ہو رہی ہے کہ ذِكْرُ اللّٰهِ اَنِيْسِيْ، یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر میرا انیس جان ہے۔

(۶) وَالْحُزْنُ رَفِيْقِيْ اندوہِ دِل میرا رفیق ہے

حُزن دل کے اس سوز و گداز کو کہتے ہیں جو کسی دوسرے کی فلاح بہبود سے متعلق لئے ہوتا ہے۔نبی اکرم سید الکونین ﷺ ہر آن اپنے دل اور روح کی گہرائی میں ایک حزن کی کیفیت سے سرشار رہتے تھے۔روایات کے الفاظ یہ ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ دَائِمَ الْحُزْنِ وَالْفِكْرِ

یعنی حضور ﷺ ہمیشہ ایک حزن اور فکر میں ڈوبے رہتے تھے۔

یہ حزن دراصل امت کی بخشش، نجات اور سعادت کی فکر تھی۔ یہ روئے زمین پر بسنے والے تمام انسانوں کی ہدایت اور ایمان کے لئے دل کا درد و سوز اور کرب و احساس تھا۔ گمراہوں کی ہدایت۔مخلوق خدا کی محبت اور ہمدردی و غمگساری آپ ﷺ کی رگ و پے میں بھری تھی۔ نبی کریم ﷺ کا یہ حزن کبھی آپ ﷺ کے قلبِ اقدس سے الگ نہ ہوا۔بسا اوقات تہجد میں سارا سارا وقت اُمت کیلئے دُعا کرنے میں وقف فرما دیتے۔

(۷) وَالْعِلْمُ سِلَاحِيْ میرا ہتھیار علم ہے

یہ علم ہی ہے جو دلوں کی زندگی ہے، آنکھ کا نور ہے، سینے کی شفا ہے، عقل کی بلندی ہے، روح کی لذت ہے اور تنہائی کا ساتھی ہے۔علم ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت ملتی ہے۔علم کی ضرورت انسان کو ہر سانس میں درپیش ہے۔ یہ علم ہی ہے جس سے اندھیرے چھٹتے ہیں۔علم ہی آنکھوں کو روشن اور دلوں کو بینا کر دیتا ہے۔

(۸) وَالصَّبْرُ رِدَائِيْ صبر میرا شاندار لباس ہے

صبر ایمان کا جزو لازم ہے۔صبر نہ ہو تو ایمان نہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الآداب میں یہ روایت بیان کی کہ حضور اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا افضل ایمان کونسا ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

اَلصَّبْرُ وَالسَّمَاحَةُ صبر اور سیر چشمی (مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ)

(۹) وَالرِّضَا غَنِیْمَتِیْ رضا الٰہی میری غنیمت ہے

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَّسُوْلًا۔ (صحیح مسلم)

ایمان کا ذائقہ اس شخص نے چکھا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور حضرت محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ مسلمان مقام رضا کیوں کر حاصل کر سکتا ہے۔ فرمایا: جب وہ چار باتوں میں پختہ ہو جائے:

(۱) عطاء الٰہی کو قبول کرے۔ (۲) نہ ملے تو راضی رہے۔ (۳) انقباض میں عبادت کرے۔

(۴) انشراح میں حاضر درگاہ رہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا تھا:

اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الرِّضَا فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَرْضٰی وَاِلَّا فَاصْبِرْ

رضاء الٰہی پر راضی رہنے میں سراپا خیر ہے اگر تم میں استطاعت ہے تو اس درجہ میں رہو ورنہ صبر کیا کرو۔

(۱۰) وَالْعِجْزُ فَخْرِیْ عاجزی میرا فخر ہے

دیکھئے رسول مقدس ﷺ جن کی تائید و نصرت زمین کے ہر ذرہ اور آسمان کے ہر ستارہ سے ہوتی ہے، جن کا حکم دلوں پر جاری ہے اور جن کی عظمت کونین میں ہر سُو جگمگا رہی ہے، وہ ہر لمحہ انکسار کو اپنے لئے سرمایہ افتخار سمجھتے ہیں اور بارگاہ خداوندی میں نذرانہ تشکر پیش کرتے ہیں۔

(۱۱) وَالزُّھْدُ حِرْفَتِیْ زُہد میرا پیشہ ہے

دنیا سے رغبت نہ رکھنے کو زہد کہتے ہیں۔

امام المحدثین امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زُہد کی تین اقسام ہیں۔

(۱) ترکِ حرام، یہ عوام کا زُہد ہے۔

(۲) حلال میں سے زائد شے کو چھوڑ دینا، یہ خواص کا زُہد ہے۔

(۳) ہر ایسی شے کو ترک کر دینا جو توجہ اِلَی اللہ سے روکنے والی ہو۔ یہ عارفین کا زُہد ہے

نبی کریم ﷺ نے ''زہد'' کو اپنا حرفہ بتایا۔ تو اس کا معنی یہ ہے کہ اپنی توجہ ان سب اشیاء، جملہ اسباب اور وسائل سے ہٹا دو جو اللہ تعالیٰ سے دور چلے جانے والے ہیں۔ اور پوری ہمت سے اللہ ہی کی طرف توجہ مبذول کر لو۔

وہ اعتماد جو پروردگار پر ہے، سامانِ دنیا کو ذریعہ سعادت نہیں بناتا۔ یہ زُہد کی بلند ترین صورت ہے۔

(۱۲) وَالْيَقِيْنُ قُوْتِيْ یقین میری روزی ہے

ہدایت اور فلاح دراصل یقین ہی کا ثمر ہے۔ جو درجہ روح کا جسم انسانی میں ہے وہی درجہ یقین کا پیکرِ ایمانی میں ہے۔ یقین ہی اعمال قلب کی روح ہے۔ یقین ہی سچائی کی طاقت ہے۔ حضور اکرم ﷺ دنیا کے مادی اسباب پر انحصار نہیں فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی معیشت ماورائی تھی، روحانی تھی، الوہی تھی۔ آپ ﷺ کا طرز عمل، آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ سب یقین ہی یقین تھا۔

(۱۳) وَالصِّدْقُ شَفِيْعِيْ صدق میرا ساتھی ہے

صدق یعنی سچائی ہر شے کی اصلیت، حقیقت اور کمال قوت کو کہتے ہیں۔

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا میں ہے:

وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ (شعراء: ۸۴)

میرا ذکر آئندہ آنے والوں میں سچے پر چار کے ساتھ قائم رکھنا۔

یہاں لسان صدق سے مراد تعریف ہے۔ یہ اس بندہ کے لئے بہ طور جزائے حسن عطا ہوتی ہے جس کے اقوال و اعمال اللہ تعالیٰ کے ہاں معیار صدق پر پورے اترتے ہیں۔

(۱۴) وَالطَّاعَةُ حَسَبِیْ اطاعت کرنا میری عزت ہے

نبی کریم ﷺ نے بندگی و فرمانبرداری کو اپنے لئے باعث عزت و افتخار قرار دیا ہے۔ بیشک یہ ایک ایسی خصوصیت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام میں عموماً اور سید کائنات سرور دو عالم ﷺ کے وجود پاک میں خصوصاً اس کا ظہور دکھائی دیتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ پوری کائنات سے زیادہ اطاعت الٰہی کے پابند تھے۔ حمایت ظاہری اور وقار و عزت کے دنیاوی پیمانے بھی آپ ﷺ کو ذوق اطاعت اور کمال فرمانبرداری سے ہٹا نہ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حسن عمل کا بدل یوں عطا فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کی اطاعت امت پر فرض عین ٹھہرا دی۔ ارشاد گرامی ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء:۶۹)

”جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی“

اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا (نور:۵۴)

اے لوگو! اگر تم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کروگے تو ہدایت پاؤ گے۔

(۱۵) وَالْجِهَادُ خُلُقِیْ جہاد میری خصلت ہے

جہاد کیا ہے، پوری کوشش، محنت، طاقت اور توجہ کو کسی کام میں لگا دینا۔

جہاد کی دو اقسام ہیں: جہاد بالمال اور جہاد بالنفس۔

جہاں مال اور جان دونوں نثار کرنے کا سوال ہو، وہاں پورا اترنا اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں ہی کا کام ہے۔

قرآن مجید کی ایک آیت میں فرمایا گیا ہے:

وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (سورۃ حج:۷۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

نبی کریم ﷺ جہاد کی ان تمام صورتوں میں تمام افراد اُمت سے بہت آگے تھے۔اور بھلا کوئی دوسرا اس جہاد اور قربانی میں حضور اقدس ﷺ کے ہم پلہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ آپ ﷺ تو ہر لحاظ سے بے مثل ہیں۔

(۱۶) وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

نماز دین کا ستون ہے۔یہ کسی وقت اور کسی جگہ ساقط نہیں ہوتی۔روز محشر سب سے پہلے نماز ہی کا سوال ہوگا۔مسجدوں کی تعمیر، اذانوں کا اہتمام، خطبہ وامامت سب کچھ نماز کے لئے ہے۔نماز ہی دل میں ایک ایسی کشش پیدا کر دیتی ہے جس سے بندہ رب العالمین کی حضوری سے سرشار رہتا ہے۔نماز ہی کمال عبودیت ہے اور نماز ہی تکمیل انسانیت۔نماز ہی مغفرت ورحمت ہے اور نماز ہی نور و بُرہان ہے۔جس دین میں نماز نہیں وہ دین فطرت نہیں ہو سکتا۔مومنین کے لئے نماز کو معراج فرمایا گیا ہے۔نماز ہی ہے جس کا اثر انسان کے جسم، دل اور دماغ، نفس، روح اور سِرّ، خفی اور اخفیٰ پر یکساں پڑتا ہے۔نبی اکرم ﷺ کے غلاموں کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہی کو بنانا چاہیے جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے نماز کو اپنے لئے ''قرۃ العین'' فرمایا ہے۔

منتخب اشعار قصیدہ بُردہ شریف

امام شرف الدین ابو صیری رحمۃ اللہ علیہ آٹھویں صدی ہجری کے جلیل القدر علماء اور برگزیدہ ہستیوں میں شمار ہوتے ہیں۔وہ اپنے وقت کے بہت بڑے شاعر تھے اور

بادشاہوں کے دربار سے وابستہ۔ ایک بار ان پر شدید فالج کا حملہ ہوا۔ معذوری کے خوف نے گھیر لیا اور صحت یابی کی آس ختم ہونے لگی۔ اچانک ان کے دل میں خیال ابھرا کہ دو جہاں کے سردار محبوبِ خدا رحمت کائنات ﷺ کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کر کے ان کی رحمتوں کے صدقے شفا مانگوں۔ چنانچہ ایک نعتیہ قصیدہ لکھا اور قسمت سنور گئی۔ خواب میں حضور سیدِ عالم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ ﷺ نے بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کی زبان سے پورا قصیدہ سنا، ان کے جسم پر اپنا دستِ شفا پھیرا جس سے فالج کی بیماری فوراً دور ہوگئی۔ پھر اپنی چادر مبارک عنایت فرمائی۔ یوں اس مقبول نعتیہ قصیدہ کا نام ہی ''قصیدہ بردہ شریف'' پڑ گیا۔

اسلامی دنیا میں جتنی شہرت اور مقبولیت اس قصیدہ بردہ کو حاصل ہوئی اسکی مثال نہیں ملتی اس قصیدہ کا ہر ہر شعر انمول برکتوں، سعادتوں اور رحمتوں کا خزانہ ہے۔ یہاں چند اشعار دیئے جارہے ہیں۔ ان کا مفہوم اپنے ذہن میں بٹھا لیجئے اور کبھی کبھار ان اشعار کو گُن گُنا کر، محبت بھرے لہجے میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ پڑھتے رہا کیجئے۔ یہ پڑھنا ایک وظیفہ بھی ہے اور عبادت بھی۔ اس سے آپ کا دل نکھرے گا، روح چمکے گی۔ ایمان بڑھے گا، محبت جاگے گی۔ سینہ میں نور بھرے گا، چہرے پر رونق پھوٹے گی۔ مسائل حل ہونگے، قسمت سنورے گی، غم دور ہونگے، شفا اترے گی، جو مانگیں گے ملے گا اور بہت کچھ بن مانگے پائیں گے۔ ان شاء اللہ۔ بس اتنا یاد رکھئے کہ دو چیزیں پاس ہونا ضروری ہیں: صدق یقین اور حسنِ ادب

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

اے میرے مالک! اے میرے پروردگار! درود وسلام بھیج ہمیشہ ابدالآباد تک اپنے محبوب پاک ﷺ پر جو تمام مخلوقات میں بہترین ہستی ہیں۔

مُحَمَّدٌ ﷺ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيْقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

اوصاف مذکورہ بالا کے مصداق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں جو سرورِ دو جہان اور سردار جنّ و انس اور سردار دو گروہ یعنی عرب و عجم ہیں۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِيْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ

لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمِ

آپ وہ حبیب خدا ﷺ ہیں، جن کی شفاعت کی امید ہر بلا کے وقت کی جاتی ہے، جس میں انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتَهَا

وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

بیشک آپ ﷺ کے جود و کرم کا ایک فیضان دنیا اور آخرت ہے اور لوح و قلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا ایک جزو ہے

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِيْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوقات میں سب سے بڑھ کر فضیلتوں والی ہستی میرے لئے آپ ﷺ سے بڑھ کر غموں اور حادثات میں کوئی اور سہارا نہیں۔

يَا رَبِّ بِالْمُصْطَفٰى ﷺ بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا

وَاغْفِرْ لَنَا مَا مَضٰى يَا وَاسِعَ الْكَرَمِ

اے میرے رب! مصطفیٰ کریم ﷺ کے صدقے ہم سب کو ہماری آرزوؤں اور مقاصد سے ہمکنار کر اور ہمیں بخش دے ان تمام خطاؤں پر جو پہلے گزریں اے بے پناہ کرم کی وسعتوں والے رب۔

حصہ چہارم

ارکانِ اسلام

طہارت کے احکام

وضو کا مسنون طریقہ

☆ دو بھائی وضو کر رہے تھے اور یہ دونوں بھائی اس کائنات کے سب سے مقدس گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ جی ہاں! آپ صحیح سمجھے قارئین محترم! یہ خانوادۂ نبوت کے دو شہزادے سیدنا امام حسن علیہ السلام اور سیدنا امام حسین علیہ السلام تھے۔ بھلا کون ہے اس بھری دنیا میں جوان کی عظمتوں کا اقرار کئے بغیر رہ سکے۔ اور دوستو! ان کی عظمتوں کا ایک وکھرا رُخ یہ بھی تھا کہ وہ کسی کو غلطی کرتے ہوئے دیکھتے تو اسے ٹوکنے کی بجائے نہایت حکیمانہ طریقہ سے رہنمائی کرتے۔ ان کا ظرف بہت اعلیٰ تھا اور لوگوں کی دلجوئی کرنا انہیں بے پناہ پسند تھا۔ یہی اسلام کا شیوہ ہے اور یہی محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوۂ حسنہ۔ چنانچہ ان بھائیوں نے دیکھا ایک شخص غلط طریقے سے وضو کر رہا ہے۔ میرا خیال ہے اگر ان شہزادوں کی جگہ کوئی ہم جیسا عام آدمی ہوتا تو ہو سکتا ہے وہ اس وضو کرنے والے کو تنبیہ کرتا، اور وضو کا صحیح طریقہ سکھا کر خود پہ اترانے لگتا۔ مگر قربان جایئے سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے ان جگر گوشوں پر۔ کیا نادر انمول خزانہ تھا ان کے پاس ایمانی بصیرت کا۔ دانش وعرفان کی البیلی موجیں امنڈ رہی تھیں ان کے شعورِ زیست کی ندیا سے۔ وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے اور اس وضو کرنے والے دیہاتی کے پاس آ کر بولے:

> ''اے بھائی! ذرا دیکھو تو ہم دونوں میں سے کون وضو صحیح کرتا ہے، اور کسے اپنا وضو کا طریقہ سدھارنا چاہیے۔ ذرا تم ہمارے درمیان منصف بن جاؤ اور بے لاگ فیصلہ سنا دو۔''

یہ کہہ کر دونوں شہزادوں نے کچھ اس طرح وضو کا صحیح اور غلط طریقہ الگ الگ نتھار کر دکھایا، کہ وہ

اعرابی نہ صرف اپنی غلطی سمجھ گیا۔ بلکہ دل ہی دل میں شہزادوں کے اچھوتے طرزِ اصلاح پر ہمیشہ کے لئے ان کا گرویدہ ہو گیا اور یوں وضو کی اہمیت اور صحیح انداز کی افادیت پر یہ لازوال روایت آنے والی صدیوں اور نسلوں کے لئے رہنمائی کا خزانہ بن گئی۔ کیا خیال ہے میرے دوستو! ان شہزادوں کا طرز اصلاح ہمیں اپنا لینا چاہیے۔ تو آیئے ناں میرے دوستو! اب ہم بھی وضو کا صحیح مسنون طریقہ سیکھ لیں، اور ذرا احتیاط سے۔ کیوں جی کیا خیال ہے آپ کا، ہمیں وضو کا صحیح طریقہ سیکھنا چاہیے یا نہیں۔ یقیناً سیکھنا چاہیے، تو لیجئے پڑھئے مسنون وضو کی تفصیلات:

(۱) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۝ (سورۃ المائدۃ: آیت ۶)

"اے ایمان والو جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو تو اپنا منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ"

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ وضو میں چار فرض ہیں۔

(۱)۔ چہرہ دھونا (۲)۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔

(۳)۔ چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴)۔ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

(۲) وضو کرتے وقت چہرہ، ہاتھ یا پاؤں دھونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حصے پر پانی بہہ جائے۔ لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں خراب ہوتی ہیں۔ وضو کے فرائض میں سے ایک فرض بھی صحیح طرح ادا نہ ہوا تو وضو نہ ہوگا۔ دھلنے والے اعضاء کی کوئی جگہ ذرہ بھر بھی دُھلنے سے رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔

(۳)۔ تونماز،سجدۂ تلاوت،نمازجنازہ اورقرآن مجید کوچھونے کیلئے وضوکرنافرض ہے۔

(۴)۔ دوران نماز اگر وضوٹوٹ جائے توفوراً نماز چھوڑ دے اور وضوکر کے نئے سرے سے نمازشروع کرے۔

(۵)۔جس شخص کا وضوزیادہ دیر قائم نہ رہتا ہووہ معذور ہے، ہر نماز کیلئے تازہ وضوکرے۔ جب تک اس نماز کا وقت ہے وہ ہر عبادت کرسکتا ہے۔(بہار شریعت: باب ۲ صفحہ ۸۴)

(۶)۔ اگرکوئی لیٹ کر یاکسی چیز پرٹیک لگا کرسوگیااس طرح کہ اگرٹیک ہٹائی جائے تو یہ نیچے گر پڑے، تو اسکا وضوختم ہوجائے گا۔لیکن محض اونگھنے سے وضوختم نہیں ہوتا اگر چہ اونگھنے میں اِدھراُدھرجھک جاتا ہو۔

وضو کے آداب

(۱) کوشش کریں کہ ہر وقت باوضورہیں۔اس طرح انسان ہمیشہ ایک روحانی کیف اور باطنی پاکیزگی کے احساس سے سرشار رہتا ہے۔وضوخودایک مستقل اورمکمل عبادت بھی ہے۔ اس اعتبار سے ہر وقت باوضورہنا گویاایک دائمی عبادت ہے جو بندے کواللہ تعالیٰ کے قرب ورضا کی اعلیٰ منزلوں سے ہمکنار کرتی ہے۔

(۲) ''بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ'' کہہ کروضوشروع کریں اور ہرعضوکو دھوتے وقت مسنون دعائیں پڑھتے رہیں۔وضوسے فارغ ہوکرکلمہ شہادت اوردعائے ماثور پڑھیں۔

(۳) وضونہایت اہتمام کے ساتھ کریں۔یہ عبادت کی شرط اورنجات کی کنجی ہے۔اس لئے غفلت اورلاپروائی سے یونہی اعضاء جسم کوبھگوکرنہ اٹھ جائیں بلکہ پوری توجہ، کامل یکسوئی اور اس احساس کے ساتھ وضوکریں کہ بارگاہ الٰہی میں حاضری کی تیاری کررہاہوں۔

(۴) کسی پاک، صاف جگہ، قبلہ رخ بیٹھ کروضوکریں۔ پانی ضرورت کے مطابق استعمال

کریں۔کم لیں نہ زیادہ بہائیں۔وضوخود اپنے ہاتھ سے کریں۔بلا عذر کسی سے مدد نہ لیں۔ وضو کرتے ہوئے دنیاوی باتیں نہ کریں۔

(۵) ہر وضو میں پابندی کے ساتھ مسواک کیجئے۔یہ منہ کی پاکیزگی، بہت سی بیماریوں سے شفاء اور اللہ تعالیٰ کی رضاو خوشنودی کا ذریعہ ہے۔نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر مجھے امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو ہر نماز کی ادائیگی کے وقت مسواک کرنے کا حکم دیتا۔''

(۶) وضو کا ارادہ کریں تو پہلے دونوں ہاتھ کلائی تک دھولیں۔پھر سنت کے مطابق ترتیب سے مکمل وضو کریں۔دائیں طرف سے اعضاء کو دھونا شروع کریں۔بہتر ہے کہ ہر عضو کو تین بار دھوئیں اور اس پر ہاتھ پھیریں تا کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔وسوسے میں مبتلا ہو کر زیادہ پانی نہ بہائیں۔وضو پے در پے کریں یعنی ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا دھولیں تا کہ تسلسل قائم رہے۔

(۷) وضو کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھیں کہ تمام اعضاء وضو اچھی طرح دھل جائیں۔ کوئی حصہ خشک نہ رہے۔ہاتھ پاؤں کی انگلیوں اور داڑھی میں خلال کریں۔پاؤں کی ایڑیوں پر ہاتھ پھیریں۔پورے سر، کانوں اور گردن کا مسح کریں۔پاؤں کا مسح کافی نہیں، دھونا ضروری ہے۔چمڑے کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں، لیکن عام جرابوں پر مسح کرنے سے وضو نہیں ہوتا۔ دین میں سہولتیں ڈھونڈنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

غسل کے احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا۔ (سورۃ المائدۃ: آیت ۶)

''اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب پاک ہو لو (یعنی غسل کرو)''

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ''جو شخص ناپاک ہو اور غسل کرتے وقت ایک بال کی جگہ بھی بے دھوئے چھوڑ دے اسے آگ سے عذاب دیا جائے گا۔''

(۱)۔ غسل کے تین فرض ہیں:

(۱)۔کلی کرنا۔ (۲)۔ناک میں پانی ڈالنا (۳)۔سارے جسم پر پانی بہانا

(۲)۔ غسل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ دھوئے پھر استنجا کرے اور جسم کے کسی حصہ پر نجاست لگی ہو تو اسے دھوئے۔ پھر ہاتھ دھوئے۔ پھر کلّی کرے اور کلّی کرتے وقت منہ کے ہر گوشے یعنی ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اکثر لوگ منہ میں تھوڑا سا پانی لے کر کلّی کر لیتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ پھر تین بار منہ دھوئے۔ پھر کہنیوں تک تین بار بازو دھوئے۔ پھر سر کا مسح کرے اور پھر پاؤں دھوئے۔ یوں وضو مکمل کرے۔

(۳)۔ وضو کے بعد سب سے پہلے سر پر تین دفعہ پانی ڈالے اور بالوں کو خوب ملے۔ پھر تین دفعہ دائیں کندھے پر سے اس طرف کے سارے جسم پر پانی بہائے، پھر بائیں کندھے پر سے اس طرف کے پورے جسم پر تین دفعہ پانی بہائے۔ یوں کہ جسم پر بال برابر کوئی جگہ خشک نہ رہے۔

(۴)۔ جس پر غسل واجب ہو گیا، اس کو قرآنِ مجید کی تلاوت زبانی بھی نہیں کرنی چاہیے کیونکہ جنبی (یعنی ناپاک مرد یا عورت) اور حیض ونفاس والی عورت کو تلاوت قرآن سے منع فرمایا گیا ہے۔ ہاں ذکر و دعا کیلئے قرآنی آیات پڑھ سکتے ہیں بشرطیکہ وہ آیات ذکر الٰہی اور دعا کے معنی پر مشتمل ہوں۔ اسی طرح کلمہ شریف پڑھ سکتے ہیں اور درود پاک بھی۔

غسل کے آداب

(۱) جب بھی غسل فرض ہو جائے تو ہرگز دیر نہ لگائیں، فوراً نہالیں۔ ناپا کی ایک پست

حالت ہے۔اس دوران آدمی خدا سے دور اور شیطان سے قریب ہوتا ہے۔زیادہ دیر ناپاک رہنے سے دل مُردہ، روح آلودہ اور ذہن بیہودہ ہوجاتا ہے۔

(۲) غسل طہارت میں تین چیزیں فرض ہیں: کلّی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا اور تمام بدن کو پانی سے دھونا۔ان کے بغیر غسل نہیں ہوتا۔کلّی اس طرح کریں کہ حلق تک پورا منہ تر ہوجائے۔ ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچائیں۔تین بار پورے جسم پر اس طرح پانی بہائیں کہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔اگر ذرا سا حصہ بھی دھونے سے رہ گیا تو غسل باطل ہوگا۔

(۳) غسل شروع کرنے سے پہلے دل میں پاکی حاصل کرنے کی نیت کریں پورا وضو کریں۔ وضو کے بعد غسل کریں۔

(۴) غسل میں پہلے تین بار سر دھوئیں اور اسکے بعد باقی جسم پر پانی بہائیں۔ بدن کو اچھی طرح ہاتھوں سے ملیں تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہے۔بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچائیں۔تمام اعضاء بدن کو تین بار دھوئیں اور تسلسل برقرار رکھیں تاکہ ایک عضو خشک ہونے سے پہلے دوسرا دُھل جائے۔

(۵) غسل ایسی جگہ کریں جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔شرم وحیا کا تقاضا یہ ہے کہ تنہائی میں بھی کپڑا باندھ کر نہائیں۔غسل کرتے وقت باتیں نہ کریں۔

(۶) جمعہ، عیدین، حج وعمرہ کے احرام اور حاجی کے لئے عرفہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔ قبول اسلام کے وقت، بالغ ہونے پر، جنون، بے ہوشی یا نشہ سے افاقہ کے بعد، نیا لباس پہننے کیلئے، میت کے نہلانے پر، شب برات، شب قدر، عرفہ کے دن، مزدلفہ میں قیام کے وقت، طواف زیارت کیلئے، مدینہ منورہ میں داخل ہونے سے پہلے اور دینی مجالس میں شرکت کے لئے غسل کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے۔

نماز کے فضائل واحکام

(۱) نماز تب فرض ہوئی جب حضور نبی اکرم ﷺ عرش عُلا پر گئے۔ ۲۷ رجب کی شب تھی اور آپ ﷺ آغوش حرم میں استراحت فرماتے تھے۔ ایک روایت بتاتی ہے کہ سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے ہاں مقیم تھے۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اُترتے تو پہلے بھی تھے اور ہر بار خدا کا پیغام ہی لیکر، تاہم آج شب کا اترنا کچھ بہت ہی وکھرا تھا۔ اور پیغام بھی شاید اس سے زیادہ سندر البیلی عطاؤں کا نہ پہلے کبھی آسمان سے کسی کے لئے آیا تھا اور نہ آئندہ کبھی کسی اور کے لئے ممکن ہے۔ جی ہاں خدا نے جب سے کائنات بنائی ہے اور جب تک یہ کائنات رہے گی ایسا وکھرا، اچھوتا اور یگانہ منظر نہ پہلے کبھی سجا ہے اور نہ آئندہ کبھی سجے گا۔ چشم فلک نے یہ نظارہ پہلی اور آخری بار دیکھا کہ رب ذوالجلال نے اپنے ایک بندے (ﷺ) کو حریم قدس کی سب سے اونچی بلندیوں پر سرِ عرش بریں بلایا ہے۔ پوری کائنات کی نمائندگی کرتے ہوئے صرف ایک ہی ہستی خدا کے قرب خاص میں روبرو معراج کے شرف سے بہرہ ور ہوئی۔ ''قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' کی رفعتوں پر تو صرف خدا تعالیٰ ہے، یا پھر شب معراج اس کے محبوب مکرم ﷺ پہنچے اور دوستو! یہی وہ قرب خاص کا لمحہ تھا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک ﷺ کی امت کو سب سے بڑی سوغات 'نماز' کی صورت میں عطا فرمائی۔ اسی لئے حدیث پاک میں آیا ہے:

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِيْنَ ''یعنی نماز اہل ایمان کے لئے معراج کا آئینہ ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے حسین منظر ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا: ''اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِكْرِىْ'' میری یاد کے لئے نماز ادا کرتے رہو۔ نماز میں بندے کو خدا کا دیدار نصیب ہوسکتا ہے۔ جبرائیل امین علیہ السلام امت محمدیہ ﷺ کو دین سکھانے کے لئے چند سوالات لیکر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ ایک سوال یہ تھا: ''مَا الْاِحْسَانُ''؟ یعنی احسان

کیا ہے؟ جواب میں آقائے دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ'' ''عبادت اس طرح کرو کہ تمہیں رب کا دیدار نصیب ہو جائے اور اگر یہ مقام نہ مل سکے تو کم از کم اتنا احساس اپنے وجود کے روئیں روئیں میں گوندھ لو کہ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اس سے میں اسکی نگاہوں میں ہوں'' (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نماز کی شرائط

نماز کی چھ شرائط ہیں:

(۱) طہارت یعنی جسم اور لباس کا پاک ہونا۔

(۲) ستر ڈھانپنا۔ مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک بدن کا سارا حصہ چھپا ہونا ضروری ہے۔ عورت کے لئے پانچ اعضاء: چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے تلوؤں کے علاوہ سارا جسم چھپانا لازمی ہے۔

(۳) استقبال قبلہ یعنی نماز میں کعبہ شریف کی طرف رخ کرنا۔

(۴) مقررہ وقت ہونا۔ جو نماز ادا کرنی ہے اس کا وقت ہونا ضروری ہے۔

(۵) نیت۔ دل کے پکے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں البتہ دل میں نیت ہوتے ہوئے زبان سے کہہ لینا بہتر ہے۔

(۶) تکبیر تحریمہ یعنی ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' یا اس کا قائم مقام لفظ کہہ کر نماز شروع کرنا۔ اگرچہ لفظ ''اَللّٰهُ اَكْبَرُ'' سے ہی تحریمہ واجب ہے۔

نماز کے فرائض

نماز کے سات فرائض ہیں: (اگر کوئی فرض بھی ادا ہونے سے رہ گیا تو نماز نہ ہوگی)

(۱) تکبیر تحریمہ یعنی تکبیر اولیٰ شرائط نماز میں سے فرض ہے۔

(۲) قیام یعنی کھڑے ہونا جبکہ قیام سے کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو۔

(۳) قرأت ۔فرض کی پہلی دو رکعتوں ،وتر ،سنت اور نفل کی ہر رکعت میں ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنا فرض ہے۔

(۴) رکوع کرنا۔ قیام کے بعد اس طرح جھکنا کہ سر، کمر اور پیٹھ بالکل سیدھی (برابر) ہوجائے اور ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

(۵) سجود یعنی ہر رکعت میں دو دفعہ سجدہ فرض ہے۔

(۶) قعدۂ اخیرہ۔یعنی نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر بیٹھنا کہ تشہد تک التحیات پڑھا جاسکتا ہو۔

(۷) تکمیل نماز کا عمل ۔یعنی قعدۂ اخیرہ کے بعد

نماز کے واجبات

واجبات نماز میں سے کوئی واجب قصداً ترک کیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، نئے سرے سے پڑھنی ہوگی ۔اور اگر کوئی واجب سہواً رہ جائے تو سجدہ سہو لازم ہے۔سجدہ سہو نہ کیا تو نماز نہیں ہوگی۔

(۱) تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنا۔

(۲) سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

(۳) سورت ملانا۔یعنی فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور باقی نمازوں یعنی سنتیں، نفل یا وتر کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن پاک میں سے کچھ حصہ تلاوت کرنا۔

(۴) سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے ہونا۔

(۵) سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان آمین کہنا سنت ہے۔سورۂ کی ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحب ہے۔اس کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھنا۔

(۶) قرأت کے بعد رکوع میں جانا۔

(۷) قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہو کر کم از کم ایک بار سبحان اللہ کہنے کے برابر ٹھہرنا۔

(۸) جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔

(۹) ایک سجدے کے بعد دوسرا سجدہ کرنا۔

(۱۰) قعدۂ اولیٰ یعنی دو رکعتوں کے بعد التحیات کے لئے بیٹھنا۔

(۱۱) دونوں قعدوں میں تشہد یعنی التحیات عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک مکمل پڑھنا۔

(۱۲) فرض، وتر اور سنتِ مؤکدہ کے قعدۂ اولیٰ میں التحیات پڑھنے کے بعد بے خیالی میں درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ تک پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا واجب ہوگا۔

(۱۳) دونوں طرف سلام پھیرتے وقت لفظ اَلسَّلَامُ دونوں بار واجب ہے، لفظ عَلَيْكُمْ سنت ہے۔

(۱۴) وتر میں دعائے قنوت کے لئے تکبیر کہنا۔

(۱۵) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔

(۱۶) عید الفطر کی چھ تکبیریں اور عید الاضحیٰ کی چھ تکبیریں جو کہ عام نماز کی اپنی تکبیرات سے زائد ہوتی ہیں۔

(۱۷) عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیرِ رکوع اور اس تکبیر کے لئے لفظ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا۔

(۱۸) جہر، یعنی مغرب، عشاء کی پہلی اور دوسری رکعت اور فجر، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان شریف کے وتر کی ہر رکعت میں امام کو جہر یعنی بلند آواز سے قرأت کرنا۔

(۱۹) نمازِ ظہر اور نماز عصر میں آہستہ قرأت کرنا۔

(۲۰) ہر فرض اور واجب کا اس کی مقررہ جگہ پر ادا ہونا۔

(۲۱) رکوع ہر رکعت میں ایک ہی بار کرنا۔

(۲۲) سجدہ ہر رکعت میں دو بار ہی کرنا۔

(۲۳) دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔

(۲۴) تین یا چار رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ کرنا اور التحیات پڑھنا اور چار رکعت والی نماز ہو تو تیسری کے بعد نہ بیٹھنا۔

(۲۵) آیتِ سجدہ پڑھی ہو تو سجدہ کرنا۔

(۲۶) سجدۂ سہو واجب ہوا ہو تو سجدۂ سہو کرنا۔

(۲۷) دو فرض یا دو واجب یا فرض و واجب کے درمیان تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے برابر وقفہ نہ ہونا۔ (مثلاً اگر آپ نے سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد سورت ملانے میں اتنی دیر کر دی کہ کون سی سورت پڑھوں۔ اگر تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کے برابر وقفہ کر دیا تو سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا۔

(۲۸) امام صاحب جب قرأت کریں، خواہ بلند آواز سے ہو یا آہستہ آواز سے، مقتدی کا خاموش رہنا۔

(۲۹) قرأت کے علاوہ تمام واجبات میں امام کی پیروی کرنا۔

نماز کی سنتیں

اگر بھول کر یا کسی مجبوری کی وجہ سے کہ جیسے وقت بہت کم ہے، کوئی سنت رہ جائے تو نماز ہو جائے گی۔ سجدہ سہو واجب نہیں۔ لیکن جان بوجھ کر کوئی سنت چھوڑنا گناہ ہے۔

مندرجہ ذیل امور نماز کی سنتوں میں سے ہیں:

(۱) مردوں کو تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا کانوں تک اٹھانا، اور عورتوں کا کندھوں تک اٹھانا سنت ہے۔ عذر کی حالت میں مردوں کو بھی کندھوں تک ہاتھ اٹھانے میں حرج نہیں۔

(۲) تکبیرِ تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھ باندھ لینا۔ مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

(۳) مردوں کے لئے اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ پر رکھ لے؛ اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں کلائی کو پکڑے اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھائے یہی سنت ہے۔

(۴) ثناء پڑھنا۔

(۵) تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہ آخر تک پڑھنا۔

(۶) تسمیہ یعنی بِسْمِ اللّٰہ مکمل پڑھنا۔

(۷) امام مقتدی اور منفرد یعنی اکیلے نماز پڑھنے والے کو سورۂ فاتحہ ختم ہونے کے بعد آہستہ آواز سے آمین کہنا۔

(۸) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ، سر اور کمر سب برابر ہو جائیں۔

(۹) رکوع میں مردوں کا دونوں بازوؤں کو جسم سے جدا رکھنا سنت ہے۔

(۱۰) رکوع کے بعد امام کو اٹھتے وقت ''سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه'' کہنا اور مقتدی کا ''رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد'' کہنا اور اکیلے نماز پڑھنے والے کو دونوں کہنا سنت ہے۔

(۱۱) ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا۔

(۱۲) سجدے کی حالت میں مردوں کو پنڈلیوں کا رانوں سے، رانوں کا پیٹ سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا، نیز بازوؤں کا زمین سے اٹھا کر رکھنا سنت ہے۔

(۱۳) قعدہ یعنی پہلے التحیات اور دوسرے التحیات میں مردوں کا اس طرح بیٹھنا کہ دایاں پاؤں انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور بایاں پاؤں زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھے اور دونوں ہاتھ رانوں پر ہوں، یہ سنت ہے۔

(۱۴) امام کا سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

(۱۵) امام کو اپنے سلام میں تمام مقتدیوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا سنت ہے۔

(۱۶) تکبیرِ تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھ چادر سے باہر نکالنا مستحب ہے اور عورتوں کو چادر کے اندر ہی ہاتھ رکھنا بہتر ہے۔

(۱۷) رکوع اور سجود میں کم از کم تین تین دفعہ تسبیحات پڑھنا۔

(۱۸) آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا نیز سنت غیر موکدہ اور نفل نماز چار رکعت ہو تو درمیانی قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۹) نماز کے آخر میں درود شریف کے بعد دعا کرنا۔

مثلاً رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابِ (ابراہیم: ۴۰، ۴۱) یا اور کوئی قرآن وسنت سے ثابت دعا مانگنا۔

(۲۰) سلام کے بعد امام قبلہ رخ سے دائیں یا بائیں پھر جائے۔ دائیں پھرنا افضل ہے۔

عورتوں کے لئے نماز کا طریقہ

عورتوں کے لئے بھی نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو مردوں کے لئے ہے۔ ہاں چند چیزیں عورتوں کے لئے مردوں کے طریقہء نماز سے مختلف ہیں جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ عورتیں تکبیر تحریمہ، دعائے قنوت والی تکبیر اور اگر عید کی نماز پڑھیں تو زائد تکبیرات میں دونوں ہاتھوں کو صرف کندھوں تک اٹھائیں اور بہتر ہے کہ ہاتھ چادر کے اندر رکھ کر ہی اٹھائیں۔

۲۔ کندھوں تک ہاتھ بلند کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور ہاتھ سینے پر چھاتی سے نیچے باندھ لیں؛ اس طرح کہ بائیں ہتھیلی نیچے رکھیں اور اس کی پشت پر داہنی ہتھیلی رکھیں۔ نماز عید کی زائد

تکبیروں کے درمیان ہاتھ سینے پر نہ باندھیں بلکہ اپنی حالت پر نیچے لٹکتے چھوڑ دیں۔

۳۔ رکوع میں صرف اتنا جھکیں کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ گھٹنوں پر انگلیاں ملی ہوئی رکھیں اور بازو پہلوؤں کے ساتھ ملا کر رکھیں۔ ٹانگیں جھکی ہوئی رہیں، کمر سیدھی نہ کریں اور نہ ہی گھٹنوں پر زور دیں۔

۴۔ عورتیں سجدہ سمٹ کر کریں۔ پاؤں داہنی طرف نکال کر بیٹھ جائیں۔ پھر سجدہ کریں اس طرح کہ پیٹ رانوں سے اور رانیں پنڈلیوں سے اور پنڈلیاں زمین سے ملی ہوئی ہوں۔ بازو جسم سے ملا کر اور کلائیاں زمین پر بچھا کر رکھیں۔ ہتھیلیاں بھی زمین پر بچھی ہوئی ہوں اور انگلیاں ملا کر رکھیں انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں۔

۵۔ جلسہ (یعنی دو سجدوں کے درمیان) اور تشہد (یعنی التحیات پڑھتے ہوئے) دونوں پاؤں داہنی طرف نکال کر بائیں کولہے پر سیدھی بیٹھ جائیں۔

۶۔ عورتوں کو چاہیے وضو کرتے وقت ہر قسم کی انگوٹھیاں، چوڑیاں اور کنگن وغیرہ اگر اتنے تنگ ہوں کہ نیچے پانی نہ پہنچے تو اتار کر بازوؤں کو دھوئیں۔ یہ فرض ہے۔ اور اگر ہلا کر دھونے سے نیچے پانی پہنچ جاتا ہو تو حرکت دینا ضروری ہے۔ اگر ناخنوں پر نیل پالش وغیرہ لگی ہو تو نیل پالش کو ناخنوں سے اتار کر وضو کریں۔ اگر ناخنوں سے نیل پالش نہیں اتاریں گی تو وضو نہیں ہوگا، اور نتیجۃً نماز بھی نہیں ہوگی۔

نماز کے بعد اذکار

احادیث طیبہ سے معلوم ہوتا ہے مسلمان ہر فرض نماز کے بعد تین بار ''اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ'' اور آیت الکرسی پڑھا کریں۔

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۭ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۭ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔـوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَھُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۲۵۵﴾ (بقرہ:۲۵۵)

پھر سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھیں۔اس کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰه ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھیں۔ ذکر کرتے ہوئے ایک ایک لفظ صحیح طریقے سے ادا کریں۔عموماً لوگ جلدی جلدی تسبیح کرتے ہیں۔ایسانہیں کرنا چاہیے۔

نماز میں خشوع وخضوع

(۱) نماز ادا کرتے وقت ہمارے ذہنوں میں مختلف دنیاوی خیالات اور وسوسے آتے ہیں جس کی وجہ سے ہم نماز پوری توجہ کے ساتھ ادانہیں کر پاتے۔ان خیالات اور وسوسوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ خشوع وخضوع سے نماز ادا ہو سکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ۙ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ۙ

''بیشک ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں''۔

(سورۃ المومنون:۱۔۲)

(۲) نماز میں خشوع وخضوع یہ ہے کہ دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہو کر نماز ادا کی جائے۔ جسم ڈھیلا پڑ جائے۔دل نرم ہوجائے۔ سر جھک جائے۔ نگاہ پست ہوجائے۔آواز دب جائے۔جسم پر ہیبت طاری ہوجائے۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو

نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”اگر اس کے دل میں خشوع ہوتا تو اسکے سارے بدن کے اعضاء میں بھی خشوع ہوتا“۔ (مصنف عبد الرزاق، الجامع الصغیر للسیوطی)

(۳) جب آپ تکبیر تحریمہ کہتے وقت ہاتھ اوپر اٹھائیں تو دل میں نیت کریں کہ یا اللہ میں دنیا کی ہر چیز پیچھے پھینک کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوں ۔ پھر ہاتھ باندھنے کے بعد جب نماز میں ثناء یعنی سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ یا سورۃ فاتحہ پڑھیں، تو اس کی ہر آیت کے معنی پر غور کرتے ہوئے ہر آیت پر وقف کریں تا کہ اطمینان سے نماز ادا ہو۔

(۴) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ سورت فاتحہ کی ہر آیت پر وقف فرماتے ”اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ“ پڑھ کر وقف کرتے پھر اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پر وقف کرتے۔ پس نمازی کے لئے بہتر یہ ہے کہ ہر آیت پر رک کر سانس توڑ دے۔ پھر دوسری آیت پڑھے۔ (جامع الترمذی)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مسجد میں آیا۔ رسول اللہ ﷺ مسجد کی ایک جانب تشریف فرما تھے۔ اس شخص نے نماز پڑھی پھر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ”وعلیکم السّلام“، جاؤ دوبارہ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی۔ وہ گیا اور نماز پڑھی، پھر حاضر ہو کر سلام عرض کیا: آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”وعلیکم السّلام“ جاؤ نماز پڑھو کہ تمہاری نماز نہ ہوئی۔ اس شخص نے تیسری بار کے بعد عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتائیے کس طرح نماز پڑھوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب نماز پڑھنے لگو تو پہلے کامل وضو کرو۔ پھر کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہو، پھر قرآن مجید پڑھو جتنا آسانی سے پڑھ سکو۔ پھر رکوع کرو یہاں تک کہ تمہیں رکوع میں اطمینان ہو جائے۔ پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے۔ پھر اٹھو یہاں تک کہ بیٹھنے میں اطمینان ہو جائے۔ پھر دوسرا سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان ہو جائے۔ پھر اٹھو یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ اسی طرح ساری نماز ادا کرو۔ (صحیح بخاری)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

نماز کے چند اہم مسائل

(۱) فرض نماز کے بعد سنتیں یا نفل گھر میں پڑھنے کا بہت زیادہ ثواب ہے۔ (صحیح بخاری)

(۲) نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے۔حدیث پاک میں فرمایا: اگر گزرنے والا اس کا گناہ جانتا تو چالیس برس تک کھڑے رہنے کو گزرنے سے بہتر جانتا۔ (جامع الترمذی)

(۳) نماز پڑھنے سے پہلے موبائل فون بند کردینا چاہیے۔تاکہ مکمل نماز بغیر کسی خلل کے کمالِ خشوع وخضوع کے ساتھ ادا ہو۔

(۴) دورانِ نماز دائیں، بائیں یا آگے دور تک یا آسمان کی طرف نہیں دیکھنا چاہیے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

جب تک بندہ نماز میں رہے اللہ عزوجل کی خاص رحمت اس کی طرف متوجہ رہتی ہے جب تک اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔اگر اس نے اپنا منہ پھیرا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی ہٹ جاتی ہے۔ (سنن ابی داوٗد)

(۵) مردوں کے ٹخنے دورانِ نماز اور عام حالت میں بھی ننگے ہونے چاہئیں۔

(۶) نماز میں مردوں کو کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں اور منہ اور ناک چھپانا مکروہ تحریمی ہے

(۷) کپڑے، داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا یا سجدہ میں جاتے وقت کپڑوں کا آگے یا پیچھے سے سمیٹنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاتھوں کو بار بار چھوڑنا اگر کسی عذر کی وجہ سے ہو تو کسی ایک رکن میں دو دفعہ تک رخصت ہے۔اگر ایک ہی رکن میں تین دفعہ ہاتھ چھوڑا تو نماز فاسد ہوجاتی ہے۔(فتاویٰ عالمگیری)

(۸) لباس زینت ہے۔اچھے صاف ستھرے کپڑے پہن کر نماز ادا کریں۔اگر قمیض کے بازو اوپر ہیں یا گلے کے بٹن کھلے ہیں تو یہ مکروہ تحریمی ہے۔لہٰذا قمیض کے بازو نیچے کرکے اور

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

گلے کے بٹن بند کر کے نماز ادا کرنی چاہیے۔

(۹) صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی میں ام المومنین سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان اللہ تعالیٰ کے لئے ہر روز فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک مکان بنائے گا۔

یہ حدیث مبارکہ سنت مؤکدہ سے متعلق ہے۔ سنتِ مؤکدہ کی بارہ رکعتیں ہیں۔ فجر کے فرض سے پہلی دو سنتیں، ظہر کے فرض سے پہلی چار سنتیں، ظہر کے فرض کے بعد دو سنتیں ، مغرب کے فرض کے بعد دو سنتیں اور عشاء کے فرض کے بعد دو سنتیں، یہ سنتِ موکدہ ہیں۔

(۱۰) سنتِ غیر موکدہ آٹھ ہیں، عصر کے فرائض سے پہلے چار، اور عشاء کے فرائض سے پہلے چار سنتیں۔ ان کی جگہ دو رکعت پڑھنا بھی جائز ہے اور یہ دو بھی غیر موکدہ ہوں گی۔

(۱۱) ظہر کے فرائض سے پہلی چار سنتیں مؤکدہ ہیں، ان میں دو رکعت پڑھنے کے بعد التحیات کے ساتھ درود شریف نہیں پڑھنا چاہیے۔ اگر کسی نے غلطی سے ظہر کی پہلی چار سنتوں میں التحیات پڑھنے کے بعد درود شریف پورا پڑھ لیا یا صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ پڑھ لیا تو سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔ اور جب تیسری رکعت شروع کرے تو سورۂ فاتحہ سے پہلے ثناء نہیں پڑھنی چاہیے۔ لیکن اگر کسی نے ظہر کی پہلی چار سنتوں کی تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے غلطی سے ثناء پڑھ لی تو سجدۂ سہو کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۱۲) عصر اور عشاء کی نماز کی پہلی چار سنتیں غیر مؤکدہ ہیں۔ ان کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت پڑھنے کے بعد التحیات کے ساتھ درود شریف اور دعا بھی پڑھنی چاہیے۔ اور تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ سے پہلے ثناء بھی پڑھنی چاہیے۔

(۱۳) نماز میں بھول کر جتنے بھی واجب چھوٹ جائیں، سب کے لئے ایک ہی بار سہو کے دو

سجدے کرنے سے نماز ہوجائے گی۔

(۱۴) نماز میں قرآنِ مجید ترتیب کے ساتھ پڑھنا واجب ہے۔ اگر کوئی بھول کر آگے پیچھے سورت پڑھ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور نہ ہی سجدۂ سہو کی ضرورت ہے۔ لیکن قصداً ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۵) جس کپڑے پر کسی بھی جاندار کی تصویر ہو، اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۱۶) دورانِ نماز اگر کوئی ہنسا اور آس پاس والوں نے سن لیا تو وضو بھی گیا اور نماز بھی فاسد ہوگئی۔ اگر اتنی آواز میں ہنسا کہ خود سنا تو نماز فاسد ہوگئی لیکن وضو نہیں ٹوٹا اور اگر مسکرایا کہ دانت نکل آئے اور آواز بالکل نہ آئی تو نہ نماز فاسد ہوئی اور نہ وضو ٹوٹا۔

(۱۷) نماز کے دوران اگر چھینک آجائے تو خاموش رہنا چاہیے، لیکن اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا تو نماز میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نماز کے دوران اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہی تو نماز کے بعد چھینک کا جواب دینا چاہیے۔ (یعنی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا چاہیے)

(۱۸) نماز جمعہ کی پہلی اذان ہوتے ہی کاروبار بند کردینا لازم ہے۔ اذان کے بعد کاروبار کرنا گناہ ہے۔ یہ حکم اس کے لئے ہے جس پر جمعہ فرض ہے۔

(۱۹) فرض نماز میں تیسری یا چوتھی رکعت میں سورت ملالی تو اس میں کوئی حرج نہیں، چاہے قصداً ملائے یا بھول کر۔

(۲۰) صاحبِ ترتیب اسے کہتے ہیں، جس کی بالغ ہونے کے بعد اکٹھی پانچ سے زیادہ نمازیں قضاء نہ ہوئی ہوں۔ اس کے لئے حکم ہے کہ پہلے قضاء نماز پڑھے پھر وقتی نماز ادا کرے، بشرطیکہ وقت میں اتنی گنجائش ہو اور اس کو اپنی قضاء نماز یاد ہو۔

(۲۱) مسبوق اسے کہتے ہیں جو امام صاحب کے ایک یا زیادہ رکعتیں پڑھ لینے کے بعد نماز

میں شامل ہو۔امام کے سلام پھیرنے کے بعد اگر مسبوق سے کوئی غلطی ہوئی، جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو اسے دوبارہ سجدہ سہو کرنا ضروری ہے۔

(۲۲) چار رکعت والی فرض نماز کی آخری رکعت میں کوئی شامل ہوا، امام کے سلام پھیرنے کے بعد اسے باقی تین رکعتیں کس طرح پڑھنی ہیں؟ اس کا طریقہ دیکھئے: امام صاحب سلام پھیر لیں تو آپ کھڑے ہو کر پہلے ثناء پڑھیں۔ پھر اعوذ باللہ، اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھیں۔ پھر رکوع اور سجدے کر کے التحیات عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھیں۔ پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی اور سورت پڑھیں۔ اور چوتھی رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھیں۔اور پھر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیں۔

(۲۳) نماز مغرب میں امام صاحب کے ساتھ ایک رکعت پڑھی ہے۔امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد باقی دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے: امام صاحب کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو جائیں۔پہلی رکعت میں ثناء پھر اعوذ باللہ پھر بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ پھر کوئی اور سورت پڑھیں۔ایک رکعت پڑھنے کے بعد التحیات پڑھیں۔التحیات پڑھنے کے بعد کھڑے ہو جائیں۔ پھر تیسری رکعت میں بھی بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھیں۔ پھر کوئی اور سورت پڑھیں۔ پھر التحیات، درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر لیں۔ رمضان شریف میں اگر کوئی وتر نماز میں ایک رکعت پڑھنے کے بعد شامل ہو تو اسے بھی اسی طریقے سے وتر نماز پڑھنی چاہیے۔

(۲۴) اگر کسی اکیلے شخص نے مسجد میں فرض نماز پڑھ لی اور اس کے بعد اس نماز کی جماعت کھڑی ہو گئی تو اب اسے کیا کرنا چاہیے؟ اگر ظہر اور عشاء کی نماز ہے تو نفل نماز کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جائے۔اور باقی تین نمازوں فجر، عصر اور مغرب کی نماز ہے تو باہر نکل جائے۔

(۲۵) امام صاحب رکوع میں ہوں، سجدہ میں ہوں یا التحیات پڑھ رہے ہوں، انتظار نہیں کرنا چاہیے بلکہ نماز کی نیت کر کے جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے۔

(۲۶) امام صاحب جب تک رکوع اور سجدہ میں ہیں تب تک مقتدی تسبیح پڑھتے رہیں۔اسی طرح جب تک امام صاحب آخری التحیات میں ہیں تب تک آپ التحیات اور درود شریف کے بعد قرآن و حدیث کی دعائیں پڑھتے رہیں۔

(۲۷) مسبوق نے اگر امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرا تو پھر سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر ذرا بھی امام کے بعد سلام پھیرا تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔

(۲۸) اگر فجر اور ظہر کی جماعت میں اتنا وقت ہے کہ سنتیں اور فرض پڑھ سکتا ہے تو جس نے امامت کرنی ہے اسے چاہیے کہ پہلے فجر اور ظہر کی سنتیں پڑھ کر پھر فرض جماعت کی امامت کرے۔

(۲۹) اگر سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانے میں ایک رکن یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر وقفہ ہو جائے تو سجدۂ سہو کرنا ہوگا۔ چنانچہ قرأت کرتے یا تشہد پڑھتے ہوئے یا اگلی رکعت شروع کرنے میں اتنی دیر خاموش رہا تو بھی سجدۂ سہو لازم ہوگا۔

(۳۰) سورۂ فاتحہ پڑھنی بھول گیا، سورہ اخلاص یا اور کسی سورت کی ایک آیت یا پوری سورت پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو اب پہلے سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر کوئی دوسری سورت تلاوت کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

(۳۱) نماز پڑھنی شروع کی، سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت ملانا بھول گئے اور رکوع میں یاد آیا تو رکوع سے واپس قیام کی طرف آئیں۔تو پھر سورت پڑھیں، دوبارہ رکوع کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں۔

(۳۲) امام صاحب رکوع میں ہیں اور مقتدی نماز کی نیت کر کے رکوع میں شامل ہو گیا تو

مقتدی کی یہ رکعت ادا ہو جائے گی۔

(۳۳) اگر آپ قیام سے سیدھے سجدے میں چلے گئے تو واپس آئیں، رکوع کریں اور آخر میں سجدۂ سہو کریں۔ اگر رکوع نہیں کیا تو سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز نہیں ہوگی کیونکہ رکوع فرض ہے۔

(۳۴) قیام کے علاوہ نماز میں رکوع وسجدہ یا التحیات میں قرآن مجید کی ایک آیت بھی پڑھی تو سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے۔ لیکن اگر کوئی رکوع وسجدہ یا التحیات میں قرآن وحدیث کی دعا کی نیت سے دعائیں پڑھے تو کوئی حرج نہیں۔

(۳۵) ذکرالٰہی پر مشتمل قرآنی الفاظ یا آیات سجدہ کی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اسی طرح دعا کے معنی پر مشتمل قرآن حکیم دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ رکوع وسجود میں تلاوت یعنی قرأۃ کی نیت سے قرآن پاک پڑھنا منع ہے، ذکرودعا کی غرض سے منع نہیں۔ اسی طرح التحیات میں بھی قرآن مجید کی تلاوت منع ہے، بھول کر بھی قرآن مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے۔

(۳۶) نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب نماز کھڑی ہو تو اس کی طرف دوڑتے ہوئے نہ آؤ۔ سکون سے چلتے ہوئے آؤ۔ بعض لوگ جب دیکھتے ہیں کہ امام صاحب رکوع میں ہیں تو دوڑ کر رکوع میں شامل ہوتے ہیں۔ دوڑنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ سکون واطمینان سے چلتے ہوئے آکر جماعت میں شامل ہوں۔

(۳۷) تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے۔ اگر تکبیر تحریمہ یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں چلا گیا تو اس طرح نماز نہیں ہوگی۔

(۳۸) مرد کے لئے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں (یعنی بازو بغل سے علیحدہ ہوں) مگر جب صف میں باجماعت نماز پڑھ رہا ہو تو بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے علیحدہ نہ رکھے اور بازو زمین پر نہ بچھائے (یعنی صرف ہاتھ زمین پر لگائے اور کہنیوں کو اٹھا کر رکھے)

(۳۹) اگر آپ نے دوسجدوں کی بجائے ایک سجدہ کیا اور کھڑے ہو گئے یا التحیات پڑھنا شروع کر دیا تو واپس آئیں اور سجدہ کریں۔ اگر التحیات پڑھنا شروع کر دیا ہے تو چھوڑ دیں اور سجدہ کریں پھر بعد میں سجدہ سہو کریں۔ بات یہ ہے کہ سجدہ کرنا فرض ہے۔ جب تک آپ فرض ادا نہیں کریں گے اس وقت تک سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز ادا نہیں ہوگی۔

(۴۰) نماز میں اگر کوئی سجدہ رہ جائے تو دوران نماز بلکہ سلام پھیر لینے کے بعد بھی اگر ابھی تک نماز کے منافی کوئی دنیاوی بات یا کام نہ کیا ہو تو سجدے میں چلا جائے، اور جہاں سے گیا ہے وہیں سے نماز شروع کرے، آخر میں سجدۂ سہو کرلے۔

(۴۱) اگر کسی کی پیشانی پر زخم ہے اس لئے ماتھا زمین پر نہیں لگا سکتا، تو اسے چاہیے ناک زمین پر خوب لگائے۔ اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ نہ پیشانی زمین پر لگائی اور نہ ہی ناک زمین پر لگائی، تو سجدہ نہ ہوگا اور نماز بھی نہیں ہوگی۔ اگر پیشانی اور ناک پر بھی زخم ہے تو پھر اشارے سے سجدہ کریں۔

(۴۲) سلام پھیرنے سے پہلے پہلے اگر وضو ٹوٹ جائے تو پھر اسے دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھنی چاہیے۔

(۴۳) بعد میں آنے والا نمازی اگر التحیات میں شریک ہو گیا تو اسے چاہیے التحیات پوری پڑھ کر کھڑا ہو، کیونکہ التحیات پڑھنا واجب ہے، اگر کوئی آخری التحیات میں شریک ہوا تو اسے بھی چاہیے امام صاحب کے سلام پھیرنے کے فوراً بعد کھڑا نہ ہو بلکہ التحیات عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پوری پڑھ کر کھڑا ہو۔ (عالمگیری: جلد ا صفحہ ۳۰۹)

(۴۴) فجر کی نماز کے علاوہ اور کوئی نماز قضاء ہو جائے تو سنتوں کی قضاء نہیں ہے۔ لیکن فجر کی سنتوں کی بہت تاکید ہے۔ یہ سنتیں زوال کے وقت سے پہلے پہلے پڑھ لینی چاہئیں۔

(۴۵) نماز فجر پڑھنی شروع کی اور دوران نماز سورج طلوع ہو گیا۔ تو سورج طلوع ہونے کے ۲۰ منٹ بعد دوبارہ نماز پڑھنی چاہیے۔

(۴۶) کوئی بھی نماز قضاء ہو جائے تو جب بھی نماز کیلئے وقت ملے اسی وقت قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن صاحب ترتیب کیلئے قضاء نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے جو پیچھے گذر چکا ہے۔

(۴۷) نماز مغرب کا وقت کم از کم گھنٹہ اور اٹھارہ منٹ (۱:۱۸) اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ (۱:۳۵) ہے۔ لیکن جان بوجھ کر تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اس نماز کو ہمیشہ اول وقت میں پڑھنا ہی سنت ہے جبکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو۔ (بہار شریعت: باب ۳ صفحہ ۳۱)

(۴۸) اگر کعبہ شریف کی سمت کا پتہ نہیں اور کوئی بتانے والا بھی نہیں تو پھر اچھی طرح غور و فکر کرے کہ کس طرف کعبہ شریف ہے۔ جس طرف دل گواہی دے اس طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔ اگر نماز پڑھنے کے بعد پتہ چل جائے کہ کعبہ شریف تو دوسری طرف ہے تو پھر بھی اسے دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

وہ چیزیں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے

(۱) نماز کے دوران کسی بھی قسم کی بات چیت کرنا اگرچہ بھول سے یا کسی کے مجبور کر دینے سے ہو، اور چاہے کتنی ہی مختصر بات کیوں نہ ہو نماز ٹوٹ جاتی ہے (درمختار)

(۲) اگر رونے میں صرف آنسو نکلے، آواز یا حرف نہیں نکلے تو حرج نہیں (عالمگیری)

(۳) مریض کی زبان سے بے اختیار آہ نکلی یا اوہ نکلی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ یونہی اسی طرح چھینک کھانسی، جمائی، ڈکار جتنے مجبوراً نکلتے ہیں معاف ہیں۔ (درمختار)

(۴) دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی، اسے نگل لیا، اگر چنے کے برابر ہے تو نماز ٹوٹ گئی۔

(۵) دانتوں سے خون نکلا اور نگل لیا۔ اگر حلق میں خون کا ذائقہ محسوس ہوا تو نماز ٹوٹ گئی۔ اگر خون کا ذائقہ محسوس نہیں ہوا تو نماز نہیں ٹوٹی۔

(۶) نماز کے دوران بلا عذر سینہ کعبہ شریف کی سمت سے پھر گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

(۷) نماز کے منافی عمل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے لیکن احتیاطاً عمل قلیل سے بھی اجتناب کرے کہ خشوع و خضوع میں خلل نہ آئے۔ عمل کثیر وہ ہے کہ دور سے دیکھنے والا سمجھے نماز نہیں پڑھ رہا۔ (بہار شریعت ج ا۔ ب ۳۔ صفحہ ۷۵ تا ۷۸)

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ تحریمی ہیں

مکروہ تحریمی وہ عمل ہے جس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہگار ہوتا ہے۔ ایسی نماز کو دوبارہ پڑھ لینا ضروری ہے ورنہ گناہ سر پر رہے گا۔ نماز میں حسب ذیل چیزیں مکروہ ہیں:

(۱) کپڑے، بدن یا داڑھی کے ساتھ کھیلنا۔

(۲) کپڑا سمیٹنا، مثلاً سجدے میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے قمیض کے دامن کو اٹھا لینا کہ مٹی نہ لگے۔

(۳) سر یا کندھے پر اس طرح کپڑا (چادر وغیرہ) رکھنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔ لیکن اگر کپڑے کا ایک کنارہ دوسرے کندھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو کوئی حرج نہیں۔

(۴) قمیض کی آستین آدھی سے زیادہ چڑھانا۔

(۵) زور کا پیشاب آیا ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا۔

(۶) دوران نماز کمر پر ہاتھ رکھنا۔

(۷) نماز میں اِدھر اُدھر منہ پھیر کر دیکھنا۔

(۸) حالت نماز میں نظر آسمان کی طرف اٹھانا۔

(۹) کپڑے میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہوں۔

(۱۰) ناک اور منہ چھپائے ہوئے نماز پڑھنا۔

(۱۱) جس کپڑے پر جاندار کی تصویر بنی ہو، اس کے ساتھ نماز پڑھنا۔

(۱۲) نمازی کے آگے، دائیں بائیں اور سجدے کی جگہ تصویر کا ہونا۔

(۱۳) نماز میں قصداً اُلٹی ترتیب سے قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔

(۱۴) کسی واجب کو چھوڑ دینا مثلاً قومہ اور جلسہ میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدے میں چلے جانا۔

(۱۵) قیام کے علاوہ کسی اور جگہ جان بوجھ کر قرآن مجید پڑھنا بقصد قرأت۔

(۱۶) امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

(۱۷) جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اللہ اکبر کہا پھر صف میں داخل ہوا۔

(۱۸) قبر کا سامنے ہونا، لیکن نمازی اور قبر کے درمیان کوئی دیوار وغیرہ ہے تو کوئی حرج نہیں۔

قضاء نمازوں کی ادائیگی

(۱) اگر کسی نے کئی ماہ یا کئی سال بالغ ہونے کے بعد فرض نمازیں نہیں پڑھیں تو یہ قضاء نمازیں پڑھنا فرض ہے۔

(۲) بہتر یہ ہے کہ نفل نماز کی جگہ بھی قضاء فرض نمازیں پڑھے، کیونکہ قیامت کے روز پوچھا جائے گا کہ فرض نماز کیوں نہیں پڑھی۔ لیکن اگر کوئی نفل نماز نہ پڑھے گا تو اس پر محاسبہ نہیں ہوگا۔

(۳) تراویح اور بارہ رکعتیں سنت موکدہ کی نہ چھوڑیں۔

(۴) اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو ایک دن میں پانچ پانچ دن کی قضاء نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے

(۵) قضاء نمازوں کی روزانہ بیس رکعتیں ہیں: فجر کے دو فرض، ظہر کے چار فرض، عصر کے چار فرض، مغرب کے تین فرض، چار فرض عشاء کے اور تین وتر۔

(۶) اگر کوئی قضاء نمازیں پڑھنی شروع کردے اور اس دوران اسے موت آجائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امید ہے، اس کی مغفرت ہوجائے گی۔

(۷) فجر کی اذان کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں۔فجر کی جماعت ہوگئی، سورج نکلنے تک فرض نماز اور وتر نماز قضاء پڑھ سکتے ہیں۔

(۸) عصر کی نماز پڑھنے کے بعد فرض قضاء پڑھ سکتے ہیں۔جب سورج غروب ہونے میں ۲۰ بیس منٹ رہتے ہوں، پھر نماز قضاء بھی نہ پڑھے۔لیکن اگر آج کی نماز عصر نہیں پڑھی اور سورج غروب ہورہا ہے تب بھی آج کی عصر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

(۹) سنتوں کی قضاء نہیں ہے سوائے فجر کی سنتوں کے۔وہ بھی صرف مستحب ہے۔یوں کہ اسی دن نصف النہار سے پہلے پہلے پڑھ لے۔

مسافر کی نماز کے احکام

''اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو''۔ (سورۃ النساء: آیت ۱۰۱)

شریعت نے مسافر کے لئے پانچ سہولتیں رکھی ہیں:

(۱) چار رکعت والی فرض نمازوں میں قصر یعنی چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں پڑھے۔

(۲) جمعہ اور عیدین کی نمازیں اس پر واجب نہیں ہیں۔

(۳) رمضان شریف کے فرض روزے اگر سفر میں نہ رکھے تو جائز ہے، لیکن بعد میں ان روزوں کی قضاء رکھنا ضروری ہے۔

(۴) موزوں پر تین دن تین رات تک مسح کر سکتا ہے۔

(۵) قربانی مسافر پر واجب نہیں ہے۔

(۲) تقریباً ۹۳ کلومیٹر کا سفر ہوگا تو آپ مسافر ہیں۔جب اپنے شہر یا گاؤں کی آبادی سے

باہر چلے گئے تو اب چار رکعت فرض کی بجائے ۲ رکعت پڑھنی ہے۔ لیکن اگر مقیم امام کے پیچھے نماز باجماعت پڑھی تو پوری پڑھیں گے۔

(۳) مسافر جب تک کسی جگہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ عرصہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرے، وہ مسافر ہی رہے گا حتیٰ کہ منزل مقصود پر پہنچنے کے بعد بھی وہ قصر نماز ہی پڑھے گا۔ ہاں وطن اصلی میں پہنچ کر مسافر خود بخود مقیم ہو جاتا ہے، چاہے اقامت کی نیت کرے یا نہ کرے۔

(۴) وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں آدمی کی پیدائش ہو یا اس کے اہل و عیال وہاں ہوں یا وہاں اس نے رہائش رکھ لی ہو اور ارادہ کر لیا ہو کہ وہاں سے نہ جائے گا۔

(۵) کسی آدمی کی دو بیویاں ہیں جو دو شہروں میں رہتی ہیں تو وہ دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

(۶) وطن اقامت وہ جگہ ہے جہاں مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہو، خواہ وہ منزل مقصود ہو یا راستے میں۔

(۷) آپ کی ۴ فرض والی نماز اپنے شہر یا گاؤں میں قضاء ہوگئی تو سفر کے دوران اس قضاء نماز کے ۴ فرض پورے پڑھیں گے۔ اسی طرح اگر سفر کے دوران کوئی نماز قضاء ہوگئی تو آپ گھر آکر بھی قصر نماز پڑھیں گے۔

(۸) تین نمازوں میں قصر کی جاتی ہے (ظہر، عصر، عشاء)۔ فرض چار رکعت کی بجائے دو رکعت پڑھیں گے۔ فجر، مغرب اور وتر نماز پوری پڑھنا لازم ہے۔

(۹) سفر میں سنتیں اگر پڑھے تو پوری پڑھنا ہوں گی کیونکہ قصر صرف فرض نمازوں میں ہے، ان کے علاوہ کسی نماز میں قصر نہیں۔ سنتیں سفر میں غیر مؤکدہ ہو جاتی ہیں۔ ہاں فجر کی دو سنتوں بارے تاکید آئی ہے۔

نماز جمعہ کے احکام

جمعہ کی نماز فرض ہے۔اس کی فرضیت قرآن مجید اور احادیث طیبہ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعۃ:۹)

”اے ایمان والو! جب نماز کی اذان ہو جمعہ کے دن تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو!“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑا ہے۔“ (سنن ابن ماجہ)

ایک اور حدیث پاک میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو شخص تین جمعے سستی کی وجہ سے نہ پڑھے اللہ تعالیٰ اسکے دل پر مہر کر دے گا“ (جامع الترمذی)

(۱) نماز جمعہ پڑھنے سے پہلے ناخن تراشنا، مسواک کرنا، اور اچھے سفید کپڑے پہننا، تیل اور خوشبو لگانا، اور پہلی صف میں بیٹھنا مستحب ہے اور غسل کرنا سنت ہے۔

(۲) پہلی اذان ہوتے ہی نماز جمعہ کی تیاری کرنا اور خرید و فروخت وغیرہ دنیاوی امور جو سعی کے منافی ہوں چھوڑ دینا واجب ہے۔ یہاں تک کہ راستہ چلتے ہوئے اگر خرید و فروخت کی تو یہ بھی ناجائز ہے۔اور مسجد میں خرید و فروخت کرنا تو سخت گناہ ہے۔

(۳) جمعہ کی دوسری اذان جو خطبہ کے لئے ہوتی ہے، خطیب اس کا جواب دے گا کیونکہ اس کے لئے چپ رہنے کا حکم نہیں۔ البتہ حاضرین جو مسجد میں بیٹھے ہیں ان کو اذان اور خطبہ کا جواب دینا ممنوع ہے۔ (نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ۲ صفحہ ۵۷۴)

(۴) جس وقت خطیب خطبہ جمعہ کے لئے کھڑا ہو، اس وقت سے فرض نماز جمعہ ختم ہونے تک نفل نماز مکروہ ہے۔ یہاں تک کہ جمعہ کی پہلے والی سنتیں بھی۔

(۵) خطبہ کے دوران تمام لوگ جو مسجد میں حاضر ہیں انہیں خطبہ سننا اور خاموش رہنا فرض ہے۔ اگر کوئی کسی کو فضول بات کرتے دیکھے تو ہاتھ یا سر کے اشارے سے منع کر سکتا ہے لیکن زبان سے کہنا جائز نہیں ہے۔

(۶) جو چیزیں نماز میں حرام ہیں مثلاً کھانا پینا، سلام کرنا، سلام کا جواب دینا، خطبہ کے دوران بھی یہ چیزیں بھی ممنوع ہیں۔

(۷) حضور اقدس ﷺ کا نام پاک خطبہ میں آئے تو اس وقت دل میں درود شریف پڑھیں۔ زبان سے پڑھنے کی اجازت نہیں۔

(۸) دوران خطبہ ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرنی چاہیے اور نہ ہی آمین کہنا چاہیے، بلکہ دل میں دعا کرتے رہیں۔ دونوں خطبوں کے درمیان جب خطیب بیٹھے، وہ قبولیت دعا کا وقت ہے لیکن دعا دل میں کرنی چاہیے، ہاتھ نہیں اٹھانے چاہئیں۔

(۹) نماز جمعہ کی پہلی چار سنتیں فرض نماز سے پہلے نہیں پڑھیں تو اب ان کے پڑھنے کی ترتیب یوں ہوگی کہ نماز جمعہ کی فرض نماز پڑھنے کے بعد والی چار سنتیں پڑھیں، پھر دو سنتیں پڑھیں۔ اس کے بعد فرضوں سے پہلی جو چار سنتیں رہ گئی ہیں وہ پڑھیں اور آخر میں نفل پڑھیں۔

نمازِ عیدین

اسلام میں دو عیدیں ہیں۔ ایک عید الفطر جو ماہ رمضان کے روزے مکمل ہونے پر یکم شوال کو جزا اور خوشی کے طور پر عطا ہوئی ہے۔ اور دوسری عید الاضحیٰ جو دس ذوالحج کو منائی جاتی ہے۔ اسے عید قربان کہتے ہیں کیونکہ یہ قربانی کے دن ہیں۔ ۹ ذوالحج عرفہ کا دن ہے جب حجاج کرام حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ انجام دیتے ہیں۔ اس سے اگلے دن عید کی خوشی ساری دنیا کے مسلمانوں کو نصیب ہوتی ہے۔

عیدین کی نماز دو، دو رکعت ادا کی جاتی ہے۔ عیدین کی نماز عام نمازوں سے اس

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

اعتبار سے مختلف ہے کہ اس میں چھ زائد تکبیریں ادا کی جاتی ہیں۔ تین تکبیریں پہلی رکعت میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ پڑھنے کے بعد اس طرح ادا ہوتی ہیں کہ تین بار کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا جاتا ہے۔ پہلی اور دوسری بار ہاتھ چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور تیسری بار تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ لیے جاتے ہیں۔ اس کے بعد پہلی رکعت عام نماز کی طرح مکمل کی جاتی ہے۔ دوسری رکعت میں رکوع میں جانے سے پہلے پھر تین بار زائد تکبیریں ادا کی جاتی ہیں۔ تینوں بار ہاتھ کانوں تک اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہیں اور پھر ہاتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ چوتھی بار ہاتھ کانوں تک لے جائے بغیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر رکوع میں جاتے ہیں (چوتھی تکبیر کے وقت ہاتھ نہیں اُٹھانا) اور اس طرح باقی رکعت مکمل ہوتی ہے۔

عیدین کی نمازوں کا اہم حصہ خطبہ ہے۔ خطبے کے دو حصے، جن کے درمیان امام صاحب کچھ دیر کے لئے بیٹھتے ہیں۔ عیدین کا خطبہ جمعہ کے خطبے سے یوں مختلف ہے کہ جمعہ کا خطبہ نماز جمعہ سے پہلے ادا ہوتا ہے۔ جبکہ عیدین کے خطبے نماز عید کے بعد ادا ہوتے ہیں۔ باقی تمام احکام خطبے اور نماز کے وہی ہیں جو عام نمازوں اور جمعۃ المبارک کے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

روزہ کی فضیلت اور فقہی احکام

ارکان اسلام میں روزہ کی اہمیت

☆ رمضان کا روزہ ہر بالغ مسلمان پر فرض عین ہے۔ یہ دین کے بنیادی ارکان میں سے ہے۔ قرآن پاک میں اگرچہ فرضیت روزہ کا ذکر صرف ایک ہی جگہ ہے لیکن اس کی فضیلت کئی دوسرے مواقع پر بھی ظاہر فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرۃ میں روزہ کی فرضیت یوں بیان کی گئی:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (بقرہ: ۱۸۳)

☆ ایک حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ سے یہ بھی منقول ہے کہ:

اربع فرضهن الله في الاسلام فمن جاء بثلاث لم يغنين عنه شيئا حتى ياتي بهن جميعا: الصلوٰة والزكوٰة وصيام رمضان وحج البيت۔ (مسند امام احمد، ج:۴،ص:۲-۱)

''یعنی اللہ تعالیٰ نے دین اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے تین چیزیں انجام دیتا رہے تو وہ اس کے کسی کام نہیں آئیں گی۔ یہاں تک کہ چاروں چیزوں کو اپنائے وہ یہ ہیں۔ نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج''

☆ روزہ ایک عبادت بھی ہے اور جسمانی صحت کا ذریعہ بھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اغزوا تغنموا وصوموا تصحوا وسافروا وتستغنوا- (مجمع الزوائد ۵ / ۳۲۴)

یعنی جہاد کرو مال غنیمت پاؤ۔ روزہ رکھو تندرستی حاصل کرو اور سفر کرو تا کہ نفع کماؤ اور غنا پاؤ۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ روزہ انسان کیلئے جسمانی صحت اور روحانی تندرستی کا ذریعہ ہے۔

روزہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر کسی نے بیماری یا دوسرے شرعی عذر کے بغیر ماہ رمضان کا ایک روزہ بھی چھوڑ دیا تو بعد میں ساری عمر روزے رکھتا رہے پھر بھی اس ایک روزے کا بدل نہیں ہوسکتا۔'' (صحیح بخاری)

روزہ میں اخلاص روزہ کی نیت خالص ہونی چاہیے۔ روزہ کے فائدے بہت سے ہیں لیکن روزہ رکھتے وقت ان فائدوں کی نیت نہ ہو۔ مثلاً روزے کے بارے میں حدیث ہے:

صوموا تصحوا روزہ رکھو تندرست ہو جاؤ گے

تو یہ نہیں ہوسکتا کہ روزہ تندرستی کی نیت سے رکھا جائے بلکہ روزہ اللہ تعالیٰ کیلئے ہوگا اور تندرستی کی منفعت اس سے تبعاً حاصل ہوگی۔ (ملفوظات اعلیحضرت حصہ اول صفحہ ۳۵)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

☆ اگر دکھاوے یا کسی اور دنیاوی غرض کیلئے روزہ رکھا تو بظاہر فقہی عمل ادا ہوجائے گا لیکن ثواب نہ ملے گا بلکہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

☆ اگر کسی شخص کا کھانا پینا اور پہننا اوڑھنا سب حرام ہو اور وہ حرام کھانا کھا کر روزہ رکھے اور حرام چیز سے افطار کرے تو ظاہری طور پر اس سے روزے کا فرض ساقط ہو جائے گا کیونکہ سحری کھانا یا افطار کرنا روزے کی حقیقت میں داخل نہیں اور نہ اس کی شرائط میں سے ہیں۔ لیکن حرام کھانے کا گناہ اس کے ذمہ الگ سے عائد ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/۳۳۱)

☆ جو آدمی کسی شرعی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے، اسے بھی ماہ رمضان کے احترام میں دن بھر روزہ دار کی طرح رہنا واجب ہے اور اگر مجبوراً کچھ کھانا پینا ہو تو حتی الوسع چھپا کر کھائے پیئے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۸/۵۱۹،۵۹۵)

سحر و افطار کے احکام

☆ حضور سرور کائنات ﷺ تاخیر سے سحری تناول فرمایا کرتے تھے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو جہاں تک ممکن ہو سنت کی پیروی میں سحر کا کھانا تاخیر سے کھانا چاہیے۔ تاہم ایسی دیر نہ ہو کہ صبح کا شک پڑ جائے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/۶۲۷)

☆ سحری کھانے میں تاخیر مستحب و مسنون ہے۔ احادیث صحیحہ میں حضور اکرم ﷺ نے تعمیل افطار اور تاخیر سحور کا حکم فرمایا۔ ارشاد گرامی ہے:

”میری امت ہمیشہ خیر سے رہے گی جب تک افطار میں
جلدی اور سحر میں دیر کرے گی۔“ (صحیح بخاری)

☆ افطار میں جلدی کا معنی یہ ہے کہ جب غروب آفتاب کا یقین ہو جائے تو فوراً افطار کرلے، وہم اور وسوسہ میں نہ پڑے۔

روزہ افطار کرنے کی مسنون دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔

''اے اللہ! میں نے تیری رضا کی خاطر روزہ رکھا، تجھ پر ایمان لایا، تیرے ہی کرم پر بھروسہ کیا اور تیری ہی بارگاہ سے ملنے والے رزق پر افطار کیا۔''

☆ تازہ کھجور کے ساتھ افطار کرنا مسنون ہے۔ اگر تازہ کھجور نہ ہو تو خشک کھجور لے لی جائے اور وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی سے افطار کرنا بہتر ہے۔ یہی حضور اکرم ﷺ کا اسوۂ مبارکہ ہے۔

☆ پیٹ بھر کر کھانا اکثر عبادت میں رکاوٹ بنتا ہے۔ خاص کر ماہ رمضان میں افطار کے وقت کم کھانا چاہیے تاکہ رات کی عبادت سے محروم نہ ہو۔ جو شخص زیادہ کھائے پئے گا وہ بہت سوئے گا اور جو بہت سوئے گا وہ خیرات و برکات کھودے گا۔ اسی لئے حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ:

ان کثرۃ الاکل شوم یعنی بے شک بہت کھانا پینا منحوس ہے۔ (شعب الایمان ۵ / ۳۲)

افطار، قبولیت دعا کا وقت

☆ حضور پُرنور سید عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ روزہ دار کی ایک دعا افطار کے وقت قبول ہوتی ہے۔ ان للصائم عند فطرہ لدعوۃ ماترد۔ (ابن ماجہ ص:۱۲۶)

''یعنی بے شک روزہ دار کیلئے افطار کے وقت بالیقین ایک دعا ہے کہ رد نہ ہوگی''۔

☆ حکیم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

لکل عبد صائم دعوۃ مستجابۃ عند افطارہ اعطی فی الدنیا او ذخر لہ فی الآخرۃ۔

یعنی ہر روزہ دار بندے کیلئے افطار کے وقت ایک دعا ہے جو قبول ہوگی خواہ دنیا میں اسے دے دی جائے یا آخرت میں اس کیلئے ذخیرہ رکھی جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ۸ / ۵۱۸، ۵۱۹)

روزہ کب ٹوٹتا ہے

حسب ذیل صورتوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) باہر سے کوئی چیز بدن میں اس طرح داخل ہو کہ باہر سے اس کا تعلق نہ رہے۔

(۲) مرد وعورت کا باہم جنسی تعلق۔

☆ روزہ فاسد ہونے کا معیار یہ ہے کہ باہر سے کوئی ایسی چیز پیٹ میں داخل ہو جائے جس سے بچاؤ مشکل ہو تو وہ معاف ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ چنانچہ کلّی کرنے کے بعد منہ میں جو تری باقی رہ جاتی ہے اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (فتاویٰ رضویہ ۳/ ۱۷۴)

☆ سحری میں کوئی چیز کھانے کے بعد اگر اس کا تھوڑا اثر منہ میں باقی رہ جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے بچنا عام طور پر مشکل ہوتا ہے اور جس چیز سے بچنا مشکل ہو وہ معاف ہے

☆ اگر کوئی شخص سحری کے وقت اتنا زیادہ کھالے کہ صبح اسے کھٹی ڈکاریں آئی تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/ ۴۸۶)

☆ جو لوگ پان یا تمبا کو یا نسوار کے عادی ہیں وہ اگر روزہ کی حالت میں پان، تمبا کو نسوار منہ میں رکھ لیں اور حلق میں نہ جانے دیں تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور کفارہ لازم آئے گا۔

(فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۴۸۶)

☆ کاغذ، پتھر، مٹی وغیرہ جو دوا ہیں نہ غذا اور نہ ہی عام طور پر آدمی کی طبیعت انہیں کھانے کے لئے مائل ہوتی ہے لہٰذا اگر کوئی شخص پیٹ بھر کر ان میں سے کوئی چیز کھالے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا مگر کفارہ لازم نہیں ہوگا صرف قضا ہوگی۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۹۵)

☆ روزہ دار کے حلق میں عود عنبر یا کسی چیز کا دھواں، غبار خواہ آٹے کی چکی کا ہو۔ عطر کی خوشبو، دواؤں کے ذائقے کا اثر، مکھی یا اس طرح کی اور کوئی چیز خود بخود چلی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۴۹۱)

☆ سرمہ ہر وقت لگانے کی اجازت ہے اور لگا کر سو بھی سکتا ہے۔ آنکھوں میں کان یا ناک

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی طرح سوراخ نہیں جن میں کوئی چیز داخل ہونے سے روزہ کو نقصان پہنچے۔

☆ مسواک کرنا سنت ہے۔ روزہ دار ہر وقت مسواک کر سکتا ہے۔ البتہ عصر کے بعد مسواک چبانے سے لکڑی کے ریزے چھوٹیں یا مزہ محسوس ہو تو احتیاط کرنی چاہیے۔ روزہ دار کو منجن استعمال کرنے سے احتیاط بہتر ہے۔

☆ روزہ دار سن رسیدہ ہو یا اپنے نفس پر قابو پا سکے تو روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کا بوسہ لے سکتا ہے، لیکن اگر جوان ہو یا ضبط نفس پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے روزے کی حالت میں بوسہ لینا منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ حاشیہ ۲ / ۶۹۳)

☆ اگر کسی شخص نے جنابت کی حالت میں روزہ رکھا اور قصداً افطار کے وقت تک غسل نہیں کیا تو اگرچہ اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ طہارت روزہ کی شرط نہیں ہے لیکن سارا دن ناپاک رہنے اور نمازیں نہ پڑھنے کی وجہ سے روزے کی نورانیت میں ضرور فرق آئے گا۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۰ / ۵۵۶)

روزہ میں کفارہ

☆ کفارہ صرف ماہ رمضان کا روزہ توڑنے پر عائد ہوتا ہے اور اس توڑنے کی بھی چند شرائط ہیں مثلاً یہ کہ روزہ کی نیت رات سے کی ہو اور جان بوجھ کر اپنی مرضی سے توڑا جائے۔ کسی قسم کا جبر و اکراہ نہ ہو اور نہ ہی کوئی عذر شرعی جیسے مرض وغیرہ کا لاحق ہونا۔

(فتاویٰ رضویہ ۱۰ / ۵۹۵)

☆ روزہ توڑنے کا جو کفارہ مقرر کیا گیا ہے اس میں ایک شرعی ترتیب پائی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو آخر میں یہ ہے کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے۔ کفارہ ادا کرنے میں یہ ترتیب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ غلام تو آج کل موجود نہیں، مگر باقی دو چیزوں میں

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ترتیب نہ رکھنا غلط ہے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۸/ ۵۹۵)

روزہ کا فدیہ ☆ بعض نادان لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ روزہ کا فدیہ ہر شخص کے لئے جائز ہے۔ جس کو بھی کچھ تکلیف ہو وہ روزہ چھوڑ دے اور اس کا فدیہ ادا کر دے۔ یہ خیال بالکل غلط ہے ایسا ہرگز نہیں۔

☆ فدیہ کی اجازت صرف شیخ فانی کے لئے ہے جو بڑھاپے کی وجہ سے حقیقتاً روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو۔ اور جس عذر کے باعث وہ روزہ رکھنے سے قاصر ہے آئندہ اس عذر کے دور ہونے کی امید بھی نہ ہو۔ صرف ایسے شخص کو روزوں کے بدلے فدیہ ادا کرنے کا حکم ہے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۴۷)

☆ روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہونا ایک تو واقعی ہوتا ہے اور ایک کم ہمتی سے ہوتا ہے۔ کم ہمتی کا کچھ اعتبار نہیں۔ اکثر اوقات شیطان آدمی کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے کہ بیماری اور کمزوری کی وجہ سے وہ روزہ رکھنے کے قابل نہیں ہے۔ پھر جب خدا پر بھروسہ کر کے آدمی روزے رکھنے لگے تو اسے کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔ تب معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیطان کا دھوکہ تھا، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ شیطان کے وسوسوں سے بچ کر چلے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/ ۵۴۷)

☆ بعض بیمار اور کمزور لوگ ایسے ہوتے ہیں جو لگاتار مہینے بھر کے روزے نہیں رکھ سکتے مگر ایک دو دن ناغہ کر کے رکھ سکتے ہیں۔ ایسے لوگ جتنے روزے رکھ سکیں اتنے رکھنا فرض ہے باقی جتنے قضا ہو جائیں بعد میں رکھ لیں۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۴۷)

☆ کسی جوان یا بوڑھے شخص کو بیماری نے اتنا کمزور کر دیا ہو کہ وہ فی الوقت روزے رکھنے کے قابل نہ ہو تب بھی اسے فدیہ دینے کی اجازت نہیں بلکہ بیماری جانے کا انتظار کرے اور بعد میں جب ہمت ہو تو روزے قضا کر لے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۴۷)

☆ شیخ فانی پر روزوں کا فدیہ اپنی زندگی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اگر کسی وجہ سے ادا نہ

کر سکے تو وصیت کر دے۔ بہتر یہ ہے کہ اپنی زندگی ہی میں ادا کر دے۔ مرض وفات میں بھی روزہ کا فدیہ دینا جائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۴۵)

☆ فدیہ کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے شرعی مصارف ہیں۔ صدقہ ءفطر، کفارہ، نذر اور دیگر صدقاتِ واجبہ کے مصارف بھی وہی ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ:۱۰/ ۵۲۸)

اعتکاف کے فضائل ومسائل

اعتکاف کی فضیلت دیگر عبادات سے بڑھ کر ہے

(۱) حضور پُرنور سید عالم ﷺ نے ماہ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف پر مواظبت اور مداومت فرمائی ہے اس لئے پورے عشرہ کا اعتکاف سنت ہے۔ ایک روز بھی کم ہو تو سنت ادا نہ ہوگی۔ فتح القدیر میں اعتکاف کی اقسام بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

الاعتکاف ینقسم الیٰ واجب وھو المنذور تنجیزا او تعلیقا والی سنۃ مؤکدۃ وھو اعتکاف العشر الاواخر من رمضان والی مستحب وھو ماسواھما۔

یعنی اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: ایک واجب جس کی نذر مانی گئی ہو خواہ فوری ہو یا معلق۔ دوسرا سنت مؤکدہ۔ یہ رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف ہے اور تیسرا مستحب جو ان دونوں صورتوں کے علاوہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ۱۰/ ۶۵۴/ ۶۵۵)

(۲) اعتکاف اسلامی نظام عبادات میں اپنی اہمیت، تاثیر اور ندرت کے لحاظ سے بالکل منفرد، وکھرا اور ماورائی عمل ہے۔ کوئی دوسرا عمل اپنے حاصل اور یافت کے لحاظ سے اعتکاف کے برابر نہیں ہے۔

اعتکاف کی فضیلت کا بیان اس شدت، اہتمام اور تاکید کے ساتھ آیا ہے کہ فرمایا:

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا (مزمل:۸)

''یعنی ہر طرف سے کٹ کر بس خدا ہی کے ہو جاؤ، ہر وقت اس کی طرف متوجہ رہو اور دائمی توجہ کے اس اعتکاف میں شدت اور انتہا کی آخری سرحد کو جا پہنچو۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات تب عطا ہوئی جب وہ چالیس دن طور کی خلوتوں میں گزار چکے۔

وَوٰعَدْنَا مُوْسٰى ثَلٰثِيْنَ لَيْلَةً وَّاَتْمَمْنٰهَا بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيْقَاتُ رَبِّهٖٓ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ۚ (الاعراف:۱۴۲)

حضور نبی اعظم و آخر ﷺ نزول قرآن سے پیشتر غار حرا کی خلوتوں میں جو عبادت و ریاضت کی منزلیں طے فرما رہے تھے وہ یہی ''توجہ کا اعتکاف'' ہی تو تھا۔ پس مجھے کہنے دیجئے اے قارئین محترم کہ آسمان سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی جتنی بھی تجلیاں مخلوق کے لئے اُتاری ہیں، وہ انبیاء کی وساطت سے دنیا کو اسی اعتکاف کی بدولت عطا ہوئی ہیں۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ نے جب ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کو اپنے گھر کعبۃ اللہ کی تعمیر کا حکم دیا تو یوں فرمایا:

وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ (بقرہ:۱۲۵)

''یعنی ہم نے عہد لیا ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام سے کہ تم دونوں میرے گھر کو پاک کر دو طواف کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے۔''

دیکھئے یہاں تعمیر کعبہ کا مقصد چار عبادتوں سے جوڑ دیا گیا: طواف، اعتکاف، رکوع، سجود۔ اور ان چاروں کی ترتیب میں فرق مراتب کا بیان جھلملا رہا ہے۔ سب سے اوپر ہے ان تمام عبادات کی بلندیوں میں ''طواف''۔ اس سے افضل کوئی عبادت اور نہیں ہو سکتی۔ اور طواف کے بعد سب سے اونچا مقام اعتکاف کا ہے۔ جی ہاں! نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، ذکر و تسبیح

خدمت خلق وغیرہ سب سے برتر، سب سے فائق ہے ''اعتکاف''۔

(۴) یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں اولیاء کرام کے ہاں والہانہ محبت کی بے خودی اور اس کے مظاہر میں ''چلّہ یعنی اعتکاف'' ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔شاید ہی اسلامی تاریخ کی چودہ صدیوں میں کوئی ایک بھی ولی ایسا گزرا ہو جس نے اعتکاف کی ریاضت کی کمی کی ہو۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہر ولی کی پوری زندگی ایک لحاظ سے چلّہ یعنی اعتکاف ہی کی حالت میں گزرتی ہے۔اصل اور دائمی عبادت اولیاء اللہ کی چلّہ یعنی اعتکاف ہی ہے۔اب یہ اعتکاف وہ چاہے تلاوت کے لئے کریں، نماز کے لئے یا خدمت خلق کے لئے، بہرطور ان کے صبح وشام اعتکاف کی حالت سے باہر نہیں نکلنے پاتے۔

اعتکاف محبت کی عبادت ہے

(۱) اعتکاف بنیادی طور پر محبت کی عبادت ہے۔اس کا سرچشمہ بھی محبت ہے اور مزاج بھی محبت۔اس کا مقصد بھی محبت ہے اور انداز بھی محبت۔اس کا ظاہر بھی محبت ہے اور باطن بھی محبت۔اس کا آغاز بھی محبت ہے اور انجام بھی محبت۔اس کی تلاش بھی محبت ہے اور یافت بھی محبت۔۔یہی وجہ ہے کہ اعتکاف شریعت نے فرض نہیں کیا بلکہ اہل محبت کے اختیار پر چھوڑ دیا۔نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب فرض ہیں۔قانونی فرائض۔مگر اعتکاف قانونی فریضہ نہیں بلکہ محبت کا وظیفہ ہے۔اسے بندہ اپنی مرضی سے اپناتا اور محبت سے نبھاتا ہے۔یہ سنت ہے حضور اکرم ﷺ کی اور سنت کی پیروی بس اہل محبت ہی کرتے ہیں۔

(۲) پس پتہ چلا کہ اعتکاف محض ایک رسمی عبادت نہیں، اسے کچھ وکھرے انداز ہی سے ادا ہونا چاہیے۔اعتکاف محبت کا سودا ہے۔''خالص محبت کی عبادت'' جسے بندہ اپنے من کی چاہت سے اپناتا ہے۔پھر کیوں نہ ایسا ہو کہ یہ چاہت دل کی اندرونی خوشی سے اُبلے۔اس کا تقاضا

وجود کی سب سے گہری سچائی بن کر چمکے۔اور یوں اعتکاف بندے اور خدا کے درمیان ایک اٹوٹ رشتہ محبت کا سرآغاز بن جائے۔

(۳) قارئین محترم! فی الواقع اعتکاف ایسا ہی ہونا چاہیے۔ایک وکھری طرح کی عبادت۔ ایک بے مثال عرصہءخلوت۔تنہائی میں رب کی یاد اور اس کے حضور باریابی کا ایک سُندر موقع ۔جیون کا ایک ایسا دھارا جو سب دھاروں سے وکھرا ہو۔جو سب انمول حقیقتیں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہو۔ہاں ہاں میرے بھائی! اپنے اس اعتکاف کو سچ مچ اتنا اثر انگیز اور انقلاب آفریں بنا دو جو پوری زندگی میں بہار لے آئے۔جو تن من کے سارے موسم بدل کر رکھ دے۔جو مزاج کے سارے تیور سروں میں ایک کومل تا بھر دے۔ایک نور کا بہتا جھرنا، جو ہر رگ و ریشے سے بدن کی تاریکی مٹا دے۔رم جھم برستی پھوار، جو قریہ جاں کے ہر گوشے میں البیلے پھول کھلا دے، قوس قزح کے سب رنگوں کی بہار، جو لہو کی بوند بوند میں صِبْغَةَ اللّٰهِ کی شادابی رچا دے۔نسیم جانفزا کے ٹھنڈے جھونکے، کچھ اس ادا سے وجود میں اتریں کہ سارے پیکر میں ایک ٹھنڈی میٹھی نغمگی رس گھولنے لگے۔

اعتکاف کا مقصد رضاء الٰہی ہونا چاہیے

کچھ لوگ اپنے چند دنیوی مسائل، پریشانیوں اور ضرورتوں کی تکمیل کے لئے دن رات خوب اوراد وظائف پڑھنے اور مسلسل دعائیں مانگنے کے لئے اعتکاف سجاتے ہیں ایسے لوگوں نے تو خیر اعتکاف کو ضائع ہی کر دیا۔یاد رکھیئے! اعتکاف بس ایک ہی مقصد کے لئے ہونا چاہیے: یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مقبول ﷺ راضی ہو جائیں۔اور زندگی گزارنے کا ایک خوبصورت طریقہ عمل میں ڈھل جائے۔اسوہ حسنہ ﷺ کی رعنائیاں جیون کے ہر آہنگ میں اتر آئیں۔لائف سٹائل ایسا بن جائے کہ زندگی کا ہر دن، ہر رات خدا کے

حضور حسن اہتمام سے بسر ہو اور نبی کریم ﷺ کی رحمت زندگی کا سہارا بن جائے۔

انسانی زندگی پر اعتکاف کے اثرات

اعتکاف چاہے ایک دن کا بھی ہو، روزے کے بغیر نہیں ہوتا۔ اعتکاف روزے کے ساتھ مل کر انسانی وجود کے اندرونی گوشوں میں پائی جانے والی تمام کثافتوں، آلائشوں اور کدورتوں کو بالکل کھرچ کر نکال دیتا ہے۔ کچھ اس طرح کہ دس دن کے اعتکاف میں بندے کا پورا وجود صاف ستھرا، سُندر کومل، اُجلا نکھرا بن جاتا ہے۔

اعتکاف دراصل ارتکاز توجہ (Concentration) کا نام ہے۔ میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ ارتکاز توجہ کسی عام سے نقطے پر بھی ہو جائے تو ذہن و دماغ سے تمام برے خیالات، منفی سوچیں اور فاسد نظریات رفتہ رفتہ تحلیل ہونے لگتے ہیں۔ انسانی ذہن میں ارتکاز پانے والے اچھے خیالات اپنی طرف دوسرے مماثل یعنی ملتے جلتے خیالات (Similar Thoughts) کو کھینچتے ہیں۔ اور یوں بندے کا ذہن مثبت خیالات، اچھی سوچوں اور پاکیزہ رویوں سے معمور ہو جاتا ہے۔

اعتکاف کے چند احکام معتکف کو چاہیے مسجد کے احترام اور آداب کو پوری طرح ملحوظ رکھے۔ ایسا کوئی عمل نہ کرے جو تعظیم مسجد کے منافی ہو۔ کھانا احتیاط سے کھائے پیئے۔ دوسرے نمازیوں اور معتکفین کو ایذا نہ پہنچائے، حتیٰ کہ ذکر و تلاوت بلند آواز سے کرنے میں بھی دوسروں کا خیال رکھے۔

اعتکاف کی ہر نماز باجماعت ادا کریں۔ ہو سکے تو اعتکاف میں اپنی قضا نمازوں کی تلافی کا اہتمام کیجئے۔ اور پھر اس اہتمام کو اپنی پوری زندگی کے لئے مستقل معمول بنا لیجئے۔ یاد رکھئے یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے جو اس اعتکاف کے دوران آپ حاصل کر سکتے ہیں۔

بعض لوگوں نے قضاء عمری ادا کرنے کا ایک خاص طریقہ گھڑ لیا ہے کہ ماہ رمضان کے آخری جمعہ کو امام فجر سے عشا تک جہر سے نمازیں پڑھائے۔ اس سے تمام تر لوگوں کی عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے گی۔ یہ قضائے عمری کی جماعت جاہلوں کی ایجاد اور محض ناجائز و باطل ہے اسوۂ محبوب ﷺ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

زکوٰۃ کے احکام و مسائل

زکوٰۃ کا لُغوی معنیٰ "طہارت، افزائش (یعنی اضافہ و برکت) ہے" چونکہ زکوٰۃ بقیہ مال کے لیے معنوی طور پر طہارت اور برکت کا سبب بنتی ہے۔ اِس لیے اُسے زکوٰۃ کا کہا جاتا ہے۔ (دُرِّ مختار)

زکوٰۃ سے مُراد یہ ہے کہ صاحب نصاب مسلمان رضائے اِلٰہی سے اپنے مال میں سے شریعت کی مقرر کی ہوئی مقدار، ان لوگوں کے لئے نکالے جو زکوٰۃ لینے کے مستحق ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال پاک ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس میں خیر و برکت عطا فرماتا ہے۔ اسلام میں نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا مرتبہ ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے اور ادا نہ کرنے والا سخت گناہ گار۔ زکوٰۃ کے مختلف مسائل و احکام ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

زکوٰۃ کی شرائط

زکوٰۃ واجب ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں ہیں:

(۱) نصاب کا ضرورت اصلیہ سے زائد ہونا

وہ بنیادی ضرورتیں جن پر آدمی کی زندگی کا دارومدار ہو مثلاً کھانا پینا، لباس، رہنے کا مکان، پیشہ ور آدمی کے اوزار، سواری، گھر کا سامان، کتب مطالعہ وغیرہ ان پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ ان سے زائد مال اگر بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) مقروض نہ ہونا

صاحب نصاب شخص پر دوسروں کا قرضہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر قرضہ ادا کرنے کے بعد بھی مال بقدر نصاب بچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

(۳) مال پر پورا سال گزرنا

بقدر نصاب مال پر پورا ایک سال گزر جانے کے بعد ہی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

(۴) زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرنا

زکوٰۃ نکالتے وقت یا مستحق کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا ضروری ہے۔

(۵) مالک بنانا

زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ لینے والے کو اس کا مالک بنانا ادائے زکوٰۃ کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے۔

(٦) مقررہ مدّوں میں صرف کرنا

زکوٰۃ صرف کرنے کی مدّات قرآن مجید نے بیان کردی ہیں۔ ان کے علاوہ کسی دوسری مد میں زکوٰۃ کی رقم دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

وجوب زکوٰۃ کی چند صورتیں

(۱) جو رقم ضرورت اصلیہ کے لئے محفوظ رکھی گئی ہو، اگر یہ ضرورت اسی سال درپیش ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور اگر یہ ضرورت کبھی آئندہ پیش آنے والی ہو تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۲) جس مال میں کوئی دوسرا حق مثلاً عشر، خراج وغیرہ واجب ہو۔ اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ ایک مال پر دو حق واجب نہیں ہوتے۔

(۳) جو چیزیں کسی نے کسی کے پاس گروی رکھ دی ہوں، ان پر پھر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے، نہ رہن کرنے والے پر اور نہ رہن رکھنے والے پر۔

(۴) کسی کا کوئی مال گم ہو گیا پھر ایک مدت کے بعد اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے واپس مل گیا تو اس مدت کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی جس دوران کھویا رہا ہو۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

(۵) سال کے شروع میں نصاب موجود تھا درمیان میں کچھ مدت نہیں رہا لیکن سال کے آخر میں پھر نصاب پورا ہو گیا تو اس مال پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۶) کسی کو بقدر نصاب عطیہ ملا ہو اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

(۷) کسی تقریب میں خرچ کرنے کے لئے غلہ وغیرہ خریدا، پھر نفع کی خاطر اس کو فروخت کر دیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ صرف اس مال پر ہوتی ہے جو کاروبار کے ارادے سے خریدا گیا ہو۔

(۷) نصاب پر سال پورا ہونے کے بعد اس میں سے کچھ رقم ضائع ہو گئی اور باقی رقم اس نے خیرات کر دی تو صرف ضائع شدہ رقم کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ خیرات کردہ رقم کی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

(۸) زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کسی کا مال ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۹) کاروبار میں چند افراد شریک ہوں اگر ہر شریک کا الگ الگ حصہ نصاب سے کم ہے تو کسی پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی خواہ ان سب کے حصوں کا مجموعہ نصاب سے زائد ہی کیوں نہ ہو۔

(۱۰) کسی شخص نے ماہ رمضان میں پانچ لاکھ روپے کی زکوٰۃ ادا کی اور یہ رقم اس کے پاس محفوظ رہی۔ پھر رجب کے مہینے میں اسے مزید دو لاکھ روپے مل گئے تو اب سال پورا ہونے پر زکوٰۃ ادا کرے۔ یہ نہ سوچے کہ جو دو لاکھ روپے رجب میں ملے ہیں، ان پر تو ابھی سال پورا نہیں ہوا۔

(۱۱) سال کے دوران جس طرح بھی مال میں اضافہ ہو، سارے مال پر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی خواہ بعد میں ملنے والے مال پر ابھی پورا سال نہ گزرا ہو۔

زکوٰۃ ادا کرنے کے مسائل

(۱) زکوٰۃ ادا کرتے وقت مستحق کو یہ بتانا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ انعام، تحفہ اور عیدی کے طور پر دینا بھی جائز ہے۔ صرف یہ کافی ہے کہ دینے والا زکوٰۃ ادا کرنے کی نیت کرے۔

(۲) مزدور کو کسی کام کے عوض یا ملازم کو تنخواہ میں زکوٰۃ دینا صحیح نہیں۔ البتہ بیت المال کی طرف سے جو لوگ زکوٰۃ وصول یا تقسیم کرنے پر مقرر ہوں، ان کی تنخواہیں زکوٰۃ سے دی جاسکتی ہیں۔

(۳) سال پورا ہونے سے پہلے پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے اور قسط وار ماہانہ ادا کرنا بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ شخص صاحب نصاب ہو اور زکوٰۃ ادا کرنے کا وقت آنے سے پہلے پہلے مکمل زکوٰۃ ادا ہو جائے۔ سال مکمل ہونے پر بقیہ زکوٰۃ کو مؤخر کرنا درست نہیں۔

(۴) اگر سال گزرنے کے چند ماہ بعد زکوٰۃ ادا کی تو سونا چاندی یا جانور کی اسی قیمت کا اعتبار ہوگا جو زکوٰۃ ادا کرتے وقت ہو۔

(۵) اگر اسلامی حکومت کا بیت المال موجود نہ ہو تو اہل نصاب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے طور پر زکوٰۃ مستحقین کو پہنچائیں۔

(۶) جو لوگ زکوٰۃ کے مستحق ہوں، انہیں وقتی طور پر بھی بیت المال سے مدد دی جاسکتی ہے اور مستقل طور پر بھی ان کے وظیفے مقرر کیے جاسکتے ہیں۔

(۷) بیت المال سے زکوٰۃ انفرادی طور پر مستحقین کو بھی دی جاسکتی ہے اور اداروں کو بھی نیز بیت المال کی طرف سے بھی ایسے ادارے قائم کیے جاسکتے ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف سے متعلق ہوں مثلاً یتیم خانے، شفا خانے وغیرہ۔

(۸) حاجت مند لوگوں کو زکوٰۃ کی مد سے قرض حسنہ دینا جائز ہے، بلکہ ناداروں کو معاشی بحالی کے لئے قرض حسنہ دینا بہتر ہے۔

(۹) مستحق رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینے کا دوگنا اجر ہے: ایک زکوٰۃ دینے کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔

(۱۰) اگر یہ خیال ہو کہ رشتہ دار زکوٰۃ لینے سے جھجک محسوس کریں گے تو انہیں بتائے بغیر کسی تقریب میں تعاون کے طور پر عیدی کے طور پر زکوٰۃ کی رقم پہنچائی جاسکتی ہے۔

(۱۱) زکوٰۃ کی ادائیگی قمری مہینوں کے حساب سے ادا کرنا بہتر ہے لیکن شمسی مہینوں کے حساب سے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

(۱۲) یہ ضروری نہیں ہے کہ کسی خاص مہینے میں زکوٰۃ ادا کی جائے اگرچہ رمضان المبارک میں ہر عبادت کا اجر بڑھ جاتا ہے لیکن اگر کسی مستحق کو تاخیر سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو فوراً زکوٰۃ دینا لازم ہے۔

(۱۳) عام حالات میں ایک علاقے کی زکوٰۃ اسی علاقے میں صرف ہونی چاہئے مگر ضرورت کے مطابق دوسرے علاقوں میں بھی زکوٰۃ کی رقم بھیجی جاسکتی ہے۔

(۱۴) زکوٰۃ ادا ہونے کے لئے شرط ہے کہ جس کو زکوٰۃ دی جائے، اسے مالک اور قابض بنادیا جائے۔ جیسے اگر کوئی شخص کھانا پکوا کر مستحقین کو کھلائے تو یہ صحیح نہ ہوگا البتہ کھانا ان کے حوالے کرکے اختیار دیا جائے کہ وہ خود کھائیں یا کسی کو کھلائیں یا جو چاہیں کریں تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔

(۱۵) زکوٰۃ کسی ادارے یا بیت المال کو دے دینے سے بھی مالک اور قابض بنانے کی شرط پوری ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ادارہ ذمہ دار ہے، زکوٰۃ دینے والے پر لازم نہیں کہ وہ مستحقین کو پھر سے مالک اور قابض بنائے۔

(۱۶) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے خود بخود زکوٰۃ ادا کردے تو زکوٰۃ ادا ہوجائے گی۔ مثلاً شوہر اپنی بیوی کے زیور کی زکوٰۃ اپنے پاس سے ادا کردے تو ٹھیک ہے۔

زکوٰۃ کا نصاب زکوٰۃ کے نصاب سے مراد سرمایہ کی وہ کم سے کم مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ واجب کی ہے اور جس شخص کے پاس بقدر نصاب سرمایہ ہو، اس کو صاحب نصاب کہا جاتا ہے۔ مختلف اموال نصاب کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے چاندی یا اس سے بنی ہوئی چیزیں جس شخص کے پاس ہوں اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ (بہار شریعت)

(۲) سونے کا نصاب سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے ہے اس سے مراد وہ تمام

چیزیں ہیں جو سونے کی ہوں جیسے سکے، ڈلی، تار، زیور، گوٹا، یا کپڑے پر ایسا کام جس میں سونے کے تار شامل ہوں۔

(۳) سکّوں اور نوٹوں کا نصاب جس شخص کے پاس سونے، کی قیمت کے سکے یا نوٹ موجود ہوں، اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۴) مال تجارت کا نصاب مال تجارت کا نصاب بھی وہی ہے جو سونے چاندی کا ہے۔ اگر مال تجارت کی قیمت میں سونے کا نصاب بنتا ہو تو اس نصاب کے حساب سے زکوٰۃ ادا کرے

(۵) اونٹ کا نصاب جو شخص پانچ اونٹوں کا مالک ہو، وہ صاحب نصاب ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مگر شرط ہے کہ وہ سال کا اکثر حصہ چرائی پر رہیں۔ یہ تمام جانوروں میں شرط ہے

(۶) گائے بھینس کا نصاب جو شخص تیس گائے بھینسوں کا مالک ہو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے

(۷) بھیڑ بکری کا نصاب جو شخص چالیس بھیڑ بکریوں کا مالک ہو، وہ صاحب نصاب ہے

وہ چیزیں جن پر زکوٰۃ نہیں ہے

(۱) رہنے بسنے کے مکان پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ وہ کتنی ہی مالیت کا ہو۔

(۲) آبپاشی اور کھیتی باڑی کے لئے جو اونٹ، بیل، بھینسے پالے گئے ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۳) ایک شخص اپنے کاروبار یا کام میں جن کی پیدائش دولت کے عوامل یا اوزاروں سے کام لے رہا ہو، وہ زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں کیونکہ ان کی پیداوار کاروبار یا کام کی بدولت حاصل ہونے والے سرمائے سے زکوٰۃ وصول ہو جاتی ہے۔

(۴) کارخانے کی مشینوں اور آلات پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ نیز کارخانے کی عمارت، کاروبار میں کام آنے والے فرنیچر، اسٹیشنری کے سامان، مکان کی عمارت پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۵) بیش قیمت نادر چیزیں اگر کسی نے یادگار کے طور پر یا شوقیہ گھر میں رکھی ہوئی ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ ان چیزوں کی تجارت کر رہا ہو تو ان پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۶) کسی نے حوض یا تالاب میں شوقیہ مچھلیاں پال رکھی ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے مچھلی فارم بنایا ہو تو اس پر اموال تجارت کے مطابق زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۷) ڈیری فارم کے مویشیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے کیونکہ وہ عوامل پیدائش کی تعریف میں آتے ہیں البتہ ڈیری فارم کی مصنوعات پر (یعنی اگر یہ جانور تجارت کے لئے ہیں تو ان کی کل مالیت پر سال گزرنے کے بعد) پر تجارتی اموال کے مطابق زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۸) وہ مویشی جو ذاتی ضرورت یعنی سواری، ہل چلانے یا کسی اور کام کے لئے پالے گئے ہوں، ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۹) ذاتی سواری کے لئے استعمال ہونے والی موٹر سائیکل، کار وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۱۰) مرغی خانہ جو انڈوں کی فروخت کے لئے قائم کیا گیا ہو، اس کی مرغیوں پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ فروخت ہونے والے انڈوں پر تجارتی زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۱۱) شوقیہ مرغیاں، بطخ یا اس قسم کے دوسرے حیوانات رکھے جائیں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے البتہ اگر تجارت کے لئے پالے جائیں تو ان پر تجارتی زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۱۲) کرایہ پر چلائی جانے والی چیزوں مثلاً سائیکل، رکشا، ٹیکسی، ٹرک، بس، گاڑی، فرنیچر، کراکری وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر ان کے کرائے سے حاصل ہونے والی رقم بقدر نصاب ہو اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۱۳) دکان اور مکان جن سے کرایہ وصول ہوتا ہو، ان پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے خواہ ان کی تعداد کتنی ہی ہو اور وہ کسی بھی مالیت کے ہوں۔ البتہ کرائے کی رقم نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ ہے۔

(۱۴) پہننے کے کپڑے، کوٹ، چادر، کمبل، ٹوپی، گھڑی، گھر کا سامان، بستر قلم وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں خواہ یہ چیزیں کتنی ہی بیش قیمت ہوں۔

(۱۵) گدھا، خچر، گھوڑا وغیرہ ذاتی ضرورت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ نہیں ہے اور تجارت کے لئے ہوں تو زکوٰۃ عائد ہوگی۔

(۱۶) وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ جو گھوڑے جہاد کے لئے پالے گئے ہوں اور جو اسلحہ یا سامان جہاد اور خدمت دین کے لئے ہو اس پر بھی زکوٰۃ نہیں ہے۔

زکوٰۃ کی شرح

(الف) سونا چاندی اور اموال تجارت کی زکوٰۃ

(۱) سونا، چاندی، اموال تجارت، دھات کے سکے، نوٹ، زیور وغیرہ سب پر اڑھائی فی صد کی شرح سے زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(۲) سونا چاندی یا زیور میں سے زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے ضروری نہیں کہ سونا یا چاندی ہی دی جائے۔ اس کی قیمت کا حساب لگا کر نقد رقم بھی دی جا سکتی ہے۔

(۳) نقدی یا مال تجارت کی قیمت اگر سونے یا چاندی میں سے کسی کے نصاب کے بقدر ہو تو اس کا اڑھائی فیصد زکوٰۃ میں دینا واجب ہے۔

(۵) اگر کسی زیور یا ڈولی یا کپڑے میں سونا چاندی دونوں ملے ہوئے ہوں تو جو چیز غالب ہو، اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ اگر سونا زیادہ ہے تو سب کو سونا شمار کیا جائے گا اور اگر چاندی زیادہ ہے تو سب کو چاندی شمار کیا جائے گا اور چاندی کے نصاب سے اس کی زکوٰۃ ادا ہوگی۔

(٦) زیور وغیرہ میں اگر کسی دوسری دھات کی آمیزش ہو اور اس کی مقدار سونے یا چاندی سے کم ہو تو ساری چیز کو سونا یا چاندی شمار کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۷) سونے یا چاندی کے زیور وغیرہ میں اگر کسی دوسری دھات کی آمیزش ہو اور اس کی مقدار سونے یا چاندی سے زیادہ ہو تو اس صورت میں صرف سونے اور چاندی کا حساب لگایا جائے گا اور اس کے بقدر نصاب ہونے کی صورت میں زکوٰۃ عائد ہوگی ورنہ نہیں۔

(۸) ایک شخص کے پاس کچھ سونا اور کچھ چاندی ہے۔ ان میں سے جس چیز کا نصاب پورا ہو اس کے ساتھ دوسری جنس کی قیمت لگا کر سب کی زکوٰۃ دی جائے گی۔

(۹) اگر کسی کے پاس سونا بھی نصاب سے کم ہے اور چاندی بھی نصاب سے کم ہے تو دونوں ملا کر نصاب پورا ہوتا ہو تو، اس پر اڑھائی فیصد زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۱۰) اگر کسی کے پاس کچھ رقم ہے، کچھ تجارتی مال ہے اور کچھ سونا یا چاندی ہے، تو سب کو ملا کر اگر چاندی یا سونے کا نصاب پورا ہو جائے تو زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۱۱) زیور میں جو موتی، نگ اور جواہر وغیرہ ہوں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے، ان کا وزن منہا کرنے کے بعد باقی سونے یا چاندی کے وزن پر اڑھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۱۲) اموال تجارت میں زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کاروبار شروع کرنے کی تاریخ پر جب ایک سال گزر جائے تو دیکھیں گے کہ تجارتی مال (Stock in trade) اور نقد رقم کس قدر ہے۔ دونوں کا مجموعہ اگر بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۱۳) اگر مال تجارت اور نقد رقم نصاب سے کم ہو اور پھر یکا یک قیمتیں چڑھنے سے مال تجارت کی قیمت بقدر نصاب یا اس سے زیادہ ہو جائے تو جس تاریخ سے قیمتیں بڑھی ہوں، اسی تاریخ سے زکوٰۃ کا سال شمار کیا جائے گا۔

(۱۴) اگر کاروبار میں کئی افراد شریک ہوں تو مجموعی مال تجارت اور نقد رقم پر زکوٰۃ لاگو نہیں ہو گی بلکہ ہر شریک کے حصے اور منافع کی رقم پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۱۵) اگر کسی مال میں چند لوگوں کی شراکت ہو تو اس پر زکوٰۃ اسی صورت میں لاگو ہو گی جب ہر شریک کا حصہ بقدر نصاب ہو مثلاً چالیس بکریاں دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہیں یا ساٹھ تولے چاندی دو افراد کی مشترکہ ملکیت میں ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔

(۱۶) کاروبار میں کام آنے والے اوزار، آلات، فرنیچر، سٹیشنری کا سامان، عمارت وغیرہ یعنی عوامل پیدائش پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ صرف مال تجارت اور نقد رقم کی واقعی مالیت پر زکوٰۃ لاگو ہو گی۔

زکوٰۃ کے مصارف

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کی اہمیت، فضیلت اور احکام بیان فرمانے کے ساتھ اس کے مصارف بھی بیان فرما دیئے ہیں اور اس کی آٹھ مدیں مقرر کر دی ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یہ صدقات تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لئے جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور گردنوں کو چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے کے لئے ہیں اور خدا کی راہ میں اور مسافر نوازی میں صرف کرنے کے لئے ہیں۔ یہ ایک فریضہ ہے خدا کی طرف سے اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور دانا و بینا ہے۔ (سورۃ توبہ:٦٠)

اس آیت کریمہ میں زکوٰۃ کے جو آٹھ مصارف بیان کئے گئے ہیں، زکوٰۃ کی رقم صرف ان ہی مدات میں صرف کی جاسکتی ہے۔ ان مدات کی مختصر توضیح درج ذیل ہے:

(۱) فقراء فقیر سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اپنی گزر اوقات کے لئے دوسروں کے تعاون کا محتاج ہو۔ چنانچہ معذور، اپاہج، یتیم اور بے سہارا بچے، ضعیف، بے روزگار اور وہ لوگ جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو کر محتاج ہو گئے ہوں، زکوٰۃ کی مد سے ان کی وقتی یا عارضی اعانت بھی جائز ہے۔ مستقل وظیفے بھی مقرر کیے جاسکتے ہیں۔

(۲) مساکین مساکین سے مراد ایسے غرباء ہیں جو نہایت خستہ حال اور درماندہ ہوں لیکن عزت نفس کی وجہ سے دست سوال دراز نہ کریں۔ روزی کمانے کے لئے مقدور بھر کوشش بھی کرتے ہوں لیکن غربت دور نہ ہو سکے۔ ایسے تمام لوگوں کو زکوٰۃ کی مد سے امداد دی جاسکتی ہے۔

(۳) عاملین زکوٰۃ ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ و عشر کی وصولی، حفاظت، تقسیم اور حساب و کتاب کے ذمہ دار ہوں۔ ان کی تنخواہیں زکوٰۃ کی مد سے دی جاسکتی ہیں۔

(۴) مؤلفة القلوب اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی تالیف قلب مطلوب ہو اور اسلام کے مفاد میں ان کی مخالفت کے جوش کو ٹھنڈا کرنا پیش نظر ہو۔ اور کمزور ایمان والے مسلمان بھی۔ تالیف قلب کی خاطر انہیں زکوٰۃ کی مد سے رقم دی جاسکتی ہیں۔

(۵) رقاب (غلاموں کی آزادی) اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن کی گردنیں دوسروں کے قبضے میں ہوں مثلاً جنگ میں گرفتار شدہ قیدی، غلام یا قرض میں پھنسے ہوئے لوگ۔ ان کی مدد اور آزادی کی قیمت ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔

(٦) غارمین (قرض دار) ایسے لوگ جو قرض کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہوں اور ادا نہ کرپا رہے ہوں۔ اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو کسی ناگہانی حادثے کا شکار ہو گئے ہوں یا انہیں کوئی تاوان یا غیر معمولی جرمانہ دینا پڑا ہو، کاروباری نقصان ہو یا کوئی اور ایسا حادثہ پیش آیا ہو جس سے ان کا سارا اثاثہ تباہ ہو گیا ہو۔ ایسے افراد کی اعانت زکوٰۃ کی رقم سے کی جاسکتی ہے۔

(۷) فی سبیل اللہ اس سے مراد راہ خدا میں دینا ہے۔ اس سے وہ تمام کوششیں مراد ہیں جو دین حق کو قائم کرنے، اس کی اشاعت و تبلیغ اور دفاع اسلام کے لئے کی جائیں۔ مجاہدین کے لئے مصارف سفر، سواری، آلات و اسلحہ اور سازوسامان کی فراہمی کے لئے زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔ اس سے وہ طلبہ بھی مراد ہیں جو دین کا علم حاصل کرنے میں لگے ہوئے ہوں اور حاجت مند ہوں۔ زکوٰۃ سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے۔

(۸) ابن السبیل (مسافر) کوئی شخص حالت سفر میں کسی وجہ سے مالی مدد کا محتاج ہو جائے تو زکوٰۃ سے اسکی مدد کی جاسکتی ہے خواہ وہ اپنے گھر میں کیسا ہی خوشحال اور دولت مند ہو۔ زکوٰۃ کی یہ امداد اسے گھر جا کر واپس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم لوٹا دے تو بہتر ہے۔

وہ لوگ جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں

مندرجہ ذیل لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔
ان کو اگر زکوٰۃ دی جائے تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(۱) ماں باپ کو اوپر تک یعنی دادا، دادی، نانا، نانی اور پھر ان کے ماں باپ کو اوپر تک۔

(۲) اولاد کو نیچے تک: بیٹا، بیٹی، ان کی اولاد پوتا، پوتی، نواسا، نوسی اور پھر ان کی اولاد نیچے تک۔

(۳) شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

ان رشتہ داروں کو زکوٰۃ دینا اس لئے منع ہے کہ یہ تو بالآخر اپنے آپ ہی کو نفع پہنچانے کی صورت ہوگی۔ ان چار رشتوں کے علاوہ باقی سارے رشتہ داروں کو نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ دینا جائز ہے بلکہ بہتر ہے اور دوہرے اجر وثواب کا باعث ہے: ایک ثواب ادائے زکوٰۃ کا اور دوسرا ثواب صلہ رحمی کا۔

(۵) صاحب نصاب خوش حال آدمی کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(۶) کسی فقیر اور نادار کو اتنی رقم دینا جائز نہیں کہ وہ خود صاحب نصاب ہو جائے البتہ اگر وہ مقروض ہے تو پھر حسب ضرورت دے سکتے ہیں۔

(۷) مالدار اور صاحب نصاب خوش حال آدمی کی نابالغ اولاد کو بھی زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(۸) غیر مسلم کو دینے سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔

(۹) زکوٰۃ کی رقم سے میت کا کفن دفن یا اس کا قرض ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی شخص کو زکوٰۃ دی جائے اور وہ اس کا مالک ہو جانے کے بعد خود اپنی طرف سے میت کے کفن دفن میں صرف کر دے تو جائز ہے۔ کیونکہ اس صورت میں یہ اس فقیر کی طرف سے عطیہ ہوگا۔

(۱۰) زکوٰۃ کی رقم مسجد و مدرسہ یا ہسپتال وغیرہ یا آرائش پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ تاہم کوئی مستحق شخص زکوٰۃ کا مالک بن جانے کے بعد اپنی طرف سے بطور عطیہ ان کاموں میں خرچ کر سکتا ہے۔

(۱۱) سادات کے لئے زکوٰۃ لینا جائز نہیں ہے۔ ''سادات'' میں وہ تمام لوگ شامل ہیں جو اپنے آپ کو سید کہتے ہیں۔

(۱۲) بنی ہاشم کی اولاد میں تین خاندانوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

(۱) حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد۔

(۲) حضرت حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد۔

(۳) حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد۔ اس میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد شامل ہے۔ سادات فاطمی اور علوی بھی اس میں داخل ہیں۔

چونکہ آج کے دور میں یہ تحقیق انتہائی دشوار ہے کہ فی الواقع کون بنو ہاشم سے ہے اور کون نہیں، اس لئے بیت المال سے تو ہر حاجت مند کی امداد ہونی چاہئے البتہ جس کو اپنے سید یا ہاشمی ہونے کا یقین ہو، وہ زکوٰۃ نہ لے۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

(۱) زکوٰۃ قمری سال کے حساب سے ادا کرنی چاہئے، تاہم عیسوی سال کے حساب سے بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

(۲) نقدی، اموال تجارت اور جانوروں وغیرہ کی زکوہ سال پورا ہوتے ہی ادا کر دینا فرض ہے۔ سال پورا ہونے سے پہلے یا دو سال کی اکٹھی زکوٰۃ بھی دی جاسکتی ہے۔ پہلے ادا کرنے کی صورت میں اگر اس دوران کچھ زیادہ مال آ گیا تو اس کی زکوٰۃ الگ سے ادا کرنی ہوگی۔

(۳) زکوٰۃ ادا کرتے وقت زکوٰۃ دینے کی نیت ضروری ہے ورنہ ادا نہ ہوگی۔

(۴) زکوٰۃ کا مال فوراً خرچ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے روپیہ یا غلہ نکال کر علیحدہ کر دیا اور یہ ارادہ کیا کہ سال بھر کے اندر تھوڑا تھوڑا غریبوں پر خرچ کر دے گا تو یہ جائز ہے۔

(۵) یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ کی رقم ان سارے ہی مصارف میں خرچ کی جائے جو

قرآن پاک میں بیان کئے گئے ہیں بلکہ حسب موقع وضرورت چند مدّات میں یا ساری زکوٰۃ کسی ایک ہی مد میں بھی خرچ کی جاسکتی ہے۔

(۶) جو مصارف زکوٰۃ کے ہیں، وہی مصارف عشر اور صدقہ فطر کے بھی ہیں، البتہ نفلی صدقات میں اختیار ہے۔

(۷) عام حالات میں کسی بستی کی زکوٰۃ اسی بستی کے حاجت مندوں اور ناداروں پر صرف کرنی چاہئے البتہ ناگزیر حالات میں دوسرے مقامات پر زکوٰۃ بھیجنا جائز ہے۔

(۸) زکوٰۃ دینے والے کو اس انتظار میں نہ رہنا چاہئے کہ کوئی مستحق اس کے پاس آئے تو وہ ادا کرے بلکہ اسے خود مستحقین کو تلاش کر کے زکوٰۃ دینے کی کوشش کرنے چاہئے۔

(۹) زکوٰۃ اگرچہ اعلانیہ دینا جائز ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جسے زکوٰۃ دی جائے اس کے نام کا بھی اعلان کیا جائے۔

(۱۰) زکوٰۃ میں نقد روپیہ بھی دیا جاسکتا ہے اور کوئی سامان بھی خرید کر دیا جاسکتا ہے مثلاً ناداروں کے لئے کپڑے، کمبل لحاف اور شادی کی ضروریات مہیا کر دینے میں زکوٰۃ کی رقم صرف کی جاسکتی ہے۔

(۱۱) گھر میں کام کرنے والے مستحق ملازمین، خادماؤں کو زکوٰۃ دینا درست ہے البتہ ان کی خدمت کے معاوضے اور تنخواہ میں زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(۱۲) ایک ہی مستحق کو زکوٰۃ کا اتنا مال نہ دینا چاہئے جو خود نصاب کی حد کو پہنچ جائے البتہ کسی کا قرض اتارنے کے لئے زیادہ رقم دی جاسکتی ہے۔

(۱۳) اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم انعام، ہبہ یا قرض کے نام سے دی اور دل میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(۱۴) اگر زکوٰۃ دینے والے کا کسی کے اوپر قرض ہو اور وہ زکوٰۃ کا مستحق بھی ہو تو زکوٰۃ میں قرض کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا قرض کے بقدر رقم مستحق زکوٰۃ کو دینے کے بعد وہی رقم اس سے اپنے قرض میں وصول کر لے تو جائز ہے۔ اس طرح زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(۱۵) اگر کوئی شخص زکوٰۃ کی نیت رکھتا تھا مگر ادائے زکوٰۃ سے پہلے اس کا انتقال ہو گیا تو اس کے تہائی ترکہ سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی۔

(۱۶) سرکاری ملازمین کا سرمایہ کفالت (Provident fund) اگر بقدر نصاب پہنچ جائے تو اس پر بھی ہر سال زکوٰۃ واجب ہے تاہم اکٹھا ملنے کے بعد بھی ادا کرنا جائز ہے۔

(۱۷) بینکوں میں رکھی ہوئی امانتوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔

(۱۸) اگر کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مستحق نہیں تھا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی، دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ اگر لینے والے کو یہ معلوم ہو کہ یہ روپیہ زکوٰۃ کا تھا تو اس کو واپس کر دینا چاہیے۔

(۱۹) کسی شخص کو حاجت مند سمجھ کر زکوٰۃ دے دی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غیر مسلم تھا تو زکوٰۃ ادا نہ ہوئی۔ دوبارہ ادا کرنی ہو گی۔

(۲۰) جس خاتون نے کسی بچے کو دودھ پلایا ہے، اگر وہ نادار اور حاجت مند ہو تو اس کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

(۲۱) جس بچے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے، وہ بچہ بھی جوان ہونے پر دودھ پلانے والی عورت کے مستحق ہونے کی صورت میں اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

(۲۲) کسی شخص کو عطیہ، انعام یا ہبہ میں کوئی مال حاصل ہوا اور وہ بقدر نصاب ہے تو سال گزرنے پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

(۲۳) ایک شخص سال بھر مختلف طریقوں سے صدقہ وخیرات کرتا رہا لیکن اس نے زکوٰۃ دینے کی نیت نہیں کی تھی تو سال گزرنے پر وہ اس خیرات کیے ہوئے مال یا رقم کو زکوٰۃ میں شمار نہیں کرسکتا کیونکہ زکوٰۃ ادا کرنے کے لئے نیت شرط ہے۔

(۲۴) زکوٰۃ کی رقم منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ کے ذریعے بھیجی جاسکتی ہے اور زکوٰۃ کی مد سے ہی منی آرڈر یا ڈرافٹ کی فیس ادا کرنا بھی جائز ہے۔

(۲۵) کسی شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دی، بعد میں معلوم ہوا کہ یہ تو صاحب نصاب، یا ہاشمی سید ہے یا زکوٰۃ دینے والا ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں، تو ان تمام صورتوں میں زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ البتہ زکوٰۃ لینے والے کو معلوم ہو کہ میں مستحق نہیں ہوں تو واپس کردے۔

حج کی فرضیت اور ضروری احکام

حج دین اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے جو ہر مسلمان صاحبِ استطاعت پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ انکار کرنا کفر ہے کیونکہ اس کی فرضیت کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ (آل عمران:۹۷)

"اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے اور جو منکر ہو تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہ ہے۔"

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ اس لئے تم حج کرو۔" اس پر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے

کھڑے ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ کیا ہم پر ہر سال حج فرض ہے؟ حضور اکرم ﷺ خاموش رہے، کوئی جواب نہ دیا۔ اس شخص نے تین مرتبہ یہی سوال دہرایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔'' لہٰذا جب تک میں تمہیں کسی چیز کا پابند نہ کروں تو سوال کر کے خود پر پابندی نہ لگواؤ۔ تمہیں جس بات کا حکم دوں اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کیا کرو اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے رک جایا کرو۔'' (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۶۱۹)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے حج کرے اور اس دوران نہ کوئی بیہودہ بات کہے، نہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے تو وہ یوں گناہوں سے پاک ہو کر واپس لوٹے گا جیسے ابھی اس کی ماں نے اسے جنا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۴۲۴)

☆ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو کوئی حرم کعبہ تک پہنچنے کیلئے خرچہ اور سواری رکھتا ہو پھر بھی حج نہ کرے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی پرواہ نہیں کہ وہ یہودی یا عیسائی ہو کر مرے۔ (جامع الترمذی)

حج فرض ہونے کی شرائط اس سے مراد وہ شرائط ہیں جن کے پائے جانے سے حج فرض ہوتا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو حج فرض نہیں ہوتا۔ یہ کل نو شرائط ہیں:

(۱) اسلام (۲) حج کی فرضیت کا علم (۳) بلوغ (۴) عقل (۵) آزاد ہونا (۶) حج کرنے کی استطاعت ہو (۷) حج کا وقت (۸) عورت کا محرم ہمراہ ہو (۹) عورت عدت میں نہ ہو۔

فریضہ حج جلد ادا کرنا چاہیے حج فرض ہونے پر جتنی جلدی ممکن ہو ادا کیا جائے۔ اگر ایک سال حج رہ گیا تو جانے اگلے برس زندگی وفا کرے۔

☆ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اے لوگو! حج کی ادائیگی میں جلدی کرو کیونکہ تم میں کوئی نہیں جانتا کب اُسے کیا عذر پیش آجائے اور پھر وہ ادا ہی نہ کر سکے۔ (مسند امام احمد نیز دیکھئے سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۱۷۳۲)

حج سے پہلے ضروری امور

(۱) عازم حج اگر اپنے خاندان کا کفیل ہے تو اپنی واپسی تک ان کیلئے اخراجات مہیا کر کے جائے۔

(۲) اگر عازم حج مقروض ہے اور قرض ادا کرنے کی استطاعت ہے تو سفر سے پہلے قرض ادا کرے۔

(۳) زائر حرم سے اگر حقوق العباد میں کوئی کوتاہی ہو چکی ہے تو اس کی تلافی کرے۔ اگر کسی نے اس پر زیادتی کر رکھی ہے تو کھلے دل سے معاف کر دے۔

(۴) زائر حرم کا لباس اور زادِ سفر کسب حلال سے ہو۔ اگر اس میں حرام کی آمیزش ہے تو سفر برباد اور محنت رائیگاں ٹھہرے گی۔ جس عبادت میں حرام مال شامل ہو وہ قبول نہیں ہوتی۔

(۵) آج کل یہ رواج سا ہو چلا ہے کہ عورتیں اجنبی مردوں کو جعلی طور سے محرم بنا کر اُن کے ساتھ حج پر جاتی ہیں اور ایسے مرد بھی سمجھتے ہیں شاید ہم نے نیکی کی ہے حالانکہ غیر محرم کے ساتھ عورت کا پورا سفر ہی گناہ ٹھہرتا ہے۔

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: ’’جو عورت اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے وہ تین شب کا سفر بغیر محرم نہ کرے۔‘‘ (صحیح مسلم ص ۳۶۶)

(۶) اگر والدین زندہ ہیں تو سفر حج کی اجازت لے کیونکہ اگر اس کے سوا کوئی دوسرا ان کا خدمت گار موجود نہ ہو تو اس صورت میں والدین کی خدمت کا فرض نبھائے۔ ہاں اگر والدین بلا وجہ منع کریں تو ان کی بات نہ مانے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔

(۷) اگر آپ دوران حج عربی زبان میں دعائیں مانگیں تو بہت اچھا ہے کیونکہ یہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ ہیں جن کی قبولیت یقینی ہے۔ تاہم اگر

آپ عربی میں کوئی دعا یاد نہ کر سکیں تو اُس کا مفہوم اپنی زبان میں بطور دعا بارگاہِ الٰہی میں پیش کر دیں۔

حرمین شریفین کے آداب

(۱) مکہ مکرمہ میں دن کے وقت داخل ہونا افضل ہے۔ مسجد حرام میں داخلہ کے وقت نگاہ نیچی رکھیں۔ اعتکاف کی نیت کریں اور مسنون دعا پڑھیں۔

(۲) نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بیت اللہ شریف پر پہلی نظر پڑتے سمے جو دعا مانگی جائے قبول ہوتی ہے، اس لمحے کی قدر کریں۔ (طبرانی، بیہقی)

(۳) مسجد حرام میں ایک فرض نماز کی ادائیگی سے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے، (سنن ابن ماجہ) اس لئے جب تک مکہ مکرمہ میں رہیں تمام نمازیں پابندی سے مسجد حرام میں ادا کریں۔

(۴) مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران زیادہ سے زیادہ طواف کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں فرائض کے بعد تمام عبادات سے افضل طواف کعبہ ہے۔

(۵) بیت اللہ شریف خدائے قدوس کے جلوؤں کا مظہر ہے۔ اس کی طرف دیکھتے رہنا بھی عبادت ہے۔

(۶) حج بیت اللہ کے سفر میں مدینہ طیبہ کی حاضری ہر مسلمان کے شوق کا محور اور تمناؤں کا حاصل ہے۔ یہ شہرِ محبوبِ کائنات ﷺ کا مسکن اور کرۂ ارض کا گہنا ہے۔ اس کی فضائیں تجلیات رسالت ﷺ سے پُر نور اور ہوائیں انفاس پیمبر ﷺ سے عطر بیز ہیں۔ اس کی ہر چوٹی طُور بداماں اور ہر وادی رشکِ ایمن ہے۔ اس کا ہر ذرہ جلوہ گاہِ ناز اور ہر گوشہ مصدر فیوض و برکات ہے۔ یہاں پہنچ کر حج کا سفرِ عشق و محبت مکمل ہو جاتا ہے کہ اس کے بعد عرش اعظم کے نیچے اہل دل کے لئے کوئی اور منزل باقی نہیں رہتی۔

اس سے آگے کوئی جادہ ہے نہ منزل نہ مقام
ہم مدینے کے در و بام تک آ پہنچے ہیں

(۷) بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں پہنچنے کے لئے ہر وقت بے چین و بے قرار اور کوشاں رہیں۔ یہ تڑپ ایمان کی نشانی، عشق مصطفیٰ ﷺ کا تقاضا اور نجات اُخروی کا وسیلہ ہے۔ ؎

زندگی بھر کی مسافت کا ثمر ہو جائے
گر مقدر میں مدینے کا سفر ہو جائے

(۸) سفر کی نیت میں کامل اخلاص ہو۔ صرف روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے ارادے سے جائیں۔ تاہم اس کے ساتھ مسجد نبوی شریف میں حاضری کی نیت بھی کرلیں تو مناسب ہے۔ یہ یقین رکھیں کہ محبوب خدا ﷺ کی بارگاہ اقدس میں رسائی سے بڑھ کر تقرب الی اللہ کا اور کونسا وسیلہ ہوسکتا ہے؟ ؎

حقیقت بندگی کی راہیں مدینہ طیبہ سے گزریں
ملے نہ اس شخص کو خدا بھی، جو تیری دہلیز پر نہ ٹھہرے

(۹) دوران سفر عشق رسول ﷺ، محبت مدینہ اور شوق زیارت ہر لحظہ بڑھتا رہے۔ مدینہ منورہ میں داخل ہوں اور گنبد خضرا پر نگاہ پڑے تو دل عشق و محبت کے سمندر میں ڈوب جائے۔ جسم ادب واحترام کے پیکر میں ڈھل جائے اور روح میں مچلتے جذبات آنکھوں سے اشکوں کی صورت میں پھوٹ پڑیں۔

(۱۰) بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری کے لئے پورے اہتمام سے تیاری کریں۔ غسل، وضو اور مسواک کریں۔ عمدہ سفید لباس پہنیں۔ بہترین خوشبو لگائیں۔ پھر عجز و نیاز کا پیکر بنے آقائے دوعالم ﷺ کے روضہء اقدس پہ حاضر ہوجائیں۔ یاد رکھیں یہ کائنات ہستی کی سب سے بڑی بارگاہ ہے جہاں فرشتے بھی دم بخود رہتے ہیں۔ جہاں جنید رحمۃ اللہ علیہ و بایزید رحمۃ اللہ علیہ بھی سانس روک کر آتے ہیں اور جہاں کونین کی نبضیں تھم جاتی ہیں ؎

ادب گاہیست زیر آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید رحمۃ اللہ علیہ و بایزید رحمۃ اللہ علیہ اینجا

(۱۱) روضۂ رسول ﷺ پر اس طرح حاضر ہوں کہ ظاہر عجز و نیاز کی تصویر اور باطن خشوع و خضوع سے معمور ہو۔ جسم ادب و احترام کا پیکر اور دل عشق و محبت سے لبریز ہو۔ نگاہ نیچی، سر جھکا، جسم لرزاں اور بدن سمٹا ہوا ہو۔ روح میں سوز و گداز، نفس میں شوق و اضطراب اور وجود عرق ندامت میں ڈوبا ہوا۔ اسی حال میں جی بھر کر درود و سلام کے نذرانے پیش کریں۔ یاد رکھیں! روضہ پاک کی طرف ہرگز پشت نہ ہونے پائے اور کوئی ایسی حرکت نہ کریں جو اس بارگاہ عالی کے ادب و احترام کے منافی ہو۔

آہستہ سانس لے کہ خلاف ادب نہ ہو
بڑھ کر ہے کل جہاں سے حرمت رسول ﷺ کی

(۱۲) مدینہ منورہ میں حاضری کو سرمایۂ زیست اور حاصلِ عمر سمجھیں۔ اس شہرِ رحمت میں قیام کا لمحہ لمحہ غنیمت جانیں۔ زیادہ سے زیادہ وقت بارگاہ رسول ﷺ میں حاضری، درود و سلام اور دعا و عبادت میں گزاریں۔ مسجد میں جتنی دیر رہیں، نگاہ شوق سے گنبد خضرا کا دیدار کرتے رہیں۔ بہت سے علماء سلف نے لکھا ہے کہ:

''روضہ رسول ﷺ کو دیکھتے رہنا بھی مستقل عبادت ہے۔''

اور کیوں نہ ہو کہ: ''زمین کا وہ حصہ جس سے محبوب خدا ﷺ کا جسد اطہر مس ہو رہا ہے، بالاتفاق پوری کائنات حتیٰ کہ کعبہ و عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔''

(الشفاء، نسیم الریاض، بدائع الفوائد)

پھر اس درِ اقدس سے نگاہ ہٹائیں بھی تو کدھر دیکھیں؟

اس آستانۂ رحمت سے لو لگائے رہو
یہ در نہیں، تو کہیں سے بھی کوئی آس نہیں

عمرہ کے فرائض وواجبات فرائضِ عمرہ: عمرہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

(۱) میقات سے احرام باندھنا۔ (۲) خانہ کعبہ کا طواف کرنا۔

واجباتِ عمرہ صفامروہ کی سعی کرنا اور سعی کے بعد حلق یا قصر کرنا واجبات عمرہ ہیں۔

☆ اگر کوئی زائر بغیر احرام باندھے میقات سے گزر گیا تو دو صورتیں ہیں کسی بھی میقات پہ جا کر یا میقات کے اندر ہی احرام باندھ لے اور بطور جرمانہ ایک بکری ذبح کرے۔

احرام باندھنے کا طریقہ ☆ جب احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو پہلے غسل یا وضو کرے۔ نیز حجامت بنوائے اور ناخن بنوائے کیونکہ احرام کے بعد بال یا ناخن نہیں کاٹ سکتا۔

☆ مرد کو احرام کے لئے دو چادریں ہونی چاہئیں یہ چادریں سفید ہوں یا رنگدار، کوئی شرط نہیں۔

☆ احرام کے لئے اونی، سوتی، گرم یا سرد چادر یا تولیہ نما چادر کی کوئی پابندی نہیں۔

عورتوں کا احرام ☆ عورت کے لئے شرعاً چہرے اور ہاتھ پاؤں کے سوا پورا جسم چھپا کر رکھنا ہر حال میں ضروری ہے اور حالت احرام میں یہ پابندی زیادہ سخت ہو جاتی ہے اس سے عورتیں اپنے سر پر ایک رومال سا باندھتی ہیں۔ چادر یا دوپٹہ سرکنے کی صورت میں بھی کوئی بال ننگا نہ ہونے پائے۔

☆ حالتِ احرام میں عورت کو اپنا چہرہ ننگا رکھنا ہوتا ہے لیکن غیر محرم عورت اس انداز سے پردہ کر سکتی ہے کہ چادر چہرے پر نہ لگے۔

☆ احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا عورت کیلئے بھی مسنون ہے اگرچہ عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو۔

☆ احرام باندھنے سے قبل خوشبو لگانا سنت ہے لیکن احرام کے بعد خوشبودار کھانا پینا سب

حرام ہے۔خوشبودار اشیاء مثلاً دارچینی الائچی لونگ جائفل جاوتری وغیرہ کھانے میں پکے ہوں تو ایسا کھانا استعمال کرنا جائز ہے لیکن براہ راست ان اشیاء کو نہ کھائے۔

☆ مشروبات یعنی پینے کی اشیاء میں اگر خوشبو ملی ہو تو اس کا پینا منع ہے۔

☆ اپنے بدن سے جوں مارنا یا کسی کو مارنے کے لئے کہنا یا جوئیں مارنے کی نیت سے کپڑوں کا دھونا اور دھوپ میں ڈالنا منع ہے۔اگر میل کی وجہ سے کپڑا دھوئے تو حرج نہیں۔

☆ جسم کے کسی بھی حصہ کے بال اکھیڑنا یا کاٹنا یا کٹوانا منع ہے ہاں البتہ آنکھ کے اوپر کے بال نکلوا سکتا ہے۔

☆ سلا ہوا کپڑا پہننا، چہرہ یا سر کا ڈھانپنا یا ایسا جوتا پہننا کہ قدم کی ابھری ہوئی ہڈی چھپ جائے منع ہے۔

☆ زیتون یا تِل کا تیل بدن یا بالوں کو لگانا منع ہے۔روغن زیتون یا گھی کھانے کی اشیاء میں بطور دوا استعمال کرسکتا ہے۔

مکروہات احرام

☆ بدن سے میل دور کرنا ☆ سر یا داڑھی میں کنگھی کرنا یا اس طرح سر کھجانا کہ بال گرنے کا اندیشہ ہو۔☆ احرام کی چادر کو جسم کے ساتھ رسّی، ازار یا دھاگہ سے باندھنا۔☆ پھول یا پھل کو خوشبو سونگھنے کی نیت سے پکڑنا۔☆ حالتِ احرام میں تکیہ پر مونہہ کے بل نہ لیٹے۔

مباحات احرام (یعنی جائز کام) ضرورت کے پیش نظر یا گرمی دور کرنے کے لئے بغیر صابن کے گرم یا سرد پانی سے غسل کرنا۔☆ کاغذات وغیرہ سنبھالنے کے لئے پیٹی یا بیگ پہننا ☆ مسواک کرنا ☆ ہلتے ہوئے درد کرتے دانت کا نکلوانا ☆ ٹوٹے ہوئے ناخن اتارنا ☆ بغیر خوشبو کے سرمہ لگانا ☆ زخم وغیرہ پر پٹی باندھنا ☆ برتن یا چادر وغیرہ سر پر اٹھانا۔

طواف کعبہ اور اسکی اقسام طواف کی سات اقسام ہیں:

(۱) طوافِ قدوم مکہ مکرمہ حاضری کا پہلا طواف۔ یہ طواف اُس آفاقی کیلئے سنت ہے جو حج افراد یا قران کی نیت سے مکہ مکرمہ آئے۔ وقوف عرفات کے ساتھ یہ ساقط ہوجاتا ہے۔

(۲) طوافِ زیارت یہ طواف حج کا رکن ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا وقت دس ذوالحج کی صبح صادق سے لیکر بارہ تاریخ تک ہے۔ اس طواف میں رَمل بھی کیا جاتا ہے اور سعی بھی۔ اس طواف کے بعد حاجی احرام کی سب پابندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے۔

(۳) طوافِ وداع یہ بیت اللہ سے واپسی پر کیا جاتا ہے۔ یہ آفاقی پر واجب ہے، مکّی پر نہیں۔ اس طواف میں رَمل اور اضطباع نہیں ہے اور نہ ہی اس کے بعد سعی کی جاتی ہے۔

(۴) طوافِ عمرہ یہ طواف عمرہ کا رکن ہے، اس کے بغیر عمرہ نہیں ہوتا۔ اس طواف میں اضطباع اور رَمل بھی کیا جاتا ہے اور طواف کے بعد سعی بھی کی جاتی ہے۔ سعی کے بعد حلق یا قصر کے ساتھ احرام کھول دیا جاتا ہے اور عمرہ مکمل ہوجاتا ہے۔

(۵) طوافِ نذر اگر کوئی نذر مان لے کہ فلاں کام ہوجائے تو میں طواف کروں گا تو کام ہوجانے پر طواف لازم ہوجاتا ہے۔

(۶) طوافِ نفل یہ طواف جس وقت چاہے کرے۔ اس میں نہ رمل ہوتا ہے نہ اضطباع اور نہ ہی اس کے بعد سعی کی جاتی ہے۔

(۷) طوافِ تحیۃ طواف تحیۃ مستحب ہے یعنی کرے تو ثواب ہے نہ کرے تو نہیں۔

طواف سات چکروں سے کم ہے نہ زیادہ۔ اس میں نیت شرط ہے۔ اگر طواف کی نیت سے ایک چکر بھی لگا چکا ہے تو بقیہ پورے کرے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اگر جان بوجھ کر آٹھ چکر لگا لئے ہیں تو چھ چکر مزید لگائے تا کہ دو طواف مکمل ہو جائیں۔

ارکان و شرائط اور واجباتِ طواف طواف کے تین رکن ہیں: (۱) طواف کے اکثر چکر پورے کرنا۔ (۲) کعبہ کے گرد حطیم کے باہر اور مسجد کے اندر طواف کرنا۔ (۳) طواف پیدل کرنا۔ اگر معذور ہو تو سواری پر کرے۔ البتہ بے ہوش کی طرف سے دوسرا آدمی طواف کر سکتا ہے۔

واجبات طواف (۱) نہ بے وضو ہو اور نہ ہی غسل کی حاجت ہو۔ (۲) ستر ڈھانپا ہوا ہونا (۳) جو پیدل چل سکتا ہو اسے واجب ہے کہ پیدل طواف کرے (۴) داہنی طرف سے طواف کرے۔ (۵) طواف میں حطیم کو شامل کرے۔ (۶) حجر اسود سے طواف شروع کرے۔ (۷) طواف کے سات چکر پورے کرے۔ (۸) طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب الطواف ادا کرے۔

☆ اگر کسی نے درمیان میں طواف چھوڑ دیا ہو تو اعادہ واجب ہے ورنہ دَم دینا ہوگا۔

☆ طواف کے واجبات میں سے کچھ ترک کرنا حرام ہے۔

سننِ طواف حسب ذیل اعمال طواف میں مسنون ہیں:

(۱) حجر اسود کا استلام۔ یعنی بوسہ دینا یا اشارہ کر کے چوم لینا۔

(۲) طواف کے پہلے تین چکروں میں رَمل کرنا۔ (۳) اضطباع یعنی دایاں کندھا ننگا کرنا۔

(۴) طواف کے اختتام پر حجر اسود کا استلام کرنا۔

(۵) حجر اسود کے سامنے تکبیر کہتے وقت دونوں ہاتھ بلند کرنا۔ (۶) تمام چکر پے در پے لگانا۔

(۷) حجر اسود کے مقام سے طواف کے ہر چکر کی ابتداء کرنا۔

(۸) لباس اور بدن ہر طرح کی نجاست سے پاک ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

(۹) ہر اُس عمل سے بچنا جو خشوع وخضوع کے منافی ہو۔

☆ طواف کی کسی بھی سنت کو ترک کرنا درست نہیں۔

طواف کے دیگر مسائل

☆ طواف شروع کرتے وقت تکبیر کہے بغیر ہاتھ اٹھانا بدعت ہے۔ پہلے حجر اسود کے مقابل آئے پھر تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ اٹھائے۔

☆ حالتِ احرام میں حجر اسود کو نہ چھوئے کیونکہ اُس پر خوشبو لگی ہوتی ہے۔

☆ اضطباع حالتِ احرام میں دوران طواف ہے۔ نماز کندھا ڈھانپ کر پڑھے ورنہ مکروہ تحریمی ہوگی۔ سعی بھی کندھا ڈھانپ کر کرے۔

☆ طواف کرتے وقت حجر اسود کے علاوہ کسی وقت بھی حرم کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑا نہ ہو۔ حجر اسود کے مقابل اپنا رخ کعبۃ اللہ کی طرف کرے۔

☆ شدید ضرورت کے بغیر دوران طواف کوئی گفتگو نہ کرے۔

☆ اگر طواف کے پہلے تین چکروں میں رَمل کرنا بھول گیا۔ اب آخری چار چکروں میں رَمل نہ کرے کیونکہ آخری چار چکروں میں رَمل نہ کرنا سنت ہے۔

☆ طواف میں بلند آواز سے دعائیں نہ پڑھے تاکہ دوسرے طواف کرنے والے پریشان نہ ہوں۔

☆ طواف کے بعد دو رکعت نماز واجب ہے۔ یہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھنا افضل ہے تاہم اگر جگہ نہ ملے تو مسجد میں کہیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

☆ عورت مردوں میں یا مرد عورتوں میں کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھیں۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔

رَمل حالت احرام میں طواف کے پہلے تین چکروں میں پہلوانوں کی طرح کندھے ہلا ہلا کر اور چھوٹے قدم رکھ کر چلنا رمل کہلاتا ہے۔ یہ عمل سنت ہے۔

☆ ویسے تو دوران حج زائر کے لباس و انداز سے عاجزی اور انکساری جھلکنی چاہیے مگر عجز و نیاز کے ساتھ رمل کا یہ اچھوتا انداز اسوۂ رسول ﷺ کی نرالی شان کا پتہ دیتا ہے۔

استلام حجر اسود کو بوسہ دینا، ہاتھ سے چھو کر یا اشارہ کر کے چوم لینا استلام کہلاتا ہے۔ رکن یمانی کو دایاں ہاتھ لگا کر استلام کرنا بھی مسنون ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے مشکل اور سہولت کی حالت میں ان دونوں حجر اسود رکن یمانی کا استلام ترک نہیں کیا، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۶۰۵)

اضطباع طواف شروع کرتے وقت احرام کی چادر داہنی بغل کے نیچے سے گزار کر بائیں کندھے پر ڈالنا تاکہ دایاں کندھا ننگا ہو جائے اضطباع کہلاتا ہے۔ یہ عمل صرف دوران طواف کرنا چاہیے۔ طواف کے بعد کندھا ڈھانپ کر نماز ادا کریں۔

صفا و مروہ کی سعی صفا و مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ سعی کوہ صفا سے شروع ہو کر مروہ پر اختتام پذیر ہوتی ہے۔ سعی کرتے ہوئے میلین اخضرین (سبز ستونوں) کے درمیان ہلکے انداز میں دوڑنا مسنون ہے۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام پانی کی تلاش میں دونوں پہاڑیوں کے درمیان اس نشیبی جگہ قدرے تیز چل کر گزری تھیں۔ سیدہ ہاجرہ علیہا السلام کی اس بے تابانہ دوڑ کو اللہ تعالیٰ نے سعی کی شکل میں رہتی دنیا تک حج بیت اللہ کا حصہ بنا دیا۔

☆ میلین اخضرین کے درمیان دوڑ کر چلیں! مگر صفا سے اپنی رفتار سے اتریں اور مروہ تک اپنی چال سے چڑھیں۔ اور عورتوں کو دوڑنا نہیں چاہیے۔

حج کے فرائض

حج کے تین فرائض ہیں:

(۱) احرام کے وقت حج کی دل سے نیت کرنا اور تلبیہ پڑھنا۔

(۲) وقوف عرفات یعنی ۹ ذی الحج کو زوال آفتاب کے وقت سے لیکر ۱۰ ذی الحج کی صبح صادق تک میدان عرفات میں کسی وقت بھی ٹھہرنا اگرچہ ٹھہرنا چند منٹ کیلئے ہو۔

(۳) طواف زیارت جو دسویں ذوالحج کی صبح سے لے کر ۱۲ ذوالحج تک کیا جاتا ہے۔

☆ ان تینوں فرائض میں سے ایک فرض بھی چھوٹ گیا تو حج نہیں ہوگا اور اسکی تلافی قربانی وغیرہ سے بھی نہیں ہوگی۔

☆ ان فرائض کو ترتیب وار ادا کرنا اور ہر فرض کو اس کے مقررہ وقت اور مقام پر کرنا بھی واجب ہے۔

☆ حج کا احرام باندھنے یعنی حج کی نیت سے تلبیہ کہنے سے لے کر وقوف عرفات تک جماع کا ترک کرنا بھی واجب بلکہ فرائض کے ساتھ ملحق ہے۔

ارکانِ حج

ارکانِ حج دو ہیں: (۱) وقوف عرفہ (۲) طوافِ زیارت

وقوف عرفہ رکن اعظم ہے جس کے بغیر حج متصور ہی نہیں اور طواف زیارت کے بغیر بیوی حلال نہیں ہوتی۔

☆ اگر مذکورہ فرائض وارکان میں سے کوئی ایک بھی رہ گیا تو حج نہیں ہوتا اور نہ ہی دَم دینے سے اس کی تلافی ہوتی ہے۔

واجبات حج

(۱) صفا و مروہ کی سعی کرنا اور سعی کو صفا سے شروع کرنا۔ اگر مروہ سے شروع کی تو پہلا پھیرا شمار نہیں ہوگا۔ اگر عذر نہ ہو تو سعی پیدل کرے ورنہ دَم لازم آئے گا۔

(۲) غروب آفتاب تک میدان عرفات میں ٹھہرنا۔

(۳) رات مزدلفہ میں قیام کرنا اور مغرب وعشاء مزدلفہ میں ادا کرنا۔

(۴) رمی جمار کرنا یعنی مقررہ مقامات اور اوقات میں جمروں (شیطانوں) کو کنکریاں مارنا

(۵) حج قران اور تمتع والے کا (ھدی) قربانی کرنا۔

(۶) حلق یا قصر یعنی سر منڈوانا یا بال کٹوانا۔ (۷) آفاقی کے لئے طواف وداع کرنا

☆ واجبات میں اگر کوئی واجب رہ جائے تو دَم یعنی ایک بکری وغیرہ ذبح کرنے سے تلافی ہوجاتی ہے۔ جس طرح نماز کا واجب چھوٹ جائے تو سجدہ سہو سے تلافی ہوجاتی ہے۔

حج کی سنتیں

(۱) آفاقی مفرد اور قارن کے لئے طواف قدوم کرنا۔

(۲) طوافِ قدوم میں رمل کرنا اگر اس میں رمل نہ کیا تو طوافِ وداع میں کرے۔

(۳) امام کا تین مقامات پر خطبہ پڑھنا سات ذوالحج کو مکہ مکرمہ میں نو ذوالحج کو میدانِ عرفات میں نماز ظہر وعصر سے قبل اور گیارہ ذوالحج کو منیٰ میں۔

(۴) نو ذوالحج کی رات میدان منیٰ میں رہنا۔

(۵) ۹ ذوالحج کی صبح سورج طلوع ہونے کے بعد منیٰ سے عرفات کی طرف روانہ ہونا۔

(۶) عرفات سے مزدلفہ کی طرف امام کے روانہ ہونے کے بعد روانہ ہونا۔

(۷) عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں پوری رات ٹھہرنا۔

(۸) عرفات میں غسل کرنا۔

(۹) ایام منیٰ میں راتیں منیٰ میں گزارنا۔

(۱۰) منیٰ سے مکہ مکرمہ واپس آتے ہوئے محصب میں ٹھہرنا اگرچہ چند لمحے ٹھہرے۔

☆ حج کی سنتوں میں سے قصداً کوئی سنت ترک کرنا بہت برا ہے لیکن خدانخواستہ رہ جائے تو دَم لازم نہیں، حج ہوجاتا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

عمرہ میں کرنے والے کام

۱	احرام عمرہ	شرط
۲	طواف	رکن
۳	سعی	واجب
۴	سر منڈانا یا کتروانا	واجب
۵	اضطباع پورے سات چکروں میں کرنا	سنت
۶	رَمل صرف پہلے تین چکروں میں کرنا	سنت
۷	دوران طواف سینہ یا پشت کعبہ کی طرف نہ کرنا	سنت
۸	طواف کی نیت کرنا	شرط
۹	بوقت شروع استقبال کرنا	سنت
۱۰	طواف کے ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرنا	سنت
۱۱	سعی میں سبز بتیوں کے درمیان دوڑنا	سنت
۱۲	عمرہ اور حج کے احراموں میں نیت اور تلبیہ پڑھنا	فرض
۱۳	ہر طواف کی ابتداء حجر اسود کے محاذ کالی پٹی سے کرنا	واجب
۱۴	حطیم کے باہر سے طواف کرنا	واجب

حج میں کرنے والے کام

۱	احرام	شرط
۲	طواف قدوم	سنت
۳	وقوف عرفہ	رکن
۴	وقوف مزدلفہ	واجب
۵	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۶	قربانی	واجب
۷	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۸	طواف زیارت	رکن
۹	سعی	واجب
۱۰	رمی جمار	واجب
۱۱	طواف وداع	واجب
۱۲	ہر طواف کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا	واجب
۱۳	حجر اسود کا بوسہ لینے کیلئے دھکے دینا	حرام
۱۴	خواتین کا مردوں کی بھیڑ میں جانا	حرام

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حج قران میں کرنے والے کام

۱	احرام حج وعمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	طواف قدوم معہ رمل	سنت
۵	سعی حج	واجب
۶	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	رمی جمار	واجب
۱۳	طواف وداع	واجب
۱۴	طواف زیارت دس گیارہ یا بارہ کو کرنا	واجب

حج تمتع میں کرنے والے کام

۱	احرام عمرہ	شرط
۲	طواف عمرہ	رکن
۳	سعی عمرہ	واجب
۴	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۵	آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھنا	شرط
۶	وقوف عرفہ	رکن
۷	وقوف مزدلفہ	واجب
۸	رمی جمرہ عقبہ	واجب
۹	قربانی	واجب
۱۰	سر منڈانا یا بال کتروانا	واجب
۱۱	طواف زیارت	رکن
۱۲	سعی حج	واجب
۱۳	رمی جمار	واجب
۱۴	طواف وداع	واجب

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حج وعمرہ کی چند ضروری اصطلاحات

اشہر الحج حج کے مہینے۔ ان سے مراد شوال، ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس ایام ہیں۔ حج کیلئے احرام ان ہی مہینوں میں باندھا جاتا ہے۔ ان سے پہلے نہیں۔

ایام تشریق جن ایام میں تکبیرات تشریق پڑھی جاتی ہیں، نو (۹) ذی الحج کی نماز فجر سے لیکر تیرہ (۱۳) ذی الحج کی عصر تک۔

یوم الترویہ آٹھ ذوالحج کا دن جب مناسک حج شروع ہوجاتے ہیں، حجاج کرام منیٰ میں آجاتے ہیں۔

یوم عرفہ ۹ ذی الحج، جس دن عرفات میں حج ہوتا ہے یوم عرفہ کہلاتا ہے۔

یوم نحر ۱۰ ذوالحج جس دن قربانی کی جاتی ہے گیارہ اور بارہ ذی الحج بھی ایام نحر ہیں۔ بارہ کی عصر تک قربانی ہوسکتی ہے۔

رمی کرنا جمرات کو کنکریاں مارنا "رمی" کہلاتا ہے۔

ھدی اس سے مراد وہ جانور ہوتا ہے جو حاجی قربانی کیلئے اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔

حلق یا قصر حلق سر منڈوانے کو اور قصر بال کتروانے کو کہتے ہیں۔ اگر بال اتنے بڑے ہوں کہ انگلی کی پور کے برابر کاٹے جاسکتے ہیں تو کٹوا سکتا ہے اگر اس سے چھوٹے ہوں تو استرے سے حلق کروانا ہی واجب ہوگا ویسے بھی حلق کروانا قصر کروانے سے زیادہ افضل ہے۔

جنایت دوران حج یا عمرہ ہونے والی اس غلطی کو جنایت کہا جاتا ہے جس کے سرزد ہونے پر شرعاً کفارہ و جرمانہ عائد کیا گیا ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

کعبہ شریف اوراس کے ارکان حرم کعبہ کے چاروں کونوں کو چار ارکان کہا جاتا ہے۔

(ا) حجر اسود کعبہ کے جنوب مشرقی کونہ میں ایک سیاہ پتھر نصب ہے جس کے اردگرد چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے۔ حدیث پاک ہے کہ حجر اسود جنت سے اُترا۔ یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔ (ترمذی حدیث نمبر ۸۷۷)

☆ ایک اور روایت میں ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: حجر اسود اور مقام ابراہیم دونوں جنت کے یاقوت ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا نور بجھا دیا ورنہ یہ مشرق و مغرب کو روشن کر دیتے۔
(ترمذی حدیث نمبر ۸۷۸)

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا: ''خدا کی قسم میں جانتا ہوں تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے نہ نفع۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۵۰۴، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۴۳)

رکن یمانی بیت اللہ شریف کا جنوب مغربی کونہ ہے جو کہ یمن کی سمت واقع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکن یمانی پر ستّر فرشتے مقرر ہیں جو کوئی وہاں یہ دعا کرے تو اس دعا پر وہ ستّر فرشتے آمین کہتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۵۷)

''اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت کی عافیت کا سوال کرتا ہوں، اے ہمارے رب تو ہم کو دنیا و آخرت کی سب بھلائیاں عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔''

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حطیم حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب کعبہ تعمیر کیا تو مستطیل نما تھا۔ قریش مکہ نے اسے از سر نو تعمیر کیا تو رقم کی کمی کے باعث عمارت کو چھوٹا کر دیا۔ جو جگہ باقی بچی اس کی نشاندہی کے لئے چھوٹی دیوار بنادی تا کہ طواف کرنے والا اصل عمارت کے باہر سے طواف کرے۔

ملتزم حجر اسود سے لے کر باب کعبہ تک درمیانی حصہ ملتزم کہلاتا ہے۔ اس جگہ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے اس انداز سے چمٹ کر اور رو رو کر امت کے لئے دعا مانگی تھی کہ دونوں ہاتھ پھیلا کر دیوار کے ساتھ لگا رکھے تھے، رخسار انور اور سینہ مبارک بھی دیوار قبلہ کے ساتھ لگا رکھا تھا۔ یہاں اسی انداز سے چمٹ کر اور رو رو کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۹۶۲)

☆ حالت احرام میں ملتزم سے ہرگز نہ چمٹیں کیونکہ آج کل وہاں عموماً خوشبو لگی ہوتی ہے۔ حالت احرام میں اگر آپ کے بدن یا کپڑوں کو خوشبو لگ گئی تو جنایت لازم ہو گی اس لئے احرام کھولنے کے بعد اس سنت پر عمل کریں۔

مقام ابراہیم تعمیر کعبہ کے دوران جب دیواریں بلند ہوئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کو جاری رکھا۔ پتھر حسب ضرورت خود بخود آگے بھی بڑھتا جاتا اور اونچا بھی ہوتا جاتا۔ اس کا سنگلاخ سینہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں تلے موم کی طرح نرم ہو گیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مبارک قدم اس میں کئی انچ گہرائی تک دھنس گئے۔ یہ پتھر حرم کعبہ کے دروازے سے کچھ فاصلہ پر ایک سنہری قُبّہ میں جس کے گرد شیشہ لگا ہوا ہے، نصب ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرة:۱۲۵)

"یعنی ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ (جائے نماز) بنالو۔"
یوں گویا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقام قدم کو سجدہ گاہ اہل ایمان بنا دیا ہے۔

بئر زم زم جب سیدہ ہاجرہ علیہا السلام اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لٹا کر پانی کی تلاش میں صفا، مروہ کی جانب تشریف لے گئیں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں کے پاس چشمہ جاری فرما دیا۔ جب پانی پھیلنے لگا تو سیدہ ہاجرہ علیہا السلام نے اس چشمے کے گرد ریت کی دیوار بناتے ہوئے فرمایا: "زم، زم" (یعنی ٹھہر جا، ٹھہر جا) چنانچہ اس کا نام ہی زم زم ہو گیا۔ یہ پانی بہت ہی فضیلت والا ہے۔ حدیث پاک میں ہے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا: مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ۔ یعنی زم زم کا پانی اس مقصد کیلئے ہے جس کیلئے اسے پیا جائے۔

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۶۲)

صفا، مروہ حرم کعبہ کے سامنے دو پہاڑیاں جن کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔ اب پہاڑیوں کے چھوٹے چھوٹے نشان رہ گئے ہیں۔ باقی سب جگہ فرش لگا دیا گیا ہے۔

حج کے مقامات مقدسہ

منیٰ مکہ مکرمہ سے تقریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر اُس وادی کا نام جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو رضائے الٰہی کی خاطر ذبح کرنے لے گئے تھے۔ حجاج کرام اسی میدان میں قیام کرتے ہیں۔

جمرات وادی منیٰ کے تین مقامات جہاں سنت ابراہیمی علیہ السلام ادا کرتے ہوئے میرے آقا و مولا حضرت اقدس ﷺ نے کنکریاں مار کر اپنی امت کیلئے یہ عمل لازم قرار دے دیا۔

عرفات منیٰ سے تقریباً گیارہ کلومیٹر دور وہ مقام جہاں نو(۹) ذی الحج کو وقوف کیا جاتا ہے یہی وقوف عرفہ حج کا رکن اعظم ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا۔ عرفات کی مسجد کا نام ''نمرہ'' ہے

جبل رحمت میدان عرفات کا وہ بابرکت پہاڑ جس کے دامن میں حضور سید عالم ﷺ نے وقوف فرمایا اور تاریخی خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا تھا۔

مزدلفہ منیٰ سے عرفات کی طرف قریباً پانچ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ایک وادی ہے۔ نو ذوالحج کی شام میدان عرفات سے واپسی پر مغرب وعشا کی نمازیں اسی میدان میں اکٹھی ادا کی جاتی ہیں اور رات اسی جگہ بسر کی جاتی ہے۔ اس وادی کی مسجد کا نام ''مشعر الحرام'' ہے۔

بطن نمرہ میدان عرفات سے متصل وہ میدان جو کہ عرفات میں شامل نہیں اس لئے اس میں حج کا وقوف درست نہیں ہے۔

وادی محسّر منیٰ اور مزدلفہ کے درمیان وہ وادی جہاں اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کے ذریعہ ابرہہ کا لشکر ہلاک کیا تھا۔ یہاں سے تیزی کے ساتھ گزرنا چاہیے کیونکہ اسی مقام پر عذاب الٰہی اترا تھا

☆ جب تک مکہ مکرمہ میں موجود ہیں نماز پنجگانہ باجماعت ادا کریں اور زیادہ سے زیادہ قضا نمازیں ادا کریں۔

☆ مسجد حرام میں ہوں تو زیادہ سے زیادہ طواف کریں اس جگہ یہی سب سے بڑی عبادت ہے ایک حدیث پاک میں ہے۔ کعبۃ اللہ پر ہر وقت ایک سو چوبیس رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ ان میں سے ساٹھ رحمتیں طواف کرنے والوں پر نازل ہوتی ہیں۔ (المعجم الکبیر: ۱۱۲۴۸)

☆ اگر آپ مسجد نبوی میں ہوں تو زیادہ سے زیادہ درود پاک پڑھیں۔

☆ اگر آپ مکہ مکرمہ میں ہوں تو جس قدر ہو سکے عمرے بھی کریں تاہم ایک بات ضرور ذہن نشین رکھیں کہ زیادہ عمروں کے مقابلہ میں زیادہ طواف کرنا افضل واعلیٰ ہے۔

☆ طواف میں باوضو ہونا ضروری ہے۔ اگر دوران طواف وضو ٹوٹ جائے تو اگر آپ پہلے چار چکر پورے کر چکے ہیں تو وضو کے بعد بقیہ طواف پورا کر سکتے ہیں ورنہ از سرنو شروع کریں۔

☆ حرم میں ہر قسم کے گناہ سے خود کو بچا کر رکھیں۔ یاد رکھیئے یہاں نیکی کا ثواب زیادہ ہے تو گناہ پر بھی زیادہ گرفت کا خطرہ ہے۔

☆ جب بھی موقع ملے حجر اسود کو چومیں لیکن دھکم پیل سے بچیں۔ ہو سکے تو متبرک مقامات مثلاً مقام ابراہیم، حطیم اور میزاب رحمت کے نیچے نوافل ادا کریں۔

☆ اگر آپ مدینہ طیبہ میں ہوں تو مواجہہ شریف کے سامنے حاضر ہو کر خوب درود و سلام کے نذرانے پیش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہیں بارگاہِ رسالت میں شفاعت کے لئے عرض کریں۔

☆ ہو سکے تو محراب النبی ﷺ، ریاض الجنۃ، صُفّہ اور محراب تہجد میں نوافل ادا کریں اور مقامات مکرمہ کی زیارات کریں اور نوافل بھی پڑھیں۔

☆ اہل حرمین شریفین میں سے اگر کوئی آپ کے ساتھ زیادتی کرے تو اسے کھلے دل سے معاف کر دیں مگر خود کسی سے زیادتی نہ کریں۔ اہل عرب سے اس بنا پر محبت کریں کہ یہ ہمارے آقا و مولا ﷺ کے دیس سے تعلق رکھتے ہیں۔

تبرکات حرم

☆ حدود حرم میں کسی درخت کو نقصان پہنچانا، اذخر کے سوا کوئی دوسری گھاس کاٹنا۔ سرزمین حرم کو کسی قسم کا نقصان پہنچانا سب حرام ہے۔

☆ جو غلاف حرم کعبہ پر چڑھا ہوا ہو اس کے دھاگے کھینچنا، اس کا ٹکڑا کاٹنا اسے کسی قسم کا نقصان پہنچانا حرام ہے۔

☆ کعبۃ اللہ پر لگی خوشبو اپنے ہاتھوں یا کپڑوں وغیرہ سے صاف کرنا جائز نہیں۔ اگر کوئی بطور تبرک خوشبو حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ خود غلاف کعبہ یا دیوار کو خوشبو لگائے پھر اپنی ہی لگائی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ہوئی خوشبو کو کپڑے وغیرہ سے صاف کرلے۔کسی دوسرے شخص کی لگائی ہوئی خوشبو کو صاف کرنے کی اجازت نہیں۔حرم کعبہ کی دیوار کے کسی پتھر کا کھرچنا توڑنا یا علیحدہ کرنا بھی جائز نہیں۔ان چیزوں کا خدام کعبہ سے خریدنا بھی جائز نہیں۔

☆ اپنا کوئی کپڑا یا تسبیح وغیرہ حرم کعبہ کی دیوار یا غلاف سے مس کرکے تبرک بنانا جائز ہے۔

☆ آب زمزم کا اپنے گھر لانا اور بطور تحفہ پیش کرنا سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔جس طرح حرم کعبہ کی زیارت کرنا ثواب ہے اسی طرح آب زمزم کی زیارت کرنا بھی ثواب ہے۔

☆ آب زمزم سے کوئی ناپاکی دور کرنا، غسل کرنا یا کپڑے وغیرہ دھونا جائز نہیں ہے البتہ بطور تبرک بدن پر مَل سکتا ہے۔

☆ آب زمزم کی خرید وفروخت جائز ہے البتہ اسے تحفہ میں دینا سنت ہے۔اس میں کپڑا بھگوکر سکھالینا بھی جائز ہے۔

قربانی کی اہمیت اور احکام

مذہبی زندگی کا عنوان ایک لفظ میں درکار ہو تو ''قربانی'' کے علاوہ کوئی اور لفظ نہیں ہوسکتا۔قربانی اپنے عام اور وسیع تصور میں مذہب کی حقیقت شناخت مہیا کرتی ہے۔

قربانی دیگر مذاہب میں قربانی ابتدائے انسانیت ہی سے مذہبی شعور کی پہچان بن گئی تھی۔ ہر دور، ہر علاقے اور ہر قوم ومذہب میں قربانی پر بطور ایک مذہبی رسم کے عمل ہوتا رہا۔تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ مختلف ادوار میں اناج سے لے کر انسانی جان تک ہر چیز کی قربانی دی جاتی رہی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف (religion) کے مقالہ نگار کے الفاظ میں:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

"Everything which has a value for human beings can be the material of sacrifice; the value may be symolicand not necessarily inherent."

یعنی ہر وہ چیز جو انسانی زندگی کے لئے حقیقی یا علامتی کسی طور اہمیت رکھتی ہو، قربانی میں پیش کی جاسکتی تھی۔

قربانی ایک باقاعدہ مذہبی رسم کے طور پر اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی تھی۔ اس کیلئے خاص مقامات اور اوقات مقرر تھے۔ چند خاص دُعائیں، رسمیں اور اعمال انجام دیئے جاتے تھے۔ اور اسی بناء پر قربانی کو بے پناہ اہمیت اور تقدس حاصل تھا۔

اسلام میں قربانی کا تصور اسلام دنیا کا آخری مذہب ہے اور اس کی تمام تعلیمات تکمیلی شان رکھتی ہیں، اس اعتبار سے اسلام میں قربانی کا تصور بھی انتہائی پاکیزہ، مقدس اور نکھرا ہوا ہے۔

''حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا تو ہمارے لئے ان قربانیوں میں کیا (اجر) ہے؟ فرمایا! ذبیحہ کے ہر بال کے بدلے ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا (بھیڑ کی) اون کے بارے میں بھی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرمایا: اون کے ہر بال کے عوض تمہارے لئے نیکی ہے۔'' (مسند احمد: ۱۹۲۸۳، ابن ماجہ: ۳۱۲۷)

قربانی دراصل اہل ایمان کی طرف سے بارگاہ الٰہی میں ''نذرانہ'' ہے۔ اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ ایام نحر میں اللہ تعالیٰ کے ہاں احراق دَم (خون بہانے) سے بڑھ کر کوئی صدقہ، خیرات یا کسی قسم کی نیکی محبوب نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ، شرح السنۃ للبغوی ۱۱۲۴)

ان ایام میں خدا تعالیٰ کو احراق دَم ہی مطلوب ہے اور یہی عمل مقبول ہوگا۔ لہٰذا کوئی شخص قربانی میں دس ہزار روپے کا دنبہ ذبح کرنے کی بجائے اگر کروڑوں روپے یا لاتعداد ہی رقم بھی انتہائی خلوص سے صدقہ کردے تو ارشادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے نہ صرف یہ کہ اس آدمی کا ثواب کم ہوگا

بلکہ یہ کروڑوں روپے صدقہ کرنے والا صاحب استطاعت شخص ترک واجب کا مرتکب اور گناہ گار ہوگا۔ اگر کوئی شخص اہراق دَم کے بغیر یا اس کے بدلے نقد صدقہ وخیرات کے ذریعے قربانی کا مقصد ورثواب حاصل کرنا چاہے یا اس کی ترغیب دے تو یہ صرف دھوکہ، اس کے سوا کچھ نہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنی من گھڑت دینی زندگی یا خودساختہ اعمالِ شریعت کا ہرگز کوئی جواز واختیار نہیں رکھتے۔

قربانی کے مقاصد قربانی اگرچہ ایک مذہبی اور سماجی رسم کے طور پر دُنیا کی ہر قوم اور ہر عہد میں رائج رہی لیکن عہد قدیم میں قربانی کے مقاصد انتہائی پست اور گھٹیا تھے۔ اسلام میں قربانی کے مقاصد بہت اعلیٰ اور پاکیزہ ہیں۔

(۱) تکمیل عبدیت انسانی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔ جیسا کہ اس

ارشاد باری تعالیٰ: وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ (ذاریات:۵۶)

''یعنی میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے''۔

سے واضح ہوتا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور قربانی سبھی اظہارِ عبدیت کی مختلف صورتیں ہیں۔ لیکن قربانی ایک ایسا عمل ہے جو اپنی حقیقت وروح کے اعتبار سے تکمیل عبدیت کا ذریعہ ہے۔

قربانی محض جانور کو لٹا کر ذبح کر دینے اور گوشت کھا لینے یا تقسیم کر دینے کا نام نہیں بلکہ اس کی حقیقت سراسر اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا ہے۔ یہ جانور کی قربانی محض اس کا عکس و پر تو ہے۔ یوں بلاشبہ قربانی کا مقصد انسان کے جذبہ غلامی کا اظہار اور نسبت عبدیت کی تکمیل ہے۔

(۲) اظہار شکر ہر نعمت پر خدا کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔ شکر دل سے بھی ادا ہوتا ہے، زبان سے بھی اور عمل سے بھی۔ قربانی کی حقیقت تسلیم جان ہے اور یہی دراصل نعمتِ حیات کا

حقیقی شکر ہے کہ جس ذات نے انسان کو زندگی اور وجود کی اعلیٰ نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، یہ زندگی مکمل طور پر اس کے سپرد کر دی جائے اور اسی کے نام پر قربان کر دی جائے۔ چنانچہ علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع میں قربانی کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

الاضحیة یجب علی الغنی دون الفقیر شکر النعمة الحیاة (البدائع والصنائع)

''یعنی قربانی دولت مند پر واجب ہے فقیر پر نہیں، اس کا وجوب نعمت زندگی کا شکر ادا کرنے کیلئے ہے۔''

(۳) کفارہ خطا انسان خطاء کا پتلا ہے۔ قدم قدم پر لغزشیں، گناہ اور جرائم اس سے سرزد ہوتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے تلافی کی بے شمار صورتیں رکھی ہیں۔ پس گناہوں پر ندامت، استغفار اور توبہ کے علاوہ نیکیوں کو گناہوں کا کفارہ بنا دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا:

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ (ھود: ۱۱۴)

''یعنی بلاشبہ نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔''

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، جہاد، ذکر و تلاوت، حسنِ معاملہ، خوش اخلاقی، الغرض ہر نیکی بہت سے گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔ قربانی اسلام کی انتہائی مقدس اور اہم عبادت ہے۔ اس کی فضیلت اور اجر لامحدود ہے۔ اس کی برکات بے شمار ہیں۔ قربانی کرنے والے کیلئے گناہوں کے کفارہ اور خطاؤں کی معافی کا درجہ رکھتی ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا سے فرمایا:

یا فاطمه سلام الله علیها قومی فاشهدی ضحیتك فانه یغفرلك باول قطرة تقطر من دمها مغفرة لکل ذنب. (الترغیب والترہیب، السنن الکبریٰ ۱۰۲۲۵)

''یعنی اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! اور اپنی قربانی ادا ہوتے دیکھو کہ بے شک اس جانور کے خون کا پہلا قطرہ بہتے ہی قربانی کرنے والے شخص کا ہر (صغیرہ) گناہ بخش دیا جاتا ہے۔''

نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے واضح ہے کہ اسلام میں قربانی کرنے کا ایک مقصد گناہوں کا کفارہ اور خطاؤں کی تلافی ہے۔ اور بلاشبہ یہ بہت عظیم مقصد ہے۔

(۴) معاشرتی فلاح قربانی میں سماجی فلاح و بہبود کا عنصر بھرپور انداز سے موجود ہے۔

یہ ایک مالی عبادت ہے جس کی اٹھان خالص ایثار و انفاق کے شرعی اصولوں پر ہوئی ہے۔ قرآن حکیم میں قربانی کا گوشت خود کھانے اور فقراء و مساکین پر صدقہ کرنے کا واضح حکم دیا گیا ہے۔فرمایا:

فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (حج:۲۸)

اسی طرح حضور ﷺ نے قربانی کا گوشت خود کھانے، بچا لینے اور صدقہ کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔اس طرح یہ قربانی معاشرتی ہمدردی و غمگساری کے پاکیزہ جذبات کو فروغ دینے اور سماجی روابط استوار کرنے میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔

قربانی کی شرعی حیثیت

اسلام میں قربانی کا حکم کتاب اللہ، حدیث رسول ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ایک حدیث پاک میں ہے:

ما عمل بن آدم من یوم النحر، احب الی اللہ من احراق الدم

(شرح السنۃ، مشکوۃ المصابیح)

”یعنی نحر کے دن تمام اعمال سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن آدم کا محبوب ترین عمل خون بہانا ہے۔“

قدرت و استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے شخص پر سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا (سنن ابن ماجہ:۳۱۲۳)

”یعنی جو صاحب حیثیت ہو اور قربانی نہ کرے، پس وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔“

اس حدیث پاک میں استطاعت کے باوجود قربانی نہ کرنے والے شخص پر کس قدر غضب اور ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے عمل مبارک اور ارشاداتِ طیبہ کی اتباع کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ قربانی کونہایت اہتمام اور تاکید کے ساتھ ادا کرنے اور رواج دینے کی کوشش کی اور ان کے بعد تابعین، اتباع تابعین اور تمام مسلمان ہمیشہ اس کا اہتمام کرتے رہے۔امام محمد بن سیرین روایت کرتے ہیں:

سالت ابن عمر عن الضحایا اواجبة هی؟ قال ضحی رسول اللہ ﷺ والمسلمون من بعده وجرت به السنة۔ (جامع الترمذی:۱۵۰۶، سنن ابن ماجہ:۳۱۲۴)

”یعنی میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا قربانی واجب ہے؟ انہوں نے فرمایا حضور اکرم ﷺ نے قربانی کی، آپ کے بعد مسلمانوں نے قربانی کی اور یوں قربانی کی سنت مسلمانوں میں جاری رہی۔“

مالکی اور حنبلی علماء نے قربانی کو اس قدر اہم اور لازم قرار دیا ہے کہ وہ کہتے ہیں اگر کسی شخص کے پاس قربانی کی استطاعت نہ ہو تو وہ قرض لے کر قربانی کرے یا اپنی ضرورت کی چیزیں بیچ کر قربانی کا جانور خریدے۔ چنانچہ علامہ ابن الحاج رقمطراز ہیں:

قد قال بعض العلماء فیمن لم یکن شیئ یضحی به انه ان کان له ثوبان احدهما یکفیه باع الثانی واشتری به الاضحیة۔ وان لم یکن له نضلة تداین لیحصل هذه القریة العظیمة۔ (المدخل لابن الحاج الموسم الاوّل عید الاضحیٰ، جلد اوّل ص ۲۸۴، مطبوعہ دار التراث، مصر)

”یعنی بعض علماء نے کہا ہے کہ ایسا شخص جو قربانی کی سکت نہ رکھتا ہو اگر اس کا کل اثاثہ دو کپڑوں پر مشتمل ہو اور اس کا جسم ڈھانپنے کیلئے ایک کپڑا کافی ہو تو اسے چاہیے کہ دوسرا کپڑا فروخت کر کے قربانی کا جانور خرید لے اور اگر اس کے پاس اتنا کچھ بھی نہ ہو تو قرض لے کر قربانی کی عظیم سعادت سے بہرہ ور ہونے کا اہتمام کر لے۔“

اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ فقہائے اسلام کے نزدیک قربانی کی اہمیت اور مقام کس قدر بلند ہے اور اس سے محروم رہنا کتنی بڑی بدنصیبی ہے۔

اہلیت قربانی کرنا ہر شخص پر واجب نہیں، بلکہ اس کیلئے اہلیت ضروری ہے۔ قربانی کی اہلیت حسب ذیل شرائط پر موقوف ہے:

(۱) جو شخص ایام قربانی کے اندر اسلام قبول کر لے اور قربانی کرنے کیلئے وقت اور مالی استطاعت رکھتا ہو تو اس پر قربانی لازم ہے۔

(۲) قربانی بنیادی طور پر ایک مالی فریضہ ہے اور اس لئے مال کا ایک معین نصاب پورا ہونے پر بچے اور ناسمجھ پر بھی لاگو ہو جاتا ہے۔

(۳) مسافر پر قربانی واجب نہیں خواہ وہ صاحبِ نصاب ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) قربانی صرف باحیثیت افراد پر واجب ہے، غریب لوگوں پر لازم نہیں ہے۔ مالی استطاعت کی شرعی حد نصاب کہلاتی ہے۔

(۵) اگر صاحبِ نصاب مقروض ہو، بایں طور پر ادائے قرض کے بعد اس کے پاس نصاب کی شرعی حد پوری نہ ہو تو اس پر قربانی لازم نہیں ہے۔ وجہ یہ ہے کہ مقروض پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور قربانی محض واجب ہونے کے ناطے فرض سے کم تر حکم ہے۔

(۶) قربانی ایک شخصی اور انفرادی فریضہ ہے۔ اس لئے مشترک خاندانی نظام میں اگر کُل جائیداد کے اندر خاندان کے ہر شخص کا حصہ بقدر نصاب بنتا ہو تو ہر ایک پر الگ قربانی واجب ہو گی۔ اسی طرح شرکاء کاروبار کا مال مشترک اگر ہر شریک کے حصے میں بقدرِ نصاب آتا ہو تو ہر ایک پر الگ قربانی عائد ہو گی جیسا کہ ہر فرض عبادت الگ الگ عائد ہوتی ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص جو صاحب نصاب نہ ہو مگر حصولِ ثواب کیلئے بطور نفل قربانی کرنے کے ارادہ سے جانور خرید لے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ لیکن اگر جانور پہلے سے موجود تھا یا خریدنے کے بعد قربانی کی نیت کی تو اس صورت میں قربانی واجب نہ ہو گی۔

(۸) اسی طرح اگر کوئی شخص خواہ صاحبِ نصاب ہو یا نہ ہو، قربانی کی نذر مان لے تو اس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کیلئے کسی عمل کی نذر مان لینے سے وہ عمل شرعاً واجب ہو جاتا ہے۔

نصاب (۱) صاحبِ حیثیت وہ شخص ہے جو اپنے مسکن، لباس اور ضروریاتِ زندگی سے فاضل حد نصاب یا اتنی مالیت کی کسی شے کا مالک ہو۔ وجوب قربانی کیلئے نصابِ مالک کی حد وہی ہے جو صدقہ فطر کی ہے۔ یعنی دو سو درہم یا بیس دینار یا اس کے برابر مالیت کی کوئی جنس۔

(۲) وجوب قربانی کیلئے نصاب پر سال گزرنا شرط نہیں ہے، اگر ایامِ نحر کے آخری دن مال میسر آجائے تو قربانی واجب ہوگی۔

(۳) اگر کسی صاحب حیثیت شخص نے ایامِ نحر سے پہلے قربانی کا جانور خریدا مگر وہ قربانی کے دن سے پہلے ہی ضائع ہو گیا اور اب یہ شخص تنگدست ہو گیا تو اُس پر قربانی لازم نہ رہے گی۔

(۳) اگر مال نصاب میں سے زکوٰۃ ادا کر دی اور اس طرح مال حد نصاب سے کم ہو گیا تو قربانی ساقط ہوگی۔

(۴) ایک گھر میں جتنے افراد صاحبِ نصاب ہوں ان سب پر الگ الگ قربانی واجب ہوگی جیسا کہ ہر فرض عبادت جدا جدا ہر شخص پر عائد ہوتی ہے۔ قربانی کی حقیقت ''احراق دم'' یعنی خون بہانا ہے جس میں اشتراک ممکن نہیں، البتہ بڑے جانور (گائے، بھینس، اونٹ) میں سات افراد بطور حصہ دار شریک ہو سکتے ہیں۔

اوصاف جانور جانوروں میں صرف چند مخصوص انواع کی قربانی ہو سکتی ہے اور ان میں بھی عمر، صحت، عمدگی اور دیگر کئی قسم کے اوصاف و شرائط کی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ انسانی

جان کے بدلے میں پیش کی جانے والی چیز نہایت عمدہ، بہترین اور اعلیٰ اوصاف کی حامل ہونی چاہئے تاکہ انسان اس کی طرف رغبت و کشش رکھتا ہے۔ اور اُسے قربان کرتے وقت اپنے دل میں ایک خاص کسک اور جذبہ ایثار کالمس محسوس کرے۔

(۱) قربانی ہر جنس اور ہر قسم کے جانور کی نہیں ہوسکتی، بلکہ از روئے شرع صرف تین انواع کے جانوروں کی قربانی جائز ہے۔ ایک اُونٹ نر و مادہ، دوسرے گائے، بھینس نر و مادہ، تیسرے بھیڑ، بکری، دُنبہ وغیرہ نر و مادہ۔ ان کے علاوہ کسی اور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے۔

(۲) جانوروں کی مذکورہ بالا انواع میں کس جانور کی قربانی افضل ہے؟ اس بارے میں فقہاء کے اقوال مختلف ہیں۔ احناف کے نزدیک ایک بکری کی قربانی اونٹ یا گائے وغیرہ کی قربانی کے ساتویں حصہ سے افضل ہے جبکہ گوشت کی مقدار اور قیمت میں دونوں برابر ہوں۔ مینڈھا قربانی کیلئے بھیڑ سے بہتر ہے جبکہ قیمت دونوں کی یکساں ہو اور بکری بھیڑ سے افضل ہے۔ اُونٹ اور گائے وغیرہ میں مادہ نر سے افضل ہے جبکہ قیمتیں نر و مادہ کی یکساں ہوں۔

(بہار شریعت، ج ۳، ص ۳۴۰)

(۳) اُونٹ پانچ سال سے کم اور گائے بھینس دو سال سے کم ہو تو قربانی نہیں ہوسکتی۔ بکری ایک سال سے کم ہو تو قربانی درست نہیں۔ دُنبہ اور بھیڑ چھ ماہ یا زائد عمر کے اس قدر فربہ اور توانا ہوں کہ سال بھر والے جانور کے قدو قامت سے میل کھاتے ہوں تو ان کی قربانی جائز ہے۔

(۴) شریعتِ اسلامیہ نے لوگوں کی مالی استطاعت اور سہولت کے پیشِ نظر گنجائش رکھی ہے جو جانور بڑے جسم اور زیادہ گوشت والے ہیں جیسے گائے، بھینس اور اونٹ نر و مادہ، ان میں سات اشخاص شریک ہوسکتے ہیں۔

(۵) عیب دار جانور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ پیش کرنے کیلئے موزوں نہیں ہے۔

(الف) اندھا، کانا یا اس قدر لنگڑا جانور جو مقامِ ذبح تک چل کر نہ جا سکے، قربانی کیلیئے روا نہیں ہے۔

(ب) وہ جانور جس کی دُم، کان یا چکتی پیدائشی طور پر نہ ہو یا ایک تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے۔

(ج) جس جانور کا سینگ مغز تک ٹوٹا ہوا ہو اور جس کے اکثر دانت ٹوٹے ہوئے ہوں وہ بھی قربانی کے قابل نہیں ہے۔

(د) وہ جانور جو دُودھ دینا بند ہو گیا ہو یا بکری جس کا ایک تھن اور گائے بھینس جس کے دو تھن کٹے ہوئے ہوں اس کی قربانی صحیح نہیں ہے۔

(ہ) اتنا دُبلا جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو یا جو خارش سے دُبلا ہو گیا ہو قربانی کے لائق نہیں ہے۔

(و) خصی جانور کے بارے میں یہ گمان غلط ہے کہ اس کی قربانی نہیں ہوتی۔ بلکہ اگر گوشت کے لحاظ سے عمدہ اور قیمت کے لحاظ سے زیادہ ہو تو اس کی قربانی افضل ہے۔

قربانی کی حقیقت بارگاہِ الٰہی میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا ہے اور جانور انسانی جان کا بدل و عوض ہے، لہٰذا اس کو ایسا ہونا چاہیئے کہ عمدہ اور پیارا ہو۔ قرآن حکیم میں ایک جگہ انفاق فی سبیل اللہ کا معیار بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ (بقرہ:۲۶۷)

''یعنی راہِ خدا میں ایسا گھٹیا مال پیش کرنے کا ارادہ نہ کرو جو تم اپنے لئے لینا پسند نہیں کرتے۔''

اس آیت کریمہ سے قربانی کے جانور میں عمدگی اور نفاست کا معیار بھی متعین ہو گیا کہ جو سڑیل، گھٹیا اور دُبلا پتلا یا عیب دار جانور تم اپنے لئے بخوشی قبول نہیں کرتے وہ بارگاہِ خداوندی میں قربانی کے طور پر پیش نہ کرو۔ ایک حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ:

عظموا ضحایاکم فانها علی الصراط مطایاکم

(التلخیص الحبیر لابن قیم، ج ۴، ص ۱۴۱، ۳، العلمیۃ بیروت)

"یعنی اپنی قربانی کے جانور خوب توانا، فربہ اور عمدہ بناؤ۔ کیونکہ یہ پُل صراط پر تمہاری سواریاں ہونگی۔"

قربانی اور نیت نیت انسانی اعمال کیلئے روح اور جان کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے بغیر ظاہری اعمال محض بے روح جسم اور بے جان قالب سے بڑھ کر کچھ نہیں۔

ایسے تمام اعمال وعبادات جن میں بندے کی نیت منشائے ایزدی سے ہم آہنگ نہ ہوا، شرعاً باطل ورائیگاں اور بے ثمر ہی ٹھہرتے ہیں۔ اس بناء پر اسلام کے دیگر اعمال وعبادات کی طرح قربانی میں بھی نیت ہی کا بنیادی دخل ہے۔ قرآن حکیم میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمادیا گیا ہے کہ:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (حج:۳۷)

"اللہ کو ہرگز نہ انکے گوشت پہنچتے ہیں، نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔"

(۱) اگر صاحبِ نصاب شخص نے ایامِ نحر سے پہلے کوئی جانور خریدا اور اسے بطور نذر قربانی کیلئے متعین کرلیا تو اس پر دو قربانیاں لازم ہوں گی۔ ایک نذر کی قربانی اور دوسرے ایامِ نحر کی شرعی قربانی جو اس پر صاحبِ استطاعت ہونے کے باعث لاگو ہے۔

(۲) جس آدمی پر قربانی واجب ہے وہ اس قربانی کی نیت میں کسی اور شخص کو شامل نہیں کرسکتا کیونکہ واجب قربانی ایک ہی آدمی کی طرف سے ادا ہوسکتی ہے۔ البتہ بڑے جانوروں میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

(۳) بڑے جانور کی قربانی میں شریک تمام حصہ داروں کی نیت خالص رضا الٰہی کی ہونی چاہئے ورنہ کسی ایک بھی حصہ دار کی نیت فاسد ہوئی تو تمام شرکاء کی قربانی ضائع ہوجائے گی،

کیونکہ قربانی احراق دم کا نام ہے اور اس میں تفریق نہیں ہوسکتی۔

(۴) اسلام میں بعض اوقات ایک ہی عمل میں کئی اعمال کی نیت کی جاسکتی ہے اور اس طرح ایک عمل کو ادا کرنے سے متعدد نیکیوں کا ثواب حاصل ہوجاتا ہے۔ قربانی میں بھی اس کی گنجائش ہے۔ چنانچہ ایک ہی جانور کو قربانی اور عقیقہ کی دوگونہ نیت سے ذبح کرکے دوہرا اجر کمایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح قربانی اور سنتِ ولیمہ کی نیت سے ایک ہی جانور ذبح کرکے انسان دوگونہ سعادت سے بہرہ ور ہوسکتا ہے۔

مصارف قربانی قربانی چونکہ شرعی فریضہ ہے اس لئے قربانی میں ذبح کئے جانے والے جانور کا گوشت، خون اور چرم بھی شرعاً مقدس ومحترم اور ذریعہ اجر وثواب ہے۔

(۱) قربانی کا خون مقدس ومحترم ہے لہٰذا یہ عام چلنے پھرنے کی جگہ نہ پڑنا چاہئے تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ بہتر یہ ہے کہ گڑھا کھود کر اس میں خون جمع کرکے دفن کردیا جائے۔

(۲) لحم قربانی کے تین مصارف ہیں: ذاتی استعمال، صدقہ اور ہدیہ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے: فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِيْرَ (حج:۲۱)

''یعنی قربانی کے گوشت میں سے خود بھی کھاؤ اور ضرورت مند فقیروں کو بھی دو۔''

کلوا وتصدقوا وادخروا ''یعنی خود کھاؤ، ذخیرہ کرلو اور صدقہ کردو۔''

(صحیح بخاری ۵۵۶۹، صحیح مسلم: ۱۹۷۱)

اس بناء پر فقہاء کرام نے کہا کہ قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا افضل ہے۔ ایک حصہ اپنے گھر کیلئے، دوسرا حصہ اعزہ واقارب اور پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کیلئے اور تیسرا حصہ فقراء و مساکین پر صدقہ کرنے کیلئے۔ تاہم اگر کوئی شخص کسی وجہ سے سارا گوشت ذاتی استعمال میں لانا چاہے تو اُسے اختیار ہے۔

(۳) اگر کسی میت نے اپنے ترکہ میں سے قربانی کرنے کی وصیت کی اور ورثاء نے اس وصیت کے مطابق قربانی کا جانور ذبح کیا تو اس قربانی کا تمام گوشت فقراء و مساکین میں صدقہ کرنا واجب ہے۔خود کھانا یا ہدیہ دینا ہرگز جائز نہیں۔

(۴) قربانی کی کھال کسی شخص کو کسی قسم کی اُجرت میں دینا ہرگز جائز نہیں ہے۔لہٰذا قربانی کا جانور ذبح کرنے والے قصاب یا مساجد کے عملہ (امام، موذن، خادم) وغیرہ کو خدمات کے عوض مشاہرہ کی جگہ کھالیں دینا حرام ہے۔

(۵) قربانی کرنے والا شخص اگر کھال کو بعینہ اپنے مصرف میں لانا چاہے جیسے مصلّٰی یا مشکیزہ وغیرہ بنا کر استعمال کرے تو جائز ہے البتہ کھال کو فروخت کرکے اس کی قیمت سے خود استفادہ نہیں کرسکتا۔وجہ یہ ہے کہ قربانی کی کھال اس شخص کی خالص ملکیت نہیں ہے۔ بلکہ ایک شرعی عمل کا حصہ ہے۔لہٰذا اس کا بہترین مصرف صدقہ ہے۔

(۶) قربانی کی کھالیں دینی مدارس کے طلباء کی ضروریات، عام فقراء و مساکین، غرباء کی فلاح و بہبود کے اجتماعی کاموں اور فی سبیل اللہ کی مد میں آنے والے تمام مصارف میں استعمال ہوسکتی ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

حصہ پنجم
آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم

آثار حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(۱) اِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَکَرَ اسْمَ اللّٰہِ طَھُرَ جَسَدُہٗ کُلُّہٗ، وَاِنْ لَمْ یَذْکُرْ لَمْ یَطْھُرْ اِلَّا مَا اَصَابَہُ الْمَاءُ۔ (ابن ابی شیبہ ۲۷/۱)

انسان اللہ تعالیٰ کے نام سے وضو کا آغاز کرے تو اس کا پورا جسم پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر بسم اللہ نہ پڑھے تو صرف وہی اعضاء بدن پاک ہوتے ہیں جنہیں وضو کا پانی بھگوتا ہے۔

(۲) اَیُّھَا النَّاسُ ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا ﷺ فِیْ اَھْلِ بَیْتِہٖ۔

(صحیح بخاری ۳۷۱۳، ۳۷۵۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳۲۱۴۰)

اے لوگو! حضور سید الکونین ﷺ کی نسبت اور خوشنودی کا پوری طرح اہتمام کرو۔ آپ ﷺ کے اہلبیت کی دلجوئی، محبت اور خدمت کے معاملہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اپنے تعلق غلامی کی نگہداشت کرو۔ (یعنی اہلبیت رسول ﷺ کے حقوق پورے کرنے میں ذرا بھی کوتاہی نہ سرزد ہونے پائے۔)

(۳) قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اِنَّ الْمَرْءَ الْمُسْلِمَ یَمْشِیْ فِی النَّاسِ وَمَا عَلَیْہِ خَطِیْئَۃٌ۔ قِیْلَ وَلِمَ ذَاکَ یَا اَبَابَکْرٍ؟ قَالَ: بِالْمَصَائِبِ وَالْحَجَرِ وَالشَّوْکَۃِ وَالشَّسْعِ یَنْقَطِعُ۔

(بیہقی شعب الایمان: ۹۵۰۱، المشور، ج۵، ص ۵۲)

ایک مسلمان لوگوں میں چلتے پھرتے ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کے ذمہ کوئی خطا باقی نہیں رہتی۔ لوگوں نے پوچھا! کس طرح تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا: اُس بندے کے پاؤں میں کانٹے چبھتے ہیں، اس پر مصائب و تکالیف آتی ہیں جنہیں وہ خوشی سے جھیلتا چلا جاتا ہے، پتھروں سے چوٹ لگ جاتی ہے اس طرح اس کی غلطیوں کا کفارہ ادا ہوتا رہتا ہے۔

(۴) أَيُّ سَمَاءٍ تُظِلُّنِي وَأَيُّ أَرْضٍ تُقِلُّنِي إِذَا قُلْتُ فِي كِتَابِ اللّٰهِ بِرَأْيٍ ۔

(بیہقی شعب الایمان: ۲۰۸۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۶ ص ۱۳۶: ۳۰۱۰۳)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کونسا آسمان مجھے اپنے سائے تلے برداشت کرے گا اور کونسی زمین مجھے اپنی آغوش میں پناہ دے گی اگر میں اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن حکیم) کو اپنی رائے اور پسند کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کروں۔

(۵) اَلصَّلٰوةُ اَمَانُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ ۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۴: ۲۱۶۱۷)

نماز ادا کرنا بندے کیلئے خدا کی زمین پر امان اور حفاظت کا کام کرتا ہے۔

(۶) اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا دَخَلَهُ الْعُجْبُ بِزِيْنَةِ الدُّنْيَا مَقَتَهُ رَبُّهُ حَتّٰى يُفَارِقَ تِلْكَ الزِّيْنَةَ ۔ (کنز العمال، ج ۱۵، ص ۴۶۰: ۴۱۸۳۲)

جب کوئی انسان دنیاوی زیب وزینت پر اترانے لگے تو اللہ تعالیٰ کا غضب اسے گھیر لیتا ہے یہاں تک کہ وہ اس زیب وزینت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۷) مَنْ وُلِّيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ ﷺ شَيْئًا فَلَمْ يَقُمْ فِيهِمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَعَلَيْهِ بَهْلَةُ اللّٰهِ ۔ (کنز العمال جلد ۵، ص ۷۵۲: ۱۴۲۸۷) (معجم الصحابة للبغوی، ج ۲، ص ۳۷۵)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: جس شخص کو امت محمدیہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام کے کسی معاملے میں کوئی اختیار سونپا گیا اور وہ اس معاملہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کے عین مطابق چلانے میں کوتاہی برتتا رہا تو اس پر خدا کی لعنت اترتی ہے۔

(۸) وَدِدْتُ أَنِّي خُضْرَةٌ تَأْكُلُنِي الدَّوَابُّ ۔ (کنز العمال ج ۱۲، ص ۵۲۹: ۳۵۷۰۲)

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ج ۳، ص ۱۴۸، ۱۹۸، خطبہ دار صادر، بیروت)

اے کاش! میں سبزے اور گھاس کا تنکا ہوتا جس کو چوپائے کھا جاتے۔ اس طرح میں آخرت میں اپنے اعمال کی جوابدہی سے بچ جاتا۔

(۹) عَنِ ابْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ اَبُوْبَکر وَھُوَ یَخْطُب النَّاسَ : یَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِیْنَ اسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَظَلُّ حِیْنَ اَذْھَبُ اِلَی الْعَائِطِ فِی الْفَضَاءِ مُغَطِّیًا رَأْسِیْ اِسْتِحْیَاءً مِّنْ رَّبِّیْ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج اوّل ،ص ۱۰۰، مکتبۃ الرشد الریاض:۱۱۲۷)

(کتاب الزھد والرقائق لابن المبارک، ج اوّل ،ص ۱۰۷، دارلکتب مطبوعہ العلمیہ بیروت:۳۱۶)

اے لوگو! خدا کی بارگاہ میں کامل شرم وحیا سے رہا کرو۔ میں رفع حاجت کے دوران بھی اپنا سر ڈھانپے رکھتا ہوں اور ایسا میں بارگاہ الٰہی میں شرم وحیا کے تقاضوں کی پاسداری کیلئے کرتا ہوں۔

آثار حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(۱) اِنِّیْ اِنْ اُخْطِیُٔ فِی الْعَفْوِ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ أَنْ اُخْطِیَٔ فِی الْعُقُوْبَۃِ۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۸، ص ۴۱۴، دارلکتب العلمیہ بیروت:۱۷۰۶۱) (کنز العمال، ج ۳، ص ۷۳۵، مؤسۃ الرسالۃ:۸۶۱۰)

میں اگر کسی خطا کار شخص کو معاف کرنے میں غلطی کردوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے، اس بات سے کہ نیز کسی بے قصور کو سزا دینے میں غلطی کردوں۔

(۲) اذا رأیتم اخا کم زلزلۃ، فقوموہ وسددوہ وادعوا اللہ تعالی أن یتوب علیہ ویراجع بہ الی التوبۃ ولا تکونوا اعوانا للشیطان علیہ۔

(شعب الایمان، ج ۹، ص ۶۲، مکتبۃ الرشد الریاض: ۶۲۶۳)

تم اپنے کسی بھائی کی لغزش دیکھو تو اسکی اصلاح کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے لئے قبولیت توبہ کی دعا مانگو اور اس کے معاملے میں شیطان کے مددگار نہ بنو۔

(۳) اِنَّ الدُّعَآءَ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَا یُصْعِدُ مِنْہُ شَیْئٌ حَتّٰی تُصَلِّیَ عَلٰی نَبِیِّکَ ﷺ۔ (جامع ترمذی، ج ۲، ص ۳۵۶، ابواب الوتر باب ماجاء فصل الصلوۃ علی النبی ﷺ، مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر)

بے شک انسان کی دُعا آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتی ہے اور قبولیت کے لئے بارگاہِ الٰہی میں اس کا کوئی حصہ نہیں پہنچتا جب تک دُعا کے شروع اور آخر میں اللہ تعالیٰ کے محبوب

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود وسلام نہ بھیجا جائے۔

(۴) اَنَّ فِي الْعُزْلَةِ رَاحَةٌ مِنْ خُلَطَاءِ السُّوْءِ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۷، ص ۹۸، مطبوعہ الریاض: ۳۴۴۷۷)

بے شک برے لوگوں کی سنگت کے مقابلے میں تنہائی زیادہ راحت اور آسودگی کا باعث ہے

(۵) انا وجدنا خير عيشنا الصبر۔ (الزهد لابن المبارك، ج اوّل، ص ۲۲۲: ۶۳۰)

بے شک ہم نے اپنی زندگی کے لئے بہترین حصہ کردار اور صبر اور برداشت میں پایا ہے۔

(۶) اهل الشكر مع مزيد من الله، فالتمسوا الزيادة وقد قال الله تعالى لئن شكر تم لأزيدنكم۔ (کنز العمال، ج ۳، ص ۲۶۳ ۷، مطبوعہ مؤسسۃ ارسالہ: ۸۶۱۳)

شکر گزار لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے نعمتوں میں مسلسل افزائش ہوتی رہتی ہے۔ پس تم شکر گزار بندے بنو اور اللہ تعالیٰ سے نعمتوں میں اضافہ کے امیدوار رہو۔

(۷) بحسب امری من الشر أن يحقر اخاه المسلم۔ (سند احمد، ج ۱۴، ص ۳۳۸، رقم: ۸۷۲۲)

کسی شخص کے برا ہونے کو بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

(۸) شهود صلوٰة الصبح احب الى من قيام ليلة حتى الصبح۔

(کنز العمال، ج ۸، ص ۸۴، رقم: ۲۱۹۹۹)

صبح کی نماز میں باجماعت شریک ہونا مجھے شب بھر قیام و بیداری سے زیادہ پسند ہے۔

(۹) عليكم بذكر الله فانه شفاء واياكم وذكر الناس فانه داء۔

(الزهد لاحمد بن حنبل، ج اوّل، ص ۱۰۱، مطبعۃ العلمیۃ بیروت: ۶۴۴)

لوگو! تم پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں کثرت سے لگے رہو اور ہاں لوگوں کے بارے میں گفتگو کرنے سے اجتناب کرو کیونکہ اس سے تمہارے وجود میں بیماریوں کا زہر بھر جائے گا۔

(۱۰) لا يَغُرَّنَّكَ صلوٰة رجل ولا صيامه من شاء صام ومن شاء صلى، ولكن لا دين لمن لا امانة له۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی، ج ۶، ص ۴۷۱، مطبوعہ بیروت: ۱۲۶۹۴)

کسی شخص کی نماز اور روزے اسکو اچھا مسلمان سمجھنے کے دھوکے میں مبتلا نہ کر دیں، اصل معیار اچھا مسلمان ہونے کا یہ ہے کہ آدمی امانت دار ہو، جو امانت دار نہیں، اس کے پاس دین نہیں ہے۔

آثار حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(۱) ان العبد اذا دَعَا بِوَضُوْءٍ فَعَسَ وجهه حط الله عنه بكل خطيئة اصابها بوجهه، فاذا غسل ذراعيه كان كذلك، واذا مسح رأسه كان كذلك، واذا ظهر قدميه كان كذلك۔ (مسند امام احمد، جلد اوّل، ص ۴۷۴، مؤسة الرسالة:۴۱۵)

بندہ جب وضو میں اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے وہ تمام گناہ دُھل جاتے ہیں جو چہرے کی راہ سے سرزد ہوئے پھر جب وہ بازو دھوتا ہے، سر کا مسح کرتا ہے اور پاؤں دھوتا ہے تو ان تمام اعضاء کے ذریعے سرزد ہونے والے سارے گناہ دُھل جاتے ہیں۔ قارئین محترم! یہ ہے وضو کی برکت اور اس کے پاکیزہ اثرات۔

(۲) ایها الناس اتقوا الله فان التقوى غنم، وان اكيس الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت واكتسب من نور الله نورا لظلمة قبره، واعلموا ان من كان الله معه لم يخف شيئا، ومن كان الله عليه فمن يرجو بعده۔ (ابن عساکر، کنز العمال، ج۱۶، ص ۲۲۳، ۴۴۲۵۱)

لوگو! اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو، بے شک تقویٰ انسانی کردار کا سرمایہ ہے اور تمام لوگوں میں سب سے زیادہ عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کو دے اور آخرت کے اعمال انجام دیتا رہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مہربانیوں کے انوار سے اپنی قبر کیلئے روشنی مہیا کر رکھے۔ لوگو! یاد رکھو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سائبان ہو اسے دنیا و آخرت کا خوف نہیں ہوتا لیکن جس شخص سے اللہ تعالیٰ نے ناراضگی مول لی، پھر بھلا اس کیلئے اور کہاں کوئی آس امید کا ٹھکانہ بچتا ہے۔

(۳) لوأن رجلا دخل بيتا فى جوف بيت فادمن هناك عملا اوشك الناس أن يتحدثوا به وما من عامل عملا الا كساه الله رداء عمله، ان كان خيرا فخير وان كان شرا فشر۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۷، ص ۲۱۱، ۳۵۴۲۰)

ہر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کا ایک لبادہ اوڑھا دیتا ہے۔ اگر عمل صالح ہوگا تو لباس بھی عمدہ اور زیبا ہوگا لیکن اگر عمل بُرا ہوگا تو لباس بھی برا ہوگا۔

(۴) لو انی بین الجنة و النار لا ادری الی اینهما یؤمر بی لاخترت أن اکون ترابا قبل أن اعلم الی ایتهما اصیر۔ (امام احمد فی الزھد، کنز العمال، ج ۱۳ ص ۳۳، ۳۶۱۷۴)

اگر مجھے روز محشر جنت اور دوزخ کے درمیان ٹھہرا دیا جائے اور معلوم نہ ہو کہ مجھے کہاں بھیجا جائے گا تو ایسے میں میری چاہت یہی ہوگی کہ کاش میں مٹی ہو جاؤں (دوزخ میں ڈالے جانے کے خوف سے دل کی یہ کیفیت ہوگی)

(۵) من قرأ آخر آل عمران فی لیلة کتب له قیام لیلة۔

(سنن الدارمی، جلد ۴، ص ۲۱۳۸، ۳۴۲۹)

جس شخص نے کسی رات میں سورۂ آل عمران کی آخری آیات تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی تو اس کیلئے پوری رات قیام کرنے کی عبادت لکھ دی جاتی ہے۔

(۶) من لم یزدد یوما بیوم خیرا فذلك رجل یتجهز الی النار علی بصیرة۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، ج ۳۹، ص ۲۲۵، دار الفکر تحت حرف العین)

جو شخص اپنے اعمال میں دن بدن بہتری کی راہ پر ترقی نہیں کر رہا، وہ گویا اپنی رغبت اور پورے شعور کے ساتھ دوزخ کی طرف بڑھ رہا ہے۔

(۷) واللہ لدرھم ینفقه احد من جهد خیر من عشرة آلاف غیض من فیض۔

(شعب الایمان، ج ۵، ص ۱۲۷، مکتبة الرشد الریاض: ۳۱۸۲)

رب ذوالجلال کی عزت و جبروت کی قسم! اگر کوئی بندہ ایک درہم اپنی مشقت کی کمائی میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اس کا اجر و ثواب کہیں زیادہ ہے اس شخص کے مقابلے میں جو اپنی بے پناہ دولت میں سے دس ہزار دینار خرچ کر دے۔

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حصہ ششم
آثار اہلبیت علیہم السلام

خطبات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے تمام آثار جو ذیل میں دیئے گئے ہیں، دراصل ان کے خطبات کریمہ سے ماخوذ ہیں۔ ان اقتباسات میں ہمارا ارتکاز، اعتقادی اور معاشرتی زندگی کے جیتے جاگتے موضوعات اور آج کی بین الاقوامی زندگی کے تقاضوں اور عالمی ماحول سے ہم آہنگ پہلوؤں پر رہا ہے۔ ان تمام اقتباسات کا ماخذ ''نہج البلاغۃ'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ان میں بے پناہ گہرائی، بصیرت اور تجزیہ سے کام لیا گیا ہے۔ امید ہے قارئین محترم اس سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

عقیدۂ توحید، صفات الٰہی

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْاَوَّلِ فَلَا شَیْءَ قَبْلَهٗ، وَالْاٰخِرِ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ وَالظَّاهِرِ فَلَا شَیْءَ فَوْقَهٗ، وَالْبَاطِنِ فَلَا شَیْءَ دُوْنَهٗ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اوّل ہے کہ اس سے پہلے کوئی چیز نہ تھی اور آخر مرجع مخلوقات ہے کہ اس کے بعد کوئی چیز نہیں ہوسکتی۔ وہ اپنی نشانیوں میں ظاہر ہے کہ اس سے آشکاراتر کوئی چیز نہیں۔ اس کی ذات نگاہوں سے پوشیدہ ہے لہٰذا کوئی چیز اس سے زیادہ مخفی نہیں۔

(۲) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَا یَبْلُغُ مِدْحَتَهُ الْقَآئِلُوْنَ، وَلَا یُحْصِیْ نَعْمَآءَهُ الْعَآدُّوْنَ، وَلَا یُؤَدِّیْ حَقَّهُ الْمُجْتَهِدُوْنَ اَلَّذِیْ لَا یُدْرِکُهٗ بُعْدُ الْهِمَمِ وَلَا یَنَالُهٗ غَوْصُ الْفِطَنِ اَلَّذِیْ لَیْسَ لِصِفَتِهٖ حَدٌّ مَّحْدُوْدٌ وَّلَا نَعْتٌ مَّوْجُوْدٌ، وَلَا وَقْتٌ مَّعْدُوْدٌ، وَلَا اَجَلٌ مَّمْدُوْدٌ۔۔ فَطَرَ الْخَلَآئِقَ بِقُدْرَتِهٖ وَنَشَرَ الرِّیَاحَ بِرَحْمَتِهٖ وَوَتَّدَ بِالصُّخُوْرِ مَیَدَانَ اَرْضِهٖ۔ اَوَّلُ الدِّیْنِ

مَعْرِفَتُهُ وَ كَمَالُ مَعْرِفَتِهِ التَّصْدِيْقُ بِهِ، وَ كَمَالُ التَّصْدِيْقِ بِهِ تَوْحِيْدُهُ وَ كَمَالُ تَوْحِيْدِهِ الْاِخْلَاصُ لَهُ۔ (نہج البلاغہ عربی، ج اوّل، ص ۹، مطبوعہ بیروت: ۱۸۸۵)

حمد و شکر کا حقدار وہ ہے کہ قوتِ نطق و کلام رکھنے والی تمام ہستیاں اس کی مدح و ثنا سے عاجز ہیں۔ جس کی نعمتوں کو شمار کرنے والے گننے سے قاصر ہیں کوشش کرنے والے اس کا حق ادا کر سکتے ہیں نہ بلند پرواز ہمتیں اُسے پا سکتی ہیں نہ عقل و فہم کی گہرائیاں اُس تک پہنچ سکتی ہیں۔ جس کی صفات کی کوئی حد نہیں۔ نہ کوئی ایسی نعمت ہے جو صفات خداوندی کا بیان کر سکے نہ کوئی ایسا وقت جس کا شمار ممکن ہو۔ نہ کوئی ایسی مدت دراز جو ختم ہو جائے۔ اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت اور اختیار سے پیدا کیا۔ اور ہواؤں کو اپنی رحمت و مہربانی سے پھیلایا۔ تھرتھراتی ہوئی زمین ہر پہاڑوں کی میخیں گاڑیں۔ دین کی پہلی بنیاد، خدا کی معرفت ہے اور معرفت کا کمال اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق، توحید ہے اور کمال توحید اس کو ہر چیز سے برتر ماننا ہے۔

(۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاصِلِ الْحَمْدَ بِالنِّعَمِ، وَالنِّعَمَ بِالشُّكْرِ نَحْمَدُهُ عَلٰى اٰلَآئِهِ، كَمَا نَحْمَدُهُ عَلٰى بَلَآئِهِ، وَ نَسْتَعِيْنُهُ عَلٰى هٰذِهِ النُّفُوْسِ الْبِطَاءِ عَمَّا لَاتَ بِهِ السِّرَاعُ اِلٰى مَا نُهِيَتْ عَنْهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ مِمَّا اَحَاطَ بِهِ عِلْمُهُ، وَاَحْصَاهُ كِتَابُهُ عِلْمٌ غَيْرُ قَاصِرٍ وَ كِتَابٌ غَيْرُ مُغَادِرٌ وَنُؤْمِنُ بِهِ اِيْمَانًا (نہج البلاغہ عربی، ج اوّل، ص ۱۱۳، مطبوعہ بیروت)

حمد اور شکر اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے حمد کو نعمت سے اور نعمت کو شکر سے پیوستہ جوڑ دیا۔ ہم اس کی نعمتوں پر اسی طرح شکر کرتے ہیں جس طرح اس کی آزمائش پر۔ ہم اپنے نفوس پر اس کی مدد مانگتے ہیں۔ اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور اس پر کامل ایمان رکھتے ہیں۔

(۴) وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ شَهَادَتَيْنِ تُصْعِدَانِ الْقَوْلَ وَتَرْفَعَانِ الْعَمَلَ لَا يَخِفُّ مِيْزَانٌ تُوْضَعَانِ فِيْهِ وَلَا يَثْقُلُ مِيْزَانٌ تُرْفَعَانِ عَنْهُ۔ اُوْصِيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّتِيْ هِيَ الزَّادُ وَبِهَا الْمَعَادُ، زَادٌ مُّبَلِّغٌ، وَّمَعَادٌ مُنْجِحٌ (نہج البلاغہ عربی، ج اوّل، ص ۱۱۴، مطبوعہ بیروت)

ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ گواہیاں

قول اور عمل کو بلندی سے ہمکنار کرتی ہیں۔ترازو کے جس پلڑے میں یہ دو گواہیاں رکھ دی جائیں وہ ہلکا نہیں ہوسکتا اور جس سے یہ دونوں اٹھالی جائیں وہ بھاری نہیں ہوسکتا۔

بندگانِ خدا! مَیں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ یہی توشۂ آخرت ہے اور عذاب الٰہی سے پناہ ہے۔ وہ توشہ سفر جو آدمی کو منزل پر پہنچا دیتا ہے اور ایسی پناہ جو سختی اور مصیبت سے چھٹکارا دلادیتی ہے۔

(۵) عِبَادَ اللّٰهِ! اِنَّ تَقْوَی اللّٰهِ حَمَتْ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ مَحَارِمَهٗ وَاَلْزَمَتْ قُلُوْبَهُمْ مَخَافَتَهٗ حَتّٰى اَسْهَرَتْ لَيَالِيَهُمْ وَاَظْمَأَتْ هَوَاجِرَهُمْ۔

لوگو! خوف خدا نے اولیاء اللہ کو حرام سے بچا رکھا ہے اور یہی تقویٰ ہے جس نے ان کے دلوں میں استقامت پیدا کی ہے۔ یہاں تک کہ انہیں راتوں کو نماز کے لئے بیدار رکھا اور گرمی کی شدت کے دنوں میں روزہ کے ساتھ پیاسا رکھا۔

(۶) أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ غَيْرَ مَقْنُوْطٍ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ، وَلَا مَخْلُوٍّ مِّنْ نِّعْمَتِهٖ، وَلَا مَاْيُوْسٍ مِّنْ مَّغْفِرَتِهٖ، وَلَا مُسْتَنْكَفٍ عَنْ عِبَادَتِهٖ۔ اَلَّذِىْ لَا تَبْرَحُ مِنْهُ رَحْمَةٌ وَّلَا تُفْقَدُ لَهٗ نِعْمَةٌ۔

(نہج البلاغہ عربی: خطبہ نمبر ۴۵، جلد اوّل، ص ۴۳، بیروت)

ساری حمد وثنا اسی ذاتِ واحد کے لئے ہے جسکی رحمت سے کوئی مایوس نہیں۔ جس کی نعمت سے کوئی خالی نہیں۔ جس کی مغفرت سے ناامید نہیں اور جس کی پرستش سے کوئی عار محسوس نہیں ہوتا۔ اس کی رحمت ہمیشہ رہنے والی ہے اور اس کی نعمت کبھی نہ ختم ہونے والی ہے۔

(۷) اَحْمَدُهٗ عَلٰى طَوَاطِفِ كَرَمِهٖ وَ سَوَابِغِ نِعَمِهٖ، وَاُوْمِنُ بِهٖ اَوَّلًا بَادِيًا، وَاسْتَهْدِيْهِ قَرِيْبًا هَادِيًا، وَاسْتَعِيْنُهٗ قَاهِرًا قَادِرًا وَاَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ كَافِيًا نَاصِرًا، وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا ﷺ عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، اَرْسَلَهٗ لِاِنْفَاذِ اَمْرِهٖ وَاِنْهَآءِ عُذْرِهٖ وَتَقْدِيْمِ نُذُرِهٖ۔

میں اللہ تعالیٰ کے مسلسل احسان اور بے انتہا نعمت پر اس کی حمد کرتا ہوں! میں اس بات پر

ایمان رکھتا ہوں کہ وہ اول ہے۔ اسی سے راہِ ہدایت طلب کرتا ہوں کہ وہ نزدیک و راہنما ہے۔ اسی سے امید رکھتا ہوں کہ وہ غالب وتوانا ہے۔ اسی پر توکل کرتا ہوں کہ وہ کافی اور مددگار ہے! اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو اس نے اپنے فرمان جاری کرنے اور تبلیغ حجت لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

(۸) اُوصِيكُمْ عِبَادَاللّٰهِ! بِتَقْوَى اللّٰهِ الَّذِيْ ضَرَبَ لَكُمُ الْاَمْثَالَ وَوَقَّتَ لَكُمُ الْاٰجَالَ، وَاَلْبَسَكُمُ الرِّيَاشَ وَاَرْفَغَ لَكُمُ الْمَعَاشَ، اَحَاطَكُمْ بِالْاِحْصَاءِ وَاَرْصَدَ لَكُمُ الْجَزَآءَ، وَآثَرَكُمْ بِالنِّعَمِ السَّوَابِغِ، وَالرِّفَدِ الرَّوَافِغِ، (نہج البلاغہ عربی، ص۲۰۶، مطبوعہ پاکستان)

خدا کے بندو! میں تمہیں تقویٰ اور معرفت الٰہی کی وصیت کرتا ہوں جس نے تمہارے لئے قرآن کریم میں نصیحت کے واقعات بیان کئے۔ جس نے تمہاری عمر مقرر کی۔ تمہیں لباس سے سنوارا۔ تمہارے لئے معیشت میں گنجائش رکھی۔ تمہارے اعمال کا احاطہ کیا، اس کی جزا تمہارے لئے طے کی اور بڑی نعمتیں اور بے حد صلہ تمہیں بخشا۔

(۹) سُبْحَانَكَ! مَآ اَعْظَمَ مَا نَرٰى مِنْ خَلْقِكَ وَمَآ اَصْغَرَ عِظَمَهٗ فِيْ جَنْبِ قُدْرَتِكَ وَمَآ اَهْوَلَ مَا نَرٰى مِنْ مَّلَكُوْتِكَ وَمَآ اَحْقَرَ ذٰلِكَ فِيْمَا غَابَ عَنَّا مِنْ سُلْطَانِكَ۔ وَمَآ اَسْبَغَ فِي الدُّنْيَا وَمَآ اَصْغَرَهَا فِيْ نِعَمِ الْاٰخِرَةِ۔ (نہج البلاغہ عربی، ص۱۰۰، بیروت)

اے اللہ! تو ہر عیب و نقص سے پاک ہے۔ تیری جس مخلوق کو ہم دیکھتے ہیں وہ اپنی جگہ پر کس قدر اہم اور بڑی نظر آتی ہے لیکن تیری قدرت وتوانائی کے سامنے وہ کتنی حقیر اور کم مایہ ہے۔ تیری جو شانِ عظمت ہمیں دکھائی دیتی ہے وہ اس جلالت کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو ہماری نظروں سے پنہاں ہے۔ تیری نعمتیں دنیا میں کتنی کامل اور اکمل دکھائی دیتی ہیں لیکن آخرت کی نعمتوں کے مقابلہ میں کتنی کم ہیں۔

سلسلہ نبوت و بعثت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱) وَاصْطَفٰى سُبْحَانَهٗ مِنْ وُّلْدِهٖ أَنْبِيَآءَ اَخَذَ عَلَى الْوَحْيِ مِيْثَاقَهُمْ، وَعَلٰى تَبْلِيْغِ الرِّسَالَةِ، أَمَانَتَهُمْ ۔وَلَمْ يُخْلِ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى خَلْقَهٗ مِنْ نَّبِيٍّ مُّرْسَلٍ، اَوْ كِتَابٍ مُّنَزَّلٍ، أَوْ حُجَّةٍ لَّازِمَةٍ أَوْ مَحَجَّةٍ قَآئِمَةٍ ۔ رُسُلٌ لَّهُمْ مِّنْ سَابِقٍ سُمِّيَ لَهٗ مَنْ بَعْدَهٗ، أَوْ غَابِرٍ عَرَّفَهٗ مَنْ قَبْلَهٗ عَلٰى ذٰلِكَ وَمَضَتِ الدُّهُوْرُ اِلٰى اَنْ بَعَثَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ تَعَالٰى مُحَمَّدًا رَّسُوْلَ اللّٰهِ لِاِنْجَازِ عِدَتِهٖ وَتَمَامِ نُبُوَّتِهٖ، مَأْخُوْذًا عَلَى النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقُهٗ مَشْهُوْرَةً سِمَاتُهٗ، كَرِيْمًا مِّيْلَادُهٗ ۔وَخَلَّفَ فِيْكُمْ مَا خَلَّفَتِ الْأَنْبِيَآءُ فِيْ أُمَمِهَا اِذْلَمْ يَتْرُكُوْهُمْ قَائِمٍ، كِتَابُ رَبِّكُمْ مُبَيِّنًا حَلَالَهٗ وَحَرَامَهٗ وَفَرَآئِضَهٗ وَفَضَآئِلَهٗ ۔اِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ نَذِيْرًا لِّلْعَالَمِيْنَ، وَأَمِيْنًا عَلَى التَّنْزِيْلِ ۔

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی اولاد سے نبی منتخب کئے۔ ان سے بندوں تک وحی الٰہی پہنچانے کا عہد لیا۔ خدا تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو کسی رسول یا آسمانی کتاب یا حجت و ہدایت کے بغیر نہیں چھوڑا۔ کچھ رسول پہلے آئے جنہوں نے بعد میں آنے والے رسولوں کی خبر دی۔ کچھ بعد میں آئے جنہوں نے پہلے آنے والوں کی تصدیق کی۔ یوں ہی زمانے گزرتے رہے، یہاں تک کہ خداوند قدوس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بھیجا تاکہ اس کا وعدہ پورا ہو جائے اور نبوت ختم ہو جائے۔ سب انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں عہد لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و کمالات مشہور ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میلاد سراپا عزت و تکریم ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں اسی طرح دین ہدایت اور کتاب چھوڑی جس طرح پہلے انبیاء نے اپنی اُمتوں میں چھوڑے تھے۔ تمہارے رب کی کتاب اب تمہارے پاس ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حلال وحرام اور فرائض

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

وفضائل کو پوری طرح واضح فرمادیا ہے۔

(۲) اَرْسَلَہٗ عَلٰی حِیْنِ فَتْرَۃٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَطُوْلِ ھَجْعَۃٍ مِّنَ الْاُمَمِ وَاعْتِزَامٍ مِّنَ الْفِتَنِ، وَانْتِشَارٍ مِّنَ الْاُمُوْرِ، وَتَلَظٍّ مِّنَ الْحُرُوْبِ وَالدُّنْیَا کَاسِفَۃُ النُّوْرِ، ظَاھِرَۃُ الْغُرُوْرِ۔ قَدْ دَرَسَتْ مَنَارُ الْھُدٰی وَظَھَرَتْ اَعْلَامُ الرَّدٰی۔

اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اکرم ﷺ کو اُس زمانہ میں مبعوث فرمایا جب مدت سے کوئی نبی نہیں آیا تھا۔ قومیں خواب غفلت میں پڑی تھیں۔ فتنے اور ہنگامے سر اٹھائے ہوئے تھے۔ لوگوں کے کام تباہ ہو چکے تھے۔ جنگ کی آگ ہر طرف بھڑکی ہوئی تھی۔ نور اور روشنی کا کہیں پتہ نہ تھا۔ خرابیاں ہر طرف آشکار تھیں۔ ہدایت کے نشان مٹ چکے تھے۔ ہلاکت اور بدبختی کے پرچم لہرا رہے تھے۔

(۳) بَعَثَہٗ وَالنَّاسُ ضُلَّالٌ فِیْ حَیْرَۃٍ وَخَابِطُوْنَ فِیْ فِتْنَۃٍ۔ فَبَالَغَ ﷺ فِی النَّصِیْحَۃِ مَضٰی عَلَی الطَّرِیْقَۃِ وَدَعَآ اِلَی الْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ۔

اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم ﷺ کو پیغمبری سے اس وقت مشرف فرمایا جب لوگ (راہِ حق سے) بھٹک چکے تھے اور فتنوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ پس آنحضرت ﷺ نے ان کی اصلاح کے لئے کوشش کی۔ آپ ﷺ نے خود حکمت و دانش اور بہترین نصیحتوں کی طرف دعوت دی تاکہ اہل دنیا بدبختی سے رہائی پائیں اور دنیا و آخرت کی نیکیوں سے بہرہ ور ہوں۔

(۴) اَرْسَلَہٗ دَاعِیًا اِلَی الْحَقِّ وَ شَاھِدًا عَلَی الْخَلْقِ فَبَلَّغَ رِسَالَاتِ رَبِّہٖ غَیْرَ وَانٍ وَلَا مُقَصِّرٍ وَجَاھَدَ فِی اللّٰہِ اَعْدَآءَہٗ غَیْرَ وَاھِنٍ وَلَا مُعْذِرٍ اِمَامُ مَنِ اتَّقٰی وَبَصَرُ مَنِ اھْتَدٰی۔

خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حق کا داعی اور شاہد بنا کر مبعوث فرمایا۔ پس آپ ﷺ نے اپنے پروردگار کے احکام کی تبلیغ فرمائی، اور اس میں ذرا کمی نہ کی۔ اللہ کے دشمنوں سے

آپ ﷺ نے جہاد فرمایا بغیر اس کے کہ ذرا بھی ضعف و ناتوانی نے آپ پر راہ پائی ہو، یا کسی قسم کا عذر و بہانہ تراشا ہو۔ آپ ﷺ صحیح معنی میں پرہیزگاروں کے پیشوا اور ہدایت یافتہ لوگوں کی بینائی ہیں۔

(۵) اِبْتَعَثَهُ بِالنُّوْرِ الْمُضِيْٓءِ، وَالْبُرْهَانِ الْجَلِيِّ وَالْمِنْهَاجِ الْبَادِيْ، وَالْكِتَابِ الْهَادِيْ اُسْرَتُهٗ خَيْرُ اُسْرَةٍ، وَشَجَرَتُهٗ خَيْرُ شَجَرَةٍ اَغْصَانُهَا مُعْتَدِلَةٌ وَثِمَارُهَا مُتَهَدِّلَةٌ۔ مَوْلِدُهٗ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهٗ بِطَيْبَةَ عَلَا بِهَا ذِكْرُهٗ وَامْتَدَّ مِنْهَا صَوْتُهٗ۔ اَرْسَلَهٗ بِحُجَّةٍ كَافِيَةٍ وَّمَوْعِظَةٍ شَافِيَةٍ، وَدَعْوَةٍ مُتَلَافِيَةٍ، اَظْهَرَ بِهِ الشَّرَآئِعَ الْمَجْهُوْلَةَ۔ وَقَمَعَ بِهِ الْبِدَعَ الْمَدْخُوْلَةَ وَبَيَّنَ بِهِ الْاَحْكَامَ الْمَفْصُوْلَةَ فَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا تَتَحَقَّقْ شِقْوَتُهٗ وَتَنْفَصِمْ عُرْوَتُهٗ وَتَعْظُمْ كَبْوَتُهٗ وَيَكُوْنُ مَاٰبُهٗ اِلَى الْحُزْنِ الطَّوِيْلِ، وَالْعَذَابِ الْوَبِيْلِ۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو نور نبوت کی تابانیوں، واضح دلائل اور روشن راستوں نیز ہدایت دینے والی ابدی کتاب (قرآن مجید) کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کا خاندانِ بہترین خانوادہ، اور شجرۂ نسب بہترین شجرہ ہے۔ اس کی ٹہنیاں سیدھی اور اس کے پھل پکے ہوئے ہیں۔ (یعنی آل محمد ﷺ جن کے علوم و معارف ہر شخص حاصل کر سکتا ہے)۔

حضور اکرم ﷺ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے اور مدینہ منورہ ہجرت فرمائی، جہاں سے آپ، ﷺ کا نام اقدس چمکا اور سیرت طیبہ پھیلی۔ خدا نے آپ ﷺ کو مکمل دلیل دے کر بھیجا آپ ﷺ کے خطبات شفائے قلوب کا سامان ہیں۔ عقلوں کو دانش و بصیرت دی اور احکام واضح کئے۔ اب جو بھی اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا دین پسند کرے۔ وہ اپنی خواہشات کا پیروکار ہے۔ اس کا انجام برا، اس کی لغزش بڑی گمراہی، اسکی حسرت و ندامت نہ ختم ہونیوالی اور اس کے لئے آخرت کا عذاب سخت ہوگا۔

اہل بیت کی شان

(۱) فَهُوَ اِمَامُ مَنِ اتَّقٰی وَ بَصِيْرَةُ مَنِ اهْتَدٰی سِرَاجٌ لَّمَعَ ضَوْءُهٗ، وَشِهَابٌ سَطَعَ نُوْرُهٗ، وَزَنْدٌ بَرَقَ لَمْعُهٗ، سِيْرَتُهُ الْقَصْدُ، وَسُنَّتُهُ الرُّشْدُ، وَكَلَامُهُ الْفَصْلُ وَحُكْمُهُ الْعَدْلُ اَرْسَلَهٗ عَلٰی حِيْنِ فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ وَهَفْوَةٍ عَنِ الْعَمَلِ وَ غَبَاوَةٍ مِّنَ الْاُمَمِ۔ اِعْمَلُوْا رَحِمَكُمُ اللّٰهُ عَلٰی اَعْلَامٍ بَيِّنَةٍ فَالطَّرِيْقُ نَهْجٌ يَّدْعُوْا اِلٰی دَارِ السَّلَامِ، وَاَنْتُمْ فِيْ دَارِ مُسْتَعْتِبٍ عَلٰی مَهَلٍ وَّفَرَغٍ وَّالصُّحُفُ مَنْشُوْرَةٌ وَّالْاَقْلَامُ جَارِيَةٌ وَّالْاَبْدَانُ صَحِيْحَةٌ وَّالْاِلْسُنُ مُطْلَقَةٌ، وَالتَّوْبَةُ مَسْمُوْعَةٌ، وَّالْاَعْمَالُ مَقْبُوْلَةٌ۔

پس آنحضرت ﷺ پرہیزگاروں کے پیشوا، دیدۂ بینا رکھنے والوں کی روشنی اور چمکتا چراغ ہیں۔آپ ﷺ وہ ستارہ ہیں جس سے ہر وقت نور اُمنڈتا رہتا ہے۔وہ مقناطیس ہیں جس کا شعلہ برق بن جاتا ہے۔آپ ﷺ کی سیرت روشن اور آپ ﷺ کا طریقہ ہدایت ہے۔آپ ﷺ کا کلام فیصلہ کن ہے اور آپ ﷺ کا فرمان توازن کا شکار ہے۔جب آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے، تو مدت گزر چکی تھی کہ کوئی نبی نہیں آیا تھا۔لوگ عمل (صالح) سے خالی تھے اور راہِ حق سے منحرف تھے۔گزشتہ انبیاء کی امتیں غفلت و نادانی میں ڈوبی ہوئی تھیں۔پس اے لوگو! دین مصطفیٰ ﷺ کے واضح نشانات پر عمل کرو کیونکہ یہی وہ روشن راستہ ہے جو تمہیں دار السلام کی طرف بلا رہا ہے۔اور تم ابھی اس جگہ ہو کہ حق تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا وقت میسر ہے۔ابھی تم اس مقام پر ہو کہ نامۂ اعمال کھلا ہوا ہے۔تمہارے بدن صحیح و سالم ہیں۔زبانیں گویا ہیں۔توبہ قبول ہوسکتی ہے اور نیک اعمال مقبول ہوسکتے ہیں۔

(۲) اسی خطبے کا ایک اور ٹکڑا جس میں آنحضرت ﷺ کی مدح فرمائی ہے!

حَتّٰی اَوْرٰی قَبَسًا لِّقَابِسٍ، وَاَنَارَ عَلَمًا لِّحَابِسٍ، فَهُوَ اَمِيْنُكَ الْمَاْمُوْنُ وَشَهِيْدُكَ يَوْمَ الدِّيْنِ، وَبَعِيْثُكَ نِعْمَةً وَرَسُوْلُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً۔ اَللّٰهُمَّ! اقْسِمْ لَهٗ مَقْسَمًا مِّنْ عَدْلِكَ

وَاَجْزِهٖ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ۔

رسول اکرم ﷺ نے تبلیغ دین کے لئے بے پناہ کوشش کی یہاں تک کہ ہدایت کے نشان جگمگا اٹھے۔ جس نے اس سے روشنی لینا چاہی وہ بہرہ مند ہوا۔ آنحضرت ﷺ تبلیغ رسالت میں تیری بارگاہ کے امین ہیں۔ روز قیامت بندوں کے احوال پر گواہ ہیں۔ نعمت کے ساتھ تیرے مبعوث کردہ اور حق کے ساتھ تیرے فرستادہ ہیں جو لوگوں کے لئے سراپا رحمت ہیں۔ اے اللہ! اپنے محبوب پاک ﷺ کو اپنے قرب ورضا کے بلندترین مقام پر فائز فرما اور اپنے فضل سے بے پناہ اجر عطا فرما۔

(۳) وَلَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَافٍ لَّكَ فِي الْاُسْوَةِ. فَتَأَسَّ بِنَبِيِّكَ الْاَطْيَبِ الْاَطْهَرِ ﷺ فَاِنَّ فِيْهِ اُسْوَةً لِّمَنْ تَأَسّٰى وَعَزَآءً لِّمَنْ تَعَزّٰى وَاَحَبُّ الْعِبَادِ اِلَى اللّٰهِ الْمُتَاَسِّيْ بِنَبِيِّهٖ وَالْمُقْتَصُّ لِاَثَرِهٖ۔

بیشک سیرت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرنا تمہارے لئے کافی ہے۔ (پس اے مسلمانوں) اپنے طیب وطاہر نبی ﷺ کی پیروی کرو، اس لئے کہ ہر پیروی کرنے والے کو بس انہی کی پیروی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب آپ ﷺ کی ذات گرامی ہے اور پھر وہ شخص جو اپنے نبی ﷺ کے نقش قدم پر چلتا ہو۔

(۴) اَلَآ اِنَّ مَثَلَ اٰلِ مُحَمَّدٍ (ﷺ) كَمَثَلِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ اِذَا خَوٰى نَجْمٌ طَلَعَ نَجْمٌ فَكَاَنَّكُمْ قَدْ تَكَامَلَتْ مِنَ اللّٰهِ فِيْكُمُ الصَّنَآئِعُ وَاَرَاكُمْ مَا كُنْتُمْ تَاْمُلُوْنَ۔

آل محمد ﷺ کی مثال آسمان کے ستاروں جیسی ہے کہ ایک ڈوبتا ہے تو دوسرا ابھر آتا ہے، پس اسی طرح خدا کی نعمت تم پر کامل ہو چکی اور جس چیز کی تم آرزو کر رہے تھے وہ تمہیں دکھا دی گئی۔

(۵) نَحنُ شَجَرَةُ النُّبُوَّةِ وَمَحَطُّ الرِّسَالَةِ، وَمُختَلَفُ المَلٰئِكَةِ، وَ مَعَادِنُ العِلمِ وَيَنَابِيعُ الحِكَمِ، نَاصِرُنَا وَمُحِبُّنَا يَنتَظِرُ الرَّحمَةَ، وَ عَدُوُّنَا وَمُبغِضُنَا يَنتَظِرُ السَّطوَةَ۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت شجر نبوت میں سے ہیں۔ ہمارا خاندان وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت اُتاری اور فرشتوں کی آمد و رفت رہی۔ ہم آل رسول ﷺ معرفت و دانش کا خزانہ اور حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ ہمارے دوست اور مددگار رحمت الٰہی کے انتظار میں ہیں اور ہمارے بدخواہوں کے لئے غضب الٰہی مقدر ہے۔

اسوۂ حسنہ ﷺ وَلَقَد كَانَ ﷺ يَأكُلُ عَلَى الاَرضِ وَيَجلِسُ جِلسَةَ العَبدِ وَيَخصِفُ بِيَدِهٖ نَعلَهٗ وَيَرقَعُ بِيَدِهٖ ثَوبَهٗ وَيَركَبُ الحِمَارَ العَارِيَ، وَيُردِفُ خَلفَهٗ، فَاَعرَضَ عَنِ الدُّنيَا بِقَلبِهٖ وَ اَمَاتَ ذِكرَهَا مِن نَفسِهٖ۔ وَلَقَد كَانَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا يَدُلُّكَ عَلٰى مَسَاوِى الدُّنيَا وَعُيُوبِهَا اِذ جَاعَ فِيهَا خَاصَّتِهٖ، وَزُوِيَت عَنهُ زَخَارِفُهَا مَعَ عَظِيمِ زُلفَتِهٖ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ مُحَمَّدًا ﷺ عَلَمًا لِّلسَّاعَةِ، وَمُبَشِّرًا بِالجَنَّةِ وَمُنذِرًا بِالعُقُوبَةِ، خَرَجَ مِنَ الدُّنيَا خَمِيصًا وَّوَرَدَ الاٰخِرَةَ سَلِيمًا لَم يَضَع حَجَرًا عَلٰى حَجَرٍ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيلِهٖ وَاَجَابَ دَاعِيَ رَبِّهٖ فَمَا اَعظَمَ مِنَّةَ اللّٰهِ عِندَنَا حِينَ اَنعَمَ عَلَينَا بِهٖ سَلَفًا نَّتَّبِعُهٗ وَقَائِدًا نَطَأُ عَقِبَهٗ۔

رسول خدا ﷺ کی شان کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ فرش زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ ایک متواضع بندے کی طرح بیٹھتے تھے۔ اپنے مقدس نعلین اپنے دست مبارک سے گانٹھ لیا کرتے تھے۔ اپنے کپڑوں میں خود پیوند لگا لیا کرتے تھے۔ بغیر پالان کے سواری پر سوار ہوتے تھے۔ آپ ﷺ نے دنیا سے منہ موڑ لیا اور اس کا نقش اپنے دل سے مٹا دیا۔ بلاشبہ آنحضرت ﷺ

کی سیرت طیبہ تمہارے سامنے دنیا کی خرابیاں آشکار کرے گی اور اس کے عیوب تمہیں بتائے گی۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کی جماعت نے اس دنیا میں بھوکے رہ کر زندگی کے دن کاٹے۔ اگرچہ آپ ﷺ کو تقرب الٰہی حاصل تھا لیکن دنیا کی آرائشوں سے آپ ﷺ الگ ہی رہے۔ خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جنت کی بشارت دینے والا، عذاب الٰہی سے ڈرانے اور قیامت کی خبر دینے والا بنا کر بھیجا۔ دنیا میں آپ ﷺ فاقہ پسند کرتے رہے اور آخرت میں آپ ﷺ کے لئے برتری کی ساری شانیں ہیں۔ آپ ﷺ نے دنیا کا مال جمع نہ کیا، یہاں تک کہ سفرِ آخرت اختیار فرمالیا۔ اطاعت الٰہی کا بلند ترین معیار قائم فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں اپنے محبوب مکرم ﷺ کے غلاموں میں شامل فرمایا۔ آپ ﷺ مقتدا ہیں جن کی ہم پیروی کرتے ہیں۔ آپ ﷺ قائد و پیشوا ہیں جن کے پیچھے پیچھے ہم چل رہے ہیں۔

قرآن حکیم کی عظمت (۱) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْزَلَ کِتَابًا هَادِیًا بَیَّنَ فِیْهِ الْخَیْرَ وَالشَّرَّ، فَخُذُوْا نَهْجَ الْخَیْرِ تَهْتَدُوْا وَاصْدِفُوْا عَنْ سَمْتِ الشَّرِّ تَقْصِدُوْا الْفَرَآئِضَ اَدُّوْهَآ اِلَی اللّٰهِ تُؤَدِّكُمْ اِلَی الْجَنَّةِ۔ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ حَرَامًا غَیْرَ مَجْهُوْلٍ، وَاَحَلَّ حَلَالًا غَیْرَ مَدْخُوْلٍ وَفَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَی الْحُرَمِ کُلِّهَا وَشَدَّ بِالْاِخْلَاصِ وَالتَّوْحِیْدِ حُقُوْقَ الْمُسْلِمِیْنَ فِیْ مَعَاقِدِهَا فَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَیَدِهٖ اِلَّا بِالْحَقِّ۔ وَلَا یَحِلُّ اَذَی الْمُسْلِمِ اِلَّا بِمَا یَجِبُ، بَادِرُوْا اَمْرَ الْعَآمَّةِ وَخَاصَّةِ اَحَدِكُمْ وَهُوَ الْمَوْتُ فَاِنَّ النَّاسَ اَمَامَكُمْ وَاِنَّ السَّاعَةَ تَحْدُوْكُمْ مِنْ خَلْفِكُمْ تَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا فَاِنَّمَا یَنْتَظِرُ بِاَوَّلِكُمْ اٰخِرُكُمْ اِتَّقُوا اللّٰهَ فِیْ عِبَادِهٖ وَبِلَادِهٖ فَاِنَّكُمْ مَسْئُوْلُوْنَ حَتّٰی عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَآئِمِ، وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَلَا تَعْصُوْهُ وَاِذَا رَاَیْتُمُ الْخَیْرَ فَخُذُوْا بِهٖ وَاِذَا رَاَیْتُمُ الشَّرَّ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) کو بندوں کا راہنما بنایا جس میں نیک و بد اور گفتار و کردار کا بیان فرمادیا۔ پس اے لوگو! تم نیکی کا راستہ اپنے سامنے رکھو تا کہ ہدایت یافتہ بن جاؤ اور بدی سے دوری اختیار کرو تا کہ صراط مستقیم کے راہرو بن جاؤ۔ دیکھو واجبات کی تعمیل کرو۔ یہ تعمیل واجبات تمہیں جنت کے دروازے تک پہنچا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو جو معلوم ہیں، حرام قرار دیا ہے۔ جس چیز میں کوئی عیب و نقص نہیں اسے حلال ٹھہرایا۔ احترام مسلم کو ہر حرمت پر ترجیح دی اور اخلاصِ توحید کے باعث مسلمانوں کے حقوق کو باہم مربوط کر دیا ہے، لہٰذا مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ اور آسودہ رہیں۔ یاد رکھو کسی مسلمان کو بغیر کسی جائز سبب کے ایذا پہنچانا حرام ہے۔ اس چیز کی طرف تیزی سے بڑھو جو امر عام سے تعلق رکھتی ہو۔ پھر اس چیز کی طرف سبقت کرو جو تم میں سے ہر شخص کے لئے مخصوص ہے۔ کوئی شبہ نہیں کہ گزرے ہوئے لوگ تمہارے پیش رو ہیں اور قیامت کا دن تم کو پیچھے سے ہنکار رہا ہے۔ پس گناہوں کے بار سے ہلکے پھلکے ہو جاؤ تا کہ جو تم سے پہلے جا چکے ہیں ان سے بآسانی مل جاؤ۔ تمہارے اول کے لئے تمہارے آخر کا انتظار کیا جا رہا ہے۔ خدا کے بندوں اور اس کے شہروں کے بارے میں خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ تم سے ہر چیز کے بارے میں حتیٰ کہ جانوروں اور زمینوں کے بارے میں بھی سوال کیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو، اس کی نافرمانی نہ کرو۔ جب کسی نیکی کو دیکھو اسے اختیار کر لو اور جب کسی بدی کو دیکھو اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو!

(۲) وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ هُوَ النَّاصِحُ الَّذِیْ لَا یَغُشُّ، وَالْهَادِیْ الَّذِیْ لَا یُضِلُّ، وَالْمُحَدِّثُ الَّذِیْ لَا یَكْذِبُ وَمَا جَالَسَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اَحَدٌ اِلَّا قَامَ عَنْهُ وَنُقْصَانٍ مِّنْ عَمًی وَاعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ لَیْسَ عَلٰی اَحَدٍ بَعْدَ الْقُرْاٰنِ مِنْ فَاقَةٍ وَّلَا لِاَحَدٍ قَبْلَ الْقُرْاٰنِ مِنْ غِنًی

فَاسْتَشْفُوْا مِنْ اَدْوَآئِكُمْ وَاسْتَعِيْنُوْا بِهٖ عَلَى الْاَوَائِكُمْ فَاِنَّ فِيْهِ شِفَآءً مِنْ اَكْبَرِ الدَّآءِ، وَهُوَ الْكُفْرُ وَالنِّفَاقُ وَالْغَيُّ وَالضَّلَالُ فَاسْأَلُوْا بِهٖ خَلْقَهٗ اِنَّهٗ شَافِعٌ وَّ مُشَفَّعٌ وَقَائِلٌ وَمُصَدَّقٌ وَ اَنَّهٗ مَنْ شَفَعَ لَهُ الْقُرْاٰنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شُفِّعَ فِيْهِ، وَمَنْ مَحَلَ بِهِ الْقُرْاٰنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ صُدِّقَ عَلَيْهِ، فَاِنَّهٗ يُنَادِيْ مُنَادٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَلَا اِنَّ كُلَّ حَارِثٍ مُبْتَلٰى فِيْ حَرْثِهٖ وَعَاقِبَةِ عَمَلِهٖ غَيْرَ حَرَثَةِ الْقُرْاٰنِ فَكُوْنُوْا مِنْ حَرَثَتِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاسْتَدِلُّوْهُ عَلٰى رَبِّكُمْ وَاسْتَنْصِحُوْهُ عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَاتَّهِمُوْا عَلَيْهِ اٰرَآءَكُمْ وَ اسْتَغِشُّوْا فِيْهِ اَهْوَآءَكُمْ۔

جان لو کہ بے شک یہ قرآن مجید ایسا نصیحت کرنے والا ہے جس میں کوئی آمیزش نہیں اور وہ ہدایت دینے والا ہے، جس کے ہوتے گمراہی کا امکان نہیں ہے۔ یہ وہ کلام ہے جس میں کسی قسم کی غلط بیانی موجود نہیں۔ کوئی شخص ایسا نہیں جس نے قرآن مجید سے فیض پایا ہو اور وہ کسی نقصان میں پڑا ہو۔ قرآن مجید کو جاننے کے بعد کسی کے لئے کوئی محتاجی نہیں رہی اور قرآن کریم سے ہٹ کر کسی کے لئے کوئی استغناء ممکن نہیں۔

پس تم اسی سے اپنے امراض کا مداوا چاہو، اسی کے ذریعہ اپنے ہر دشمن پر مدد کے طالب رہو کیونکہ یہی ہے جس میں کفر و نفاق اور گمراہی سے شفا ہے۔ پس اسی کو وسیلہ بنا کر خدا سے سوال کرو۔ محبت کی پونجی لے کر اس کی طرف رُخ کرو۔ اس کا وسیلہ دے کر کسی مخلوق سے کچھ نہ مانگو بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے مانگو، اس لئے کہ مخلوقات میں مجال نہیں کہ قرآن کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور وسیلہ بن سکے۔

جان لو کہ روز قیامت قرآن کریم کی شفاعت قبول ہوگی اور جس کسی کو قیامت کے دن قرآن پاک نے رسوا گردانا وہ نقصان سے نہ بچ سکے گا۔ قیامت کے دن ھاتف پکارے گا کہ سب

دنیا میں عمل کرتے رہے آج رسوا ہیں سوائے ان کے جو قرآن مجید سے جڑے رہے۔ پس تم قرآن مجید سے وابستہ ہو جاؤ اور اپنے رب تک پہنچنے کے لئے اسے رہبر بناؤ۔ اپنے نفوس پر اس سے نصیحت حاصل کرو۔ اس کے خلاف اپنی رائے کو غلط اور مہمل سمجھو۔ اس کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کو ٹھکرا دو۔

(۳) فَبَعَثَ اللّٰهُ مُحَمَّدًا ﷺ بِالْحَقِّ لِيُخْرِجَ عِبَادَهٗ مِنْ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ اِلٰى عِبَادَتِهٖ وَمِنْ طَاعَةِ الشَّيْطَانِ اِلٰى طَاعَتِهٖ. بِقُرْاٰنٍ قَدْ بَيَّنَهٗ وَاَحْكَمَهٗ لِيَعْلَمَ الْعِبَادُ رَبَّهُمْ اِذْ جَهِلُوْهُ وَلِيُقِرُّوْا بِهٖ بَعْدَ اِذْ جَحَدُوْهُ وَلِيُثْبِتُوْهُ بَعْدَ اِذْ اَنْكَرُوْهُ. فَتَجَلّٰى لَهُمْ سُبْحَانَهٗ فِيْ كِتَابِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنُوْا رَاَوْهُ بِمَآ اَرَاهُمْ مِنْ قُدْرَتِهٖ، وَخَوَّفَهُمْ مِّنْ سَطْوَتِهٖ.

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق وصداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا، تا کہ اس کے بندوں کو بتوں کی پرستش سے نکال کر اس کی پرستش پر لے آئیں اور شیطان کی اطاعت سے نکال کر اطاعت الٰہی کے راستے پر لا ڈالیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن مجید کو آشکار کر دیا تا کہ خدا کے بندے اپنے رب سے واقف ہو جائیں حالانکہ وہ اس سے نادان اور جاہل تھے۔ اور وہ لوگ اس کی ربوبیت کا اعتراف کرنے لگیں جو منکر تھے۔ وہ اس کی ہستی کے ثبات کو تسلیم کر لیں جو اسے باور نہیں کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اپنے آپ کو ظاہر فرما دیا، اس طرح کہ بغیر اپنا دیدار کرائے بندوں کو اپنی قدرت دکھا دی اور اپنے عذاب کے خوف سے انہیں ڈرایا۔

(۴) وَاعْلَمُوْا! اَنَّهٗ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَيَكَادُ صَاحِبُهٗ اَنْ يَّشْبَعَ مِنْهُ وَيَمَلَّهٗ اِلَّا الْحَيَاةَ، فَاِنَّهٗ لَا يَجِدُ لَهٗ فِي الْمَوْتِ رَاحَةً. وَاِنَّمَا ذٰلِكَ بِمَنْزِلَةِ الْحِكْمَةِ الَّتِيْ هِيَ حَيَاةٌ لِّلْقَلْبِ الْمَيِّتِ، وَبَصَرٌ لِّلْعَيْنِ الْعَمْيَاءِ، وَسَمْعٌ لِّلْاُذُنِ الصَّمَّاءِ، وَرِيٌّ لِّلظَّمْاٰنِ وَفِيْهَا الْغِنٰى كُلُّهٗ وَالسَّلَامَةُ.

(۵) كِتَابُ اللّٰهِ تُبْصِرُوْنَ بِهٖ وَتَنْطِقُوْنَ بِهٖ، وَتَسْمَعُوْنَ بِهٖ، وَيَنْطِقُ بَعْضُهٗ بِبَعْضٍ وَّيَشْهَدُ بَعْضُهٗ عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا يَخْتَلِفُ فِي اللّٰهِ وَلَا يُخَالِفُ بِصَاحِبِهٖ عَنِ اللّٰهِ۔

جان لو! زندگی کے علاوہ یہاں کی ہر چیز کا مالک بالآخر سیر ہو جاتا ہے کیونکہ موت میں کوئی راحت نظر نہیں آتی۔ کوئی شبہ نہیں کہ دنیا میں رہ کر بیدار رہنا بہت بڑی حکمت ہے کہ یہ مردہ دل کے لئے زندگی، بے بصیرت کے لئے بینائی، بہرے (نصیحت نہ سننے والے) کے لئے شنوائی اور تشنہ رحمت کے لئے سیرابی ہے۔ اس میں دنیا سے بے نیازی اور عذاب الٰہی سے سلامتی ہے!

تمہارے لئے راہ نجات صرف قرآن کریم میں ہے کہ اسی کے وسیلہ سے (حق کو) دیکھتے اور سنتے ہو۔ اس کے بعض حصے، بعض حصوں کی تفسیر کرتے ہیں۔ ایک آیت کو سمجھنے کے لئے دوسری آیت ذریعہ ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم معارف واحکام میں کوئی اختلاف نہیں رکھتا اور اپنے پیروکاروں کو خدا سے جدا نہیں ہونے دیتا۔

(٦) اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ لَمْ يَعِظْ اَحَدًا بِمِثْلِ هٰذَا الْاَمِيْنُ وَفِيْهِ رَبِيْعُ الْقَلْبِ وَيَنَابِيْعُ الْعِلْمِ وَمَا لِلْقَلْبِ جِلَآءٌ غَيْرُهٗ مَعَ اَنَّهٗ قَدْ ذَهَبَ الْمُتَذَكِّرُوْنَ وَبَقِيَ النَّاسُوْنَ اَوِ الْمُتَنَاسُوْنَ فَاِذَا رَاَيْتُمْ خَيْرًا فَاَعِيْنُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا رَاَيْتُمْ شَرًّا فَاذْهَبُوْا عَنْهُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُوْلُ يَابْنَ اٰدَمَ اِعْمَلِ الْخَيْرَ وَدَعِ الشَّرَّ فَاِذَا اَنْتَ جَوَادٌ قَاصِدًا۔

بے شک اللہ تعالیٰ نے کسی کو قرآن حکیم سے زیادہ اچھی نصیحت نہیں کی۔ قرآن پاک خدا کی مضبوط رسّی اور اس کا مستحکم وسیلہ ہے۔ اسی کے دامن میں دل کی بہار اور علم کے چشمے ہیں اس کے علاوہ کوئی چیز ایسی نہیں جو قلب کو جلا سکتی ہو۔ نصیحت قبول کرنے والے لوگ گزر گئے اور وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جو بھولنے والے اور بھلا دینے والے ہیں۔ پس جب تم خیر کو دیکھو تو اس کے مددگار بن جاؤ اور جب کوئی شر دیکھو تو اس سے روگردان ہو جاؤ کیونکہ رسول اللہ ﷺ

ارشاد فرمایا کرتے تھے: اے ابن آدم خیر پر عمل کر اور شر کو چھوڑ دے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو بلاشبہ تو خوش رفتار اور میانہ رو ہوگا۔

اسلام کیا ہے؟

(۱) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ شَرَعَ الْاِسْلَامَ، فَسَهَّلَ شَرَآئِعَهٗ لِمَنْ وَّرَدَهٗ، وَاَعَزَّ اَرْكَانَهٗ عَلٰی مَنْ غَالَبَهٗ فَجَعَلَهٗ اَمْنًا لِّمَنْ عَلِقَهٗ وَسِلْمًا لِّمَنْ دَخَلَهٗ، وَبُرْهَانًا لِّمَنْ تَكَلَّمَ بِهٖ، وَشَاهِدًا لِّمَنْ خَاصَمَ بِهٖ، وَنُوْرًا لِّمَنِ اسْتَضَآءَ بِهٖ وَفَهْمًا لِّمَنْ عَقَلَ وَلُبًّا لِّمَنْ تَدَبَّرَ، وَاٰيَةً لِّمَنْ تَوَسَّمَ وَتَبْصِرَةً لِّمَنْ عَزَمَ، وَعِبْرَةً لِّمَنِ اتَّعَظَ، وَنَجَاةً لِّمَنْ صَدَّقَ، وَثِقَةً لِّمَنْ تَوَكَّلَ، وَرَاحَةً لِّمَنْ فَوَّضَ، وَجُنَّةً لِّمَنْ صَبَرَ فَهُوَ اَبْلَجُ الْمَنَاهِجِ وَاَوْضَحُ الْوَلَآئِجِ مُشْرِفُ الْمُنَارِ۔ مُشْرِقُ الْجَوَآدِ، مُضِیْءُ الْمَصَابِیْحِ كَرِیْمُ الْمِضْمَارِ۔ رَفِیْعُ الْغَایَةِ، جَامِعُ الْحُلْیَةِ مُتَنَافَسُ السُّبْقَةِ، شَرِیْفُ الْفُرْسَانِ، اَلتَّصْدِیْقُ مِنْهَاجُهٗ، وَالصّٰلِحَاتُ مَنَارُهٗ وَالْمَوْتُ غَایَتُهٗ وَالدُّنْیَا مِضْمَارُهٗ، وَالْقِیَامَةُ حَلْبَتُهٗ وَالْجَنَّةُ سُبْقَتُهٗ۔

شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ اس نے اسلام کے احکام اتارے اور جو کوئی مسلمان ہوا اس کے لئے دین کی راہیں آسان کر دیں۔ اس کے ارکان اور ستون پختہ بنائے تا کہ کوئی کافر و منافق اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ پس اسے محل امن قرار دیا تا کہ اپنے آپ کو اس پر قائم رکھے۔ اسلام دین صلح و آشتی ہے، اسکے لئے جو اس میں داخل ہو جائے۔ روشن دلیل ہے اس کے لئے جو اس کے وسیلہ سے گفتگو کرے۔ گواہ ہے اس کے لئے جو برسرِ جنگ ہو۔ نور اور روشنی ہے اس کے لئے جو اس سے روشنی اور ہدایت کا طالب ہو۔ حکمت و دانش ہے اس کے لئے جو اس پر تدبر کرے۔ عقل و ادراک ہے اس کے لئے جو غور و فکر سے کام لے۔ یہ نجات ہے اس کے لئے جو راہ حق کی جستجو کرے۔ بینائی ہے اس کے لئے جو عزم صمیم کا حامل ہو۔ عبرت اور آگاہی ہے اس

کے لئے کہ جو نصیحت قبول کرے۔ عذاب الٰہی سے چھٹکارا ہے اس کے لئے جو اسے اپنائے۔ یہ باعث اطمینان ہے اس کے لئے جو خدا پر بھروسہ رکھتا ہو۔ آسائش ہے اس کے لئے جو اپنے معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔ یہ پناگاہ ہے اس کے لئے جو صبر و استقامت کا جوہر رکھتا ہو! اسلام سچائی کے راستوں میں سب سے زیادہ روشن راستہ اور مذاہب میں سب سے زیادہ آشکار مذہب ہے۔ اس کا مینار بلند، اس کا راستہ نمایاں اور اس کا چراغ روشنی دینے والا ہے۔ یہ مقابلہ کے میدان میں سب سے آگے ہے۔ اس کا نتیجہ قرب الٰہی ہے اور اس کا جوہر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے۔ اس کا راستہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق ہے۔ اس کا میدان ریاضت و تربیت ہے۔ اور بہشت اس کا انعام ہے۔

(۲) ثُمَّ اِنَّ هٰذَ الْاِسْلَامَ دِیْنُ اللّٰهِ الَّذِی اسْطَانَاهُ لِنَفْسِهٖ، وَاصْطَنَعَهٗ عَلٰی عَیْنِهٖ، وَاَصْفَاهُ خِیَرَةَ خَلْقِهٖ وَاَقَامَ دَعَآئِمَهٗ عَلٰی مَحَبَّتِهٖ اَذَلَّ الْاَدْیَانَ بِعِزَّتِهٖ وَوَضَعَ الْمِلَلَ بِرَفْعِهٖ وَاَهَانَ اَعْدَآءَهٗ بِكَرَامَتِهٖ وَخَذَلَ مُحَادِیْهِ بِنَصْرِهٖ وَهَدَمَ اَرْكَانَ الضَّلَالَةِ بِرُكْنِهٖ وَسَقٰی مَنْ عَطَشَ مِنْ حِیَاضِهٖ وَاَتَاقَ الْحِیَاضَ لِمَوَاتِحِهٖ. ثُمَّ جَعَلَهٗ انْفِصَامُ لِعُرْوَتِهٖ وَلَا فَكَّ لِحَلْقَتِهٖ وَلَا انْهِدَامَ لِاَسَاسِهٖ وَلَا زَوَالَ لِدَعَآئِمِهٖ وَلَا انْقِلَاعَ لِشَجَرَتِهٖ وَلَا انْقِطَاعَ لِمُدَّتِهٖ وَلَا عَفَاءَ لِشَرَآئِعِهٖ وَلَا دُعُوْتَةَ بِسُهُوْلَتِهٖ وَلَا سَوَادَ لِوَضَحِهٖ وَلَا عِوَجَ لِاِنْتِصَابِهٖ وَلَا اِنْطِفَاءَ لِمَصَابِیْحِهٖ وَلَا مَرَارَةَ لِحَلَاوَتِهٖ. فَهُوَ دَعَآئِمُ اَسَاخَ فِی الْحَقِّ اَسْنَاخَهَا وَثَبَّتَ لَهَا اَسَاسَهَا وَیَنَابِیْعُ غَزُرَتْ عُیُوْبُهَا وَمَصَابِیْحَ شَبَّتْ نِیْرَانُهَا وَمَنَارُ اقْتَدٰی بِهَا سُفَّارُهَا وَاَعْلَامٌ قُصِدَ بِهَا فِجَاجُهَا وَمَنَاهِلُ رُدِی بِهَا وَمُرَادُهَا جَعَلَ اللّٰهُ فِیْهِ مُنْتَهٰی رِضْوَانِهٖ، وَذِرْوَةِ وَعَآئِمِهٖ وَسَنَامَ طَاعَتِهٖ فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ وَثِیْقُ الْاَرْكَانِ رَفِیْعُ الْبَیَانِ، مُنِیْرُ الْبُرْهَانِ مُضِیْءُ النِّیْرَانِ عَزِیْزُ السُّلْطَانِ مُشْرِفِ

اَلْمَنَارِ مُعْوِرُ الْمَنَارِ فَشَرِّ نُوْهُ وَاتَّبِعُوْهُ وَاَدُّوْا اِلَيْهِ حَقَّهُ وَضَعُوْهُ مَوَاضِعَهُ۔

اسلام اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے اس نے پسند فرمایا اور اپنی نگرانی میں آگے بڑھایا۔ اپنے منتخب بندوں کے لئے چنا اور اس کے ستون اپنی محبت پر قائم کیے۔ دیگر مذاہب کو اس کی عظمت کے سامنے جھکا دیا اور اس کی بلندی کے آگے دوسری قوموں کو پست کر دیا۔ اسلام کی کرامت سے دشمنوں کو گمراہ کیا اور اس کے حریفوں کو ختم کر دیا اس کی وجہ سے گمراہی کے راستے مٹا دیئے۔ پیاسوں کو اسی کے چشمے سے سیراب کیا اور ان چشموں کو پانی سے بھروا دیا۔ پھر اس دین کو وہ رسی قرار دیا جو کبھی ٹوٹے گی نہیں۔ نہ اس کے حلقے کھل سکتے ہیں، نہ بنیاد گر سکتی ہے اور نہ اس کے ستون اپنی جگہ چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اس کا درخت اکھڑے گا، نہ اس کی مدت ختم ہوگی اور نہ اس کے کشادہ راستے مٹیں گے۔ نہ اس کی شاخیں کٹیں گی نہ راہیں تنگ ہونگی۔ نہ اس کی آسانیاں سختیاں ہوں گی نہ اس کی وضاحتیں تاریک اور گنجلک ہوں گی۔ نہ اس کی استواری میں کجی آئے گی نہ اس کے ستون کمزور ہونگے۔ نہ اس کے راستے اجڑیں گے نہ اس کے چراغ بجھنے والے ہیں اور نہ اس کی حلاوت میں تلخی آنے والی ہے (بلکہ یہ دین قیامت تک تازہ و پائندہ رہے گا) اسلام کے ستون خدا نے حق کی گہرائیوں پر قائم کئے ہیں اور بنیاد کو استوار و مضبوط کیا ہے۔ اس کے چشموں کو اتھاہ بنایا اور اس کے چراغوں کے شعلے تیز بھڑکائے اور منارے ایسے بنائے کہ مسافرین راہ علم و حق اس کی روشنی میں چلیں۔ وہ علامتیں قرار دیں کہ راہ حق کا قصد کیا جائے۔ وہ چشمے بنائے کہ پیاسے اترنے والے سیراب ہوں۔ اس دین میں انتہائی رضا قرار دی اپنے ستونوں کی بلندی اپنی اطاعت کی چوٹیاں بنائیں۔ (یہ دین) خدا کے نزدیک مضبوط ارکان، بلند بنیاد، واضح دلیل، روشن چراغ اور بلند نشان ہے۔ اس کو مٹانا ناممکن ہے۔ اس لئے اس کی عظمتیں مانو، تعظیم کرو اور پیروی کا حق ادا کرو۔ جو اس دین کا مقام ہے اسے پہچانو اور اپناؤ۔

(۳) اَیُّهَا النَّاسُ! سَیَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ یُّکْفَأُ فِیْهِ الْاِسْلَامُ کَمَا یُکْفَأُ الْاِنَاءُ بِمَا فِیْهِ. اَیُّهَا النَّاسُ، اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَعَاذَکُمْ مِنْ اَنْ یَّجُوْرَ عَلَیْکُمْ، وَلَمْ یُعِذْکُمْ مِنْ اَنْ یَّبْتَلِیَکُمْ وَقَدْ قَالَ جَلَّ مِنْ قَائِلٍ (اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ وَّاِنْ کُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ)۔

اے لوگو! وہ زمانہ بہت جلد آنے والا ہے جب اسلام کو اس طرح الٹ دیا جائے گا جس طرح کسی برتن کو اس کی تمام چیزوں سمیت اُلٹ دیا جاتا ہے۔ لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے پناہ دے دی ہے کہ وہ تم پر کوئی ظلم کرے، لیکن تمہیں آزمائش میں ڈالنے سے پناہ نہیں دی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے: اس ابتلا میں ان کے لئے نشانیاں ہیں اور ہم ضرور انہیں آزمائینگے۔

زھد کیا ہے؟

اَیُّهَا النَّاسُ! اَلزَّهَادَةُ قَصْرُ الْاَمَلِ، وَ الشُّکْرُ عِنْدَ النِّعَمِ، وَالْوَرَعُ عِنْدَ الْمَحَارِمِ. فَاِنْ عَزَبَ ذٰلِکَ عَنْکُمْ فَلَا یَغْلِبُ الْحَرَامُ صَبْرَکُمْ وَلَا تَنْسَوْا عِنْدَ النِّعَمِ شُکْرَکُمْ. فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْکُمْ بِحُجَجٍ مُسْفِرَةٍ ظَاهِرَةٍ وَکُتُبٍ بَارِزَةِ الْعُذْرِ.

اے لوگو! امیدوں کی کمی، نعمت پر خدا کا شکر اور حرام چیزوں ں سے اجتناب کرنا زہد ہے۔ حرام کو اپنے صبر پر غالب نہ آنے دو۔ نعمت خداوندی پر شکر گزاری نہ بھولو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی روشن حجتوں اور کتب آسمانی سے تمہارے لئے کسی عذر کی گنجائش باقی نہیں رکھی۔

تقویٰ کی اہمیت

(۱) وَاعْلَمُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اَنَّهٗ لَمْ یَخْلُقْکُمْ عَبَثًا وَّلَمْ یُرْسِلْکُمْ هَمَلًا عَلِمَ مَبْلَغَ نِعَمِهٖ عَلَیْکُمْ وَاَحْصٰی اِحْسَانَهٗ اِلَیْکُمْ فَاسْتَفْتِحُوْهُ وَاسْتَنْجِحُوْهُ وَاطْلُبُوْا اِلَیْهِ وَاسْتَمْنِحُوْهُ.

خدا کے بندو! یاد رکھو، اس نے تمہیں بے مقصد پیدا نہیں کیا، اور نہ تمہیں بے مہار چھوڑا۔ اسے تم پر نازل شدہ نعمتوں کی انتہا معلوم ہے۔ اس نے تم پر اپنے احسانات کا پیمانہ طے کر لیا ہے لہٰذا

اس سے فتوحات مانگو اور کامیابی مانگو۔

(۲) اُوصِیکُم۔۔ اَیُّهَا النَّاسُ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَ کَثْرَةِ حَمْدِهٖ عَلَی الْآلَائِهٖ اِلَیْکُمْ وَنَعْمَآئِهٖ عَلَیْکُمْ وَبَلَآئِهٖ لَدَیْکُمْ فَکَمْ خَصَّکُمْ بِنِعْمَةٍ وَ تَدَارَکَکُمْ بِرَحْمَةٍ اَعْوَرْتُمْ لَهٗ فَسَتَرَکُمْ وَتَعَرَّضْتُمْ لِاَخْذِهٖ فَاَمْهَلَکُمْ وَاُوصِیکُمْ بِذِکْرِ الْمَوْتِ وَاِقْلَالِ الْغَفْلَةِ عَنْهُ

لوگو! تمہیں تقوٰی اور اس کی نعمتوں کی فراوانی پر شکر کی نصیحت کرتا ہوں۔ کتنی ایسی نعمتیں ہیں جن سے تمہیں خاص کیا اور اپنی رحمتوں سے تمہیں نوازا۔ تم نے کھلے گناہ کئے مگر اس نے پردہ پوشی کی۔ تم اس کی گرفت میں آئے مگر اس نے مہلت دی۔

دیکھو! موت کی یاد اور غفلت سے بچنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اور تم ایسی چیز سے غفلت کر بھی کیسے سکتے ہو کہ جو تمہیں مہلت نہ دے گی؟۔

صبر کی فضیلت

اَلْزِمُوا الْاَرْضَ وَاصْبِرُوْا عَلَی الْبَلَآءِ وَلَا تُحَرِّکُوا بِاَیْدِیکُمْ وَسُیُوفِکُمْ فِیْ هَوَی اَلْسِنَتِکُمْ وَلَاتَسْتَعْجِلُوْا بِمَا لَمْ یُعَجِّلْهُ اللّٰهُ لَکُمْ فَاِنَّهٗ مَنْ مَاتَ مِنْکُمْ عَلٰی فِرَاشِهٖ وَهُوَ عَلٰی مَعْرِفَتِهٖ حَقَّ رَبِّهٖ وَحَقَّ رَسُوْلِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ مَاتَ شَهِیْدًا وَوَقَعَ اَجْرُ عَلَی اللّٰهِ

وَاسْتَوْجَبَ ثَوَابَ مَانَوٰی مِنْ صَالِحِ عَمَلِهٖ وَقَامَتِ النِّیَّةُ مَقَامَ اِصْلَاتِهٖ لِسَیْفِهٖ وَ اِنَّ بِکُلِّ شَیْءٍ مُدَّةً وَّاَجَلًا۔

اپنی جگہ پر بیٹھے غور کرتے رہو۔ بلاؤں پر صبر کرو۔ اپنے ہاتھ اور تلواریں اپنی ہوس بے موقع برتنے سے رکے رہو۔ جن کاموں کے لئے تم سے خدا نے جلدی نہیں چاہی ہے ان میں جلدی نہ کرو تم میں سے جو بھی اپنے خدا اور رسول ﷺ اور اہل بیت علیہم السلام کا حق جاننے کے بعد اپنے بستر پر مرے وہ شہید ہو گا اور اس کا عوض خدا کے ذمے ہو گا اور جس اچھے عمل کی نیت کی ہو گی اس کا مستحق ہو گا

جو ثواب راہ خدا میں جہاد کرنے کا ہے وہی جہاد کی نیت خالص کا بھی ہے۔ بات یہ ہے کہ ہر چیز کا وقت اور زمانہ ہوتا ہے۔

استقامت اختیار کرو (۱) اَلْعَمَلُ الْعَمَلَ! ثُمَّ النِّهَايَةَ النِّهَايَةَ!! وَالْاِسْتِقَامَةَ الْاِسْتِقَامَةَ! ثُمَّ الصَّبْرَ الصَّبْرَ وَالْوَرَعَ الْوَرَعَ! اِنَّ لَكُمْ نِهَايَةً فَانْتَهُوْٓا اِلٰى نِهَايَتِكُمْ وَاِنَّ لَكُمْ عَلَمًا فَاهْتَدُوْا بِعَلَمِكُمْ. وَاِنَّ لِلْاِسْلَامِ غَايَةً فَانْتَهُوْٓا اِلٰى غَايَتِهٖ وَاخْرُجُوْا اِلَى اللّٰهِ مِمَّا افْتَرَضَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَقِّهٖ وَبَيَّنَ لَكُمْ مِنْ وَّظَآئِفِهٖ اَنَا شَاهِدٌ لَكُمْ وَحَجِيْجٌ۔

عمل کرو! عمل!۔۔ آخرت پر نظر رکھو، انجام کار پر نظر رکھو، استوار ہو جاؤ، صبر اختیار کرو! خواہش نفس کی پیروی سے گریز کرو، یہی تمہاری عاقبت اور خاتمہ ہے۔

اصلاحِ معاشرہ ثُمَّ جَعَلَ سُبْحَانَهٗ مِنْ حُقُوْقِهٖ حُقُوْقًا افْتَرَضَهَا لِبَعْضِ النَّاسِ عَلٰى بَعْضٍ فَجَعَلَهَا تَتَكَافَأُ فِيْ وُجُوْهِهَا وَيُوْجِبُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَلَا يُسْتَوْجَبُ بَعْضُهَا اِلَّا بِبَعْضٍ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق میں سے کچھ حق انسانوں کے ذمے قرار دیئے۔ یہ حق مختلف حالات میں ایک دوسرے میں مساوات پیدا کرتے اور ایک دوسرے کا سبب بنتے ہیں اور جب تک ان میں سے ایک حق فرض نہ ہولے دوسرا فرض متعلق نہیں ہوتا۔

☆ وَمَنِ اسْتَهَانَ بِالْاَمَانَةِ وَرَتَعَ فِي الْخِيَانَةِ وَلَمْ يُنَزِّهْ نَفْسَهٗ وَدِيْنَهٗ عَنْهَا فَقَدْ اَحَلَّ بِنَفْسِهٖ فِي الدُّنْيَا (الذُّلَّ وَ) الْخِزْيَ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَذَلُّ وَاَخْزٰى وَاِنَّ اَعْظَمَ الْخِيَانَةِ خِيَانَةُ الْاُمَّةِ الْغِشَّ غِشُّ الْاَئِمَّةِ۔

یاد رکھو جو کوئی امانت میں غفلت سے کام لیتا ہے خیانت کے میدان میں چرتا پھرتا ہے اور اپنے

نفس و دین کو اس گندگی سے پاک نہیں رکھتا تو وہ اس دنیا میں بھی اپنے اوپر بلائیں نازل کراتا ہے اور آخرت میں وہ سب سے زیادہ گم کردہ راہ اور رُوسیاہ ہوگا۔ سب سے بڑی خیانت اُمّت کی خیانت ہے اور سب سے بڑی دغابازی امام سے دغابازی ہے۔

ذکر الٰہی اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی جَعَلَ الذِّکْرَ جِلَآءً لِّلْقُلُوْبِ تَسْمَعُ بِهٖ بَعْدَ الْوَقْرَةِ وَتُبْصِرُ بِهٖ بَعْدَ الْعَشْوَةِ وَتَنْتَعَادُ بِهِ الْمُعَانَدَةِ وَمَا بَرِحَ لِلّٰهِ۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذکر و یاد کو قلب کی صیقل اور جلا قرار دیا، ذکر الٰہی کے ذریعہ لوگ جو بہرے تھے بعد میں سننے والے بن گئے۔ جو نابینا تھے وہ دیکھنے والے بن گئے، جو حق کے دشمن تھے وہ فرمانبردار بن گئے۔

شانِ اولیاء وَاِنَّ لِلذِّکْرِ لَاَهْلًا اَخَذُوْهُ مِنَ الدُّنْیَا بَدَلًا فَلَمْ تَشْغَلْهُمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْهُ یَقْطَعُوْنَ بِهٖ اَیَّامَ الْحَیَاةِ وَیَهْتِفُوْنَ بِالزَّوَاجِرِ عَنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فِیْ اَسْمَاعِ الْغَافِلِیْنَ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ وَیَاْتَمِرُوْنَ بِهٖ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیَتَنَاهَوْنَ عَنْهُ فَکَاَنَّمَا قَطَعُوْا الدُّنْیَآ اِلَی الْاٰخِرَةِ وَهُمْ فِیْهَا فَشَاهَدُوْا مَا وَرَآءَ ذٰلِكَ فَکَاَنَّمَا اطَّلَعُوْا غُیُوْبَ اَهْلِ الْبَرْزَخِ فِیْ طُوْلِ الْاِقَامَةِ فِیْهِ وَحَقَّقَتِ الْقِیَامَةُ عَلَیْهِمْ عِدَاتِهَا فَکَشَفُوْا غِطَآءَ ذٰلِكَ لِاَهْلِ الدُّنْیَا حَتّٰی کَاَنَّهُمْ یَرَوْنَ مَا لَا یَرَی النَّاسُ، وَیَسْمَعُوْنَ مَا لَا یَسْمَعُوْنَ۔

بے شک خدا کو یاد کرنے والے، کچھ اولیاء اللہ ایسے ہیں جنہوں نے ذکرِ خدا اور مال دنیا کے عوض حاصل کیا ہے۔ یہ دنیا کے کاروبار اور خرید و فروخت میں مشغول نہیں ہوتے، بلکہ زندگی خدا کی یاد میں بسر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ حرام و حلال کر دیا ہے اس کا علم لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور جن کاموں کا حکم دیتے ہیں خود بھی انجام دیتے ہیں۔ اور جن ناپسندیدہ چیزوں سے منع کرتے ہیں خود بھی ان سے باز رہتے ہیں۔ وہ آخرت پر ایسا ایمان رکھتے ہیں گویا دنیا انجام کو پہنچ گئی اور آخرت آ گئی ہے، اور یہ اسی میں رہ رہے ہیں۔ جو کچھ آخرت میں

ہے اسے آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔اس طرح گویا وہ اہل برزخ کے احوال سے دنیا میں آگاہ ہو جاتے ہیں اور قیامت کے وعدے ان کے لئے ثابت ہو چکے ہوتے ہیں۔پس وہ اہل دنیا کے سامنے برزخ کے پردے اٹھا دیتے ہیں۔اس طرح گویا سب کچھ دیکھ رہے ہیں جسے دوسرے لوگ نہیں دیکھتے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وصیت اپنے فرزند کے لئے

(۱) فَاِنِّیْ اُوصِیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ اَیْ بُنَیَّ وَلُزُوْمِ اَمْرِہٖ وَعِمَارَةِ قَلْبِكَ بِذِكْرِہٖ وَالْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِهٖ وَاَیُّ نَسَبٍ اَوْثَقُ مِنْ سَبَبٍ بَیْنَكَ وَبَیْنَ اللّٰهِ اِنْ اَنْتَ اَخَذْتَ بِهٖ۔

اے فرزند! میں تجھے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔اس کے حکم پر کار بند رہو۔اس کے ذکر سے قلب کو آباد۔اس کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو، کیونکہ اس رشتے سے زیادہ مضبوط کوئی رشتہ نہیں جو تیرے اور خدا کے درمیان موجود ہے۔

(۲) اَحْیِیْ قَلْبَكَ بِالْمَوْعِظَةِ وَاَمِتْهُ بِالزَّهَادَةِ وَقَوِّهٖ بِالْیَقِیْنِ وَنَوِّرْهُ بِالْحِكْمَةِ وَذَلِّلْهُ بِذِكْرِ الْمَوْتِ وَقَرِّرْهُ بِالْفَنَاءِ وَبَصِّرْهُ فَجَآئِعَ الدُّنْیَا وَحَذِّرْهُ صَوْلَةَ الدَّهْرِ وَفُحْشَ تَقَلُّبِ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ۔

اے فرزند! دل کو نصیحت سے زندہ کر، زہد سے مار، یقین سے قوت دے، حکمت سے روشن کر، موت کی یاد سے اس پر قابو پا۔فانی ہونے کا اس سے اقرار لے۔مصائب یاد دلا کے اُسے ہوشیار بنا۔زمانے کی نیرنگیوں سے اسے ڈرا۔

(۳) فَاَصْلِحْ مَثْوَاكَ وَلَا تَبِعْ اٰخِرَتَكَ بِدُنْیَاكَ. وَدَعِ الْقَوْلَ فِیْمَا لَا تَعْرِفُ وَالْخِطَابَ فِیْمَا لَمْ تُكَلَّفْ وَاَمْسِكْ عَنْ طَرِیْقٍ اِذَا خِفْتَ ضَلَالَتَهٗ فَاِنَّ الْكَفَّ عِنْدَ حَیْرَةِ الضَّلَالِ خَیْرٌ مِنْ رُكُوْبِ الْاَهْوَالِ۔

لہٰذا اپنی جگہ درست کر لے۔آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچ۔بے علمی کی حالت میں بولنا چھوڑ

دے۔ بے ضرورت گفتگو سے پرہیز کر۔ جس راہ میں بھٹک جانے کا اندیشہ ہو اس سے باز رہ، کیونکہ قدم کا روک لینا ہولنا کیوں میں پھنسنے سے بہتر ہے۔

(۴) وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ تَكُنْ مِنْ اَهْلِهٖ وَاَنْكِرِ الْمُنْكَرِ بِيَدِكَ وَلِسَانِكَ وَبَايِنْ مَنْ فَعَلَهٗ بِجُهْدِكَ وَجَاهِدْ فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَلَا تَاْخُذْكَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةُ لَائِمٍ وَخُضِ الْغَمَرَاتِ لِلْحَقِّ حَيْثُ كَانَ، وَتَفَقَّهْ فِي الدِّيْنِ وَعَوِّدْ نَفْسَكَ التَّصَبُّرَ عَلَى الْمَكْرُوْهِ وَنِعْمَ الْخُلُقُ التَّصَبُّرُ وَاِفِي الْحَقِّ۔

تو نیکی کی تبلیغ کرے گا تو نیکوں میں سے ہو جائے گا۔ بُرائی کو اپنے ہاتھ اور زبان سے دور رکھ۔ بُروں سے الگ رہ۔ خدا کی راہ میں جہاد کر جیسا کہ حق ہے جہاد کرنے کا۔ خدا کے معاملے میں ملامت کرنیوالوں کی ملامت سے نہ ڈر۔ حق کے لئے مصائب کے طوفان میں اتر جا۔ دین میں تفقہ حاصل کر۔ مکروہات کی برداشت کا عادی بن کیونکہ برداشت کی قوت بہترین ہے۔

(۵) وَاَلْجِئْ نَفْسَكَ فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا اِلٰى اِلٰهِكَ فَاِنَّكَ تُلْجِئُهَا اِلٰى كَهْفٍ حَرِيْزٍ وَمَانِعٍ عَزِيْزٍ

سب کاموں میں اپنے لئے خدا کی پناہ تلاش کر، اس طرح تو مضبوط جائے پناہ قلعے میں پہنچ جائے گا۔

(۶) وَاَعْلَمْ اَنَّهٗ لَا خَيْرَ فِيْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَلَا يُنْتَفَعُ بِعِلْمٍ لَا يَحِقُّ تَعَلُّمُهٗ۔

وہی بات ٹھیک ہوتی ہے جو مفید ہوتی ہے، بے فائدہ علم بے کار ہے اور اس کی طلب ناروا!

(۷) وَرَاَيْتُ حَيْثُ عَنَانِيْ مِنْ اَمْرِكَ مَا يَعْنِي الْوَالِدُ الشَّفِيْقُ وَاَجْمَعْتُ عَلَيْهِ مِنْ اَدَبِكَ اَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ وَاَنْتَ مُقْبِلُ الْعُمُرِ، وَمُقْتَبِلُ الدَّهْرِ، ذُوْنِيَّةٍ سَلِيْمَةٍ وَنَفْسٍ صَافِيَةٍ وَاَنْ اَبْتَدِئَكَ بِتَعْلِيْمِ كِتَابِ اللّٰهِ وَتَاْوِيْلِهٖ وَشَرَائِعِ الْاِسْلَامِ وَاَحْكَامِهٖ وَحَلَالِهٖ وَحَرَامِهٖ (وَ) لَا اُجَاوِزَ لَكَ اِلٰى غَيْرِهٖ۔

اس لئے میں نے چاہا کہ یہ وصیت ایسی حالت میں ہو کہ تو ابھی کم عمر ہے۔ دُنیا میں نو وارد ہے۔

تیرا دل سلیم اور نفس پاک ہے۔ پہلے میں نے ارادہ کیا تھا کہ تجھے صرف کتاب اللہ اور اس کی تفسیر کی شریعت اور اس کے احکام، حلال وحرام کی تعلیم دوں گا۔

(۸) یَا بُنَیَّ! اَنَّ اَحَبَّ مَا اَنْتَ اٰخِذٌ بِهٖ اِلَیَّ مِنْ وَّصِیَّتِیْ، تَقْوَی اللّٰہِ وَالِاقْتِصَادُ عَلٰی مَا فَرَضَهُ اللّٰہُ عَلَیْكَ وَالْاَخْذُ بِمَا مَضٰی عَلَیْهِ الْاَوَّلُوْنَ مِنْ اٰبَآئِكَ وَالصَّالِحُوْنَ مِنْ اَهْلِ بَیْتِكَ فَاِنَّهُمْ لَمْ یَدَعُوْا اَنْ نَظَرُوْا لِاَنْفُسِهِمْ کَمَا اَنْتَ نَاظِرٌ وَفَکَّرُوْا کَمَا اَنْتَ مُفَکِّرٌ ۔ ثُمَّ رَدَّهُمْ اٰخِرُ ذٰلِكَ اِلَی الْاَخْذِ بِمَا عَرَفُوْا۔

فرزند! تیری جس بات سے میں خوش ہوں گا، یہ ہے کہ تو خدا سے خوف کرے اور اس کے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ کرے۔ اپنے اسلاف اور خاندان کے پاک بزرگوں کی راہ پر گامزن ہو کیونکہ جس طرح آج تو اپنے آپ کو دیکھتا ہے اسی طرح کل وہ بھی اپنے آپ کو دیکھتے تھے اور جس طرح تو غور کرتا ہے وہ بھی غور کرتے تھے۔ آخر تجربوں نے انہیں مجبور کر دیا کہ سیدھی راہ پر آجائیں اور فضول باتوں سے پرہیز کریں۔

(۹) فَتَفَهَّمْ یَا بُنَیَّ وَصِیَّتِیْ وَاعْلَمْ اَنَّ مَالِكَ الْمَوْتِ هُوَ مَالِكُ الْحَیَاةِ وَاَنَّ الْخَالِقَ هُوَ الْمُمِیْتُ وَاَنَّ الْمُغْنِیَ هُوَ الْمُعِیْدُ وَاَنَّ الْمُبْتَلِیَ هُوَ الْمُعَافِیْ وَاَنَّ الدُّنْیَا لَمْ تَکُنْ لِتَسْتَقِرَّ اِلَّا عَلٰی مَا جَعَلَهَا اللّٰہُ عَلَیْهِ مِنَ النَّعْمَآءِ وَالْاِبْتِلَآءِ وَالْجَزَآءِ فِی الْمَعَادِ اَوْ مَا شَآءَ مِمَّا لَا نَعْلَمُ فَاِنْ اَشْکَلَ عَلَیْكَ شَیْءٌ مِنْ ذٰلِكَ فَاحْمِلْهُ عَلٰی جَهَالَتِكَ بِهٖ فَاِنَّكَ اَوَّلَ مَا خُلِقْتَ جَاهِلًا ثُمَّ عُلِّمْتَ وَمَآ اَکْثَرَ مَا تَجْهَلُ مِنَ الْاَمْرِ وَیَتَحَیَّرُ فِیْهِ رَاْیُكَ وَیَضِلُّ فِیْهِ بَصَرُكَ ثُمَّ تُبْصِرُهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاعْتَصِمْ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ وَرَزَقَكَ وَسَوَّاكَ وَلْیَکُنْ لَّهٗ تَعَبُّدُكَ وَاِلَیْهِ رَغْبَتُكَ وَمِنْهُ شَفَقَتُكَ۔

اے فرزند! میری وصیت خوب سمجھ۔ جان لے کہ جس کے ہاتھ میں موت ہے، اُسی کے ہاتھ

میں زندگی بھی ہے۔ جو پیدا کرنے والا ہے، وہی مارنے والا بھی ہے۔ جو فنا کرتا ہے، وہی حیاتِ نو بھی بخشتا ہے۔ اور جو مصیبت میں ڈال کے امتحان لیتا ہے وہی نجات بھی دیتا ہے۔ یقین کر دنیا کا قیام اللہ کے اس قانون پر ہے کہ انسان کو نعمتیں بھی ملتی ہیں اور آزمائش بھی پیش آتی ہے اور پھر آخرت میں جزا دی جاتی ہے جس کا ہمیں علم نہیں۔ اگر کوئی بات تیری سمجھ میں نہ آئے تو انکار نہ کر دے بلکہ اسے اپنی کم سمجھی پر محمول کر کے غور کر، کیونکہ اول تو جاہل ہی پیدا ہوا تھا پھر بتدریج علم حاصل ہوا۔ ابھی نہ معلوم کتنی باتیں ایسی ہیں جن سے تو لاعلم ہے، جن میں تیری عقل حیران رہ جاتی ہے اور بصیرت کام نہیں دیتی۔ لیکن کچھ وقت کے بعد ان کا علم تجھے ہو جاتا ہے۔ پس تیری وابستگی اسی ذات سے ہو، جس نے تجھے پیدا کیا ہے، رزق دیا اور تیری نشوونما کی ہے۔ اسی کے لئے تیری عبادت ہو، اسی کی طرف تیرا سر جھکے اور اُسی سے تیری خشیت ہو۔

(۱۰) وَاعْلَمْ یَا بُنَیَّ اَنَّ اَحَدًا لَمْ یُنْبِیءُ عَنِ اللّٰہِ کَمَا اَنْبَاَ عَنْہُ الرَّسُوْلُ ﷺ فَارْضِ بِہٖ رَاءِدًا وَاِلَی النَّجَاۃِ قَائِدًا۔

اے فرزند! خدا کے بارے میں کسی نے ایسی تعلیم نہیں دی جیسی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دی ہے۔ پس تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہی کو اپنا رہنما بنا اور نجات کے لئے انہی کو مرکز و محور تصور کر۔

(۱۱) وَاَعْلَمْ یَا بُنَیَّ اَنَّ لَوْ کَانَ لِرَبِّکَ شَرِیْکٌ لَاَتَتْکَ رُسُلَہٗ وَلَرَ اَیْتَ اٰثَارِ مُلْکِہٖ وَسُلْطَانِہٖ وَلَعَرَفْتَ اَفْعَالَہٗ وَصِفَاتِہٖ، وَلٰکِنَّہٗ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ کَمَا وَصَفَ نَفْسَہٗ لَا یُضَآدُّہٗ فِیْ مُلْکِہٖ اَحَدٌ وَلَا یَزُوْلُ اَبَدًا وَلَمْ یَزَلْ، اَوَّلَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ بِلَا اَوَّلِیَّۃٍ وَاٰخِرُ بَعْدَ الْاَشْیَآءِ بِلَا نِھَایَۃٍ عَظُمَ عَنْ اَنْ تَثْبَتَ رَبُوْبِیَّتُہٗ بِاَحَاطَۃٍ قَلْبٍ اَوْ بَصَرٍ۔

اے فرزند! اگر تیرے پروردگار کا کوئی شریک ہوتا تو اس کے بھی رسول آتے۔ اس کی سلطنت و حکومت کے بھی آثار دکھائی دیتے۔ اس کے افعال و اعمال بھی ظاہر ہوتے، مگر نہیں۔ وہ اللہ تو

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

ایک ہی ہے جیسا کہ خود اُس نے اپنے بارے میں فرما دیا ہے۔ اس کی حکومت میں کوئی شریک نہیں ہمیشہ سے ہے۔ ہمیشہ رہے گا۔ سب سے اول ہے، مگر خود اس کی ابتدا نہیں۔ سب سے آخر ہے مگر خود اس کی انتہا نہیں۔ اس کی شان اس سے کہیں بلند ہے کہ قلب کے تصور اور نگاہ کے ادراک پر اس کی ربوبیت موقوف ہو۔

(۱۲) يَا بُنَيَّ اجْعَلْ نَفْسَكَ مِيزَانًا فِيمَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ غَيْرِكَ فَأَحْبِبْ لِغَيْرِكَ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهُ مَا تَكْرَهُ لَهَا وَلَا تَظْلِمْ كَمَا لَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ وَاكْرَهْ لَهُ نَفْسِكَ مَا تَسْتَقْبِحُ مِنْ غَيْرِكَ وَارْضَ مِنَ النَّاسِ بِمَا تَرْضَاهُ لَهُمْ مِنْ نَفْسِكَ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تَعْلَمُ وَإِنْ قَلَّ مَا تَعْلَمُ وَلَا تَقُلْ مَا لَا تُحِبُّ أَنْ يُقَالَ لَكَ۔

اے فرزند! اپنے اور دوسروں کے درمیان خود اپنی ذات کو میزان بنا۔ جو بات تجھے اپنے لئے پسند ہے، وہی ان کے لئے بھی پسند کر اور جو بات خود اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے ان کے حق میں بھی ناپسند کر۔ کسی پر ظلم نہ کر کیونکہ دوسرے کا ظلم تو اپنے آپ پر نہیں چاہتا۔ سب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آ۔ جس طرح تیری خواہش ہے کہ وہ تجھ سے پیش آئیں۔ لوگوں کی جو باتیں ناپسند ہوں وہ اپنی بھی ناپسند کر۔ اگر لوگ تجھ سے وہی برتاؤ کریں جو تو ان سے کرتا ہے تو اسے ٹھیک سمجھ۔ بغیر علم کے کچھ نہ کہہ، اگرچہ تیرا علم کتنا ہی کم ہو۔ اور ایسی بات کسی کے حق میں ہرگز نہ کہہ جو خود تو ان سے اپنے لئے سننا نہیں چاہتا۔

(۱۳) وَاعْلَمْ أَنَّ الَّذِي بِيَدِهِ خَزَائِنُ السَّمٰوٰاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ أَذِنَ لَكَ فِي الدُّعَاءِ وَتَكَفَّلَ لَكَ بِالْإِجَابَةِ وَأَمَرَكَ أَنْ تَسْأَلَهُ لِيُعْطِيَكَ وَتَسْتَرْحِمَهُ لِيَرْحَمَكَ وَلَمْ يَجْعَلْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ مَنْ يَحْجُبُهُ عَنْكَ وَلَمْ يُلْجِئْكَ إِلَى مَنْ يَشْفَعُ لَكَ إِلَيْهِ وَلَمْ يَمْنَعْكَ إِنْ أَسَأْتَ مِنَ التَّوْبَةِ وَلَمْ يُعَاجِلْكَ بِالنِّقْمَةِ وَلَمْ يُعْتِبْكَ بِالْإِنَابَةِ وَلَمْ يَفْضَحْكَ حَيْثُ

الْفَضِيحَةُ بِكَ أَوْلَى وَلَمْ يُشَدِّدْ عَلَيْكَ فِي قَبُولِ الْاِنَابَةِ وَلَمْ يُنَاقِشْكَ بِالْجَرِيْمَةِ وَلَمْ يُؤْيِسْكَ مِنَ الرَّحْمَةِ بَلْ جَعَلَ نُزُوْعَكَ عَنِ الذَّنْبِ حَسَنَةً وَّحَسَبَ سَيِّئَتَكَ وَاحِدَةً وَّحَسَبَ حَسَنَتَكَ عَشْرًا ۔ وَفَتَحَ لَكَ بَابَ الْمَتَابِ وَبَابَ الْاِسْتِيْعَابِ ۔ فَاِذَا نَادَيْتَهٗ سَمِعَ نِدَآئَكَ وَاِذَا نَاجَيْتَهٗ عَلِمَ نَجْوَاكَ فَاَفْضَيْتَ اِلَيْهِ بِحَاجَتِكَ وَاَبْثَثْتَهٗ ذَاتَ نَفْسِكَ وَشَكَوْتَ اِلَيْهِ هُمُوْمَكَ وَاسْتَكْشَفْتَهٗ كُرُوْبَكَ وَاسْتَعَنْتَهٗ عَلٰى اُمُوْرِكَ وَسَأَلْتَهٗ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ مَا لَا يَقْدِرُ عَلٰى اِعْطَآئِهٖ غَيْرُهٗ مِنْ زِيَادَةِ الْاَعْمَارِ ، وَصِحَّةِ الْاَبْدَانِ وَسَعَةِ الْاَرْزَاقِ ثُمَّ جَعَلَ فِيْ يَدَيْكَ مَفَاتِيْحَ خَزَآئِنِهٖ بِمَآ اَذِنَ لَكَ فِيْهِ مِنْ مَّسَالَتِهٖ فَمَتٰى شِئْتَ اسْتَفْتَحْتَ بِالدُّعَآءِ اَبْوَابَ نِعْمَتِهٖ وَاسْتَمْطَرْتَ شَآبِيْبَ رَحْمَتِهٖ ۔ فَلَا يُقْنِطْكَ اِبْطَاءُ اِجَابَتِهٖ ۔ فَاِنَّ الْعَطِيَّةَ عَلٰى قَدْرِ النِّيَّةِ ۔ وَرُبَّمَا اُخِّرَتْ عَنْكَ الْاِجَابَةُ لِيَكُوْنَ ذٰلِكَ اَعْظَمَ لِاَجْرِ السَّآئِلِ وَاَجْزَلَ لِعَطَآءِ الْاٰمِلِ وَرُبَّمَا سَاَلْتَ الشَّیْءَ فَلَا تُؤْتَاهُ وَاُوْتِيْتَ خَيْرًا مِّنْهُ عَاجِلًا اَوْ اٰجِلًا اَوْ صُرِفَ عَنْكَ لِمَا هُوَ خَيْرٌ لَّكَ فَلَرُبَّ اَمْرٍ قَدْ طَلَبْتَهٗ فِيْهِ هَلَاكُ دِيْنِكَ لَوْ اُوْتِيْتَهٗ فَلْتَكُنْ مَّسْاَلَتُكَ فِيْمَا يَبْقٰى لَكَ جَمَالُهٗ وَيُنْفٰى عَنْكَ وَبَالُهٗ وَالْمَالُ (لَا) يَبْقٰى لَكَ وَلَا تَبْقٰى لَهٗ ۔

یقین کر، جس کے دستِ تصرّف میں آسمان و زمین کے خزانے ہیں اُس نے مانگنے کی اجازت دے دی ہے اور قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا ہے اس نے کہا مانگ مل جائے گا، رحم کی التجا کر رحم کیا جائے گا۔ اس نے اپنے اور تیرے درمیان حاجب کھڑے نہیں کیے جو تجھے اس کے حضور پہنچنے سے روکیں اور نہ سفارشیوں ہی کا تجھے محتاج بنایا ہے جو اس کے سامنے تیری سفارش کریں۔ تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو بھی تجھے نہ محروم کرتا ہے نہ تجھ سے انتقام لیتا ہے۔ اور جب تو دوبارہ اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو وہ نہ تجھ پر طعنہ زن ہوتا ہے، نہ تیری پردہ دری کرتا ہے حالانکہ تو

اس کا مستحق ہوتا ہے۔ وہ توبہ کے قبول کرنے میں حجت نہیں کرتا، اپنی رحمت سے مایوس نہیں ہونے دیتا بلکہ اس نے توبہ کو نیکی قرار دیا ہے۔ ایک بدی کو اللہ تعالیٰ ایک ہی گنتا ہے مگر ایک نیکی کو دس شمار کرتا ہے۔ اس نے توبہ کا دروازہ کھول رکھا ہے۔ وہ تیری پکار سنتا ہے، تیری مناجات پر کان دھرتا ہے۔ تو اس سے مرادیں مانگتا ہے دل کی حالت بیان کرتا ہے، اپنی پیتا سناتا ہے اور اپنی مصیبتوں کی فریاد کرتا ہے، اپنی مشکلوں میں مدد مانگتا ہے۔ تو اس سے عمر کی درازی، جسم کی تندرستی، رزق کی کشادگی چاہتا ہے اور اس کی رحمت کے ایسے ایسے خزانے طلب کرتا ہے جو اس کے سوا کوئی اور دے نہیں دے سکتا۔ غور کر اس نے طلب کی اجازت دے کر اپنی رحمت کے خزانوں کی کنجیاں تیرے حوالے کر دی ہیں۔ تو جب چاہے دعا کر کے اس کی نعمتوں کے دروازے کھلوا لے۔ رحمتوں کا مینہ برسوا لے۔ لیکن اگر اجابتِ دُعا میں دیر ہو تو مایوس نہ ہو، کیونکہ قبول دعا کا مدار نیت کی صحت پر ہے۔ کبھی اجابتِ دُعا میں اس لئے دیر ہوتی ہے کہ سائل کو زیادہ ثواب ملے، امیدوار کو زیادہ بخشش دی جائے۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی مانگتا ہے اور محروم رہتا ہے مگر جلد یا بدیر طلب سے زیادہ اسے دے دیا جاتا ہے یا پھر محرومی ہی اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔ نہیں معلوم کتنی مرادیں ایسی ہیں کہ پوری ہو جائیں۔ تو انسان کی عاقبت ہی برباد ہو جائے۔ پس تیری دعا انہی باتوں کے لئے ہو جو تیرے لئے نفع بخش ہیں اور جو نقصان دہ ہیں وہ دور رہیں۔ سُن لے مال و دولت بڑی چیز نہیں۔ مال تیرے لئے ہے تو مال کے لئے نہیں ہے۔

(۱۴) يَا بُنَيَّ، أَكْثِرْ مِنْ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَذِكْرِ مَا تَهْجُمُ عَلَيْهِ وَتُفْضِي بَعْدَ الْمَوْتِ إِلَيْهِ حَتّٰى يَأْتِيَكَ وَقَدْ أَخَذْتَ مِنْهُ حِذْرَكَ وَشَدَدْتَ لَهُ أَزْرَكَ وَلَا يَأْتِيَكَ بَغْتَةً فَيَبْهَرَكَ۔

اے فرزند! موت پر، اپنے عمل پر اور موت کے بعد کی حالت پر ہمیشہ تیرا دھیان رہے تاکہ جب اللہ تعالیٰ کو اس کا پیام پہنچے تو تیرا سب کچھ پہلے سے ٹھیک ٹھاک ہو اور تجھے اچانک اس پیام کو سننا نہ پڑے۔

(۱۵) وَاَعْلَمْ يَقِيْنًا اَنَّكَ لَنْ تَبْلُغَ اَمَلَكَ وَلَنْ تَعْدُدَ اَجَلَكَ وَاَنَّكَ فِيْ سَبِيْلِ مَنْ كَانَ قَبْلَكَ فَخَفِّضْ فِي الطَّلَبِ، وَاَجْمِلْ فِي الْمُكْتَسَبِ فَاِنَّهُ رُبَّ طَلَبٍ قَدْ جَرَّ اِلٰى حَرَبٍ فَلَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ بِمَرْزُوْقٍ وَلَا كُلُّ مُجْمِلٍ بِمَحْرُوْمٍ وَاَكْرِمْ نَفْسَكَ عَنْ كُلِّ دَنِيَّةٍ وَاِنْ سَاقَتْكَ اِلٰى غَآئِبٍ فَاِنَّكَ لَنْ تَعْتَاضَ بِمَا تَبْذُلُ مِنْ نَفْسِكَ عِوَضًا وَلَا تَكُنْ عَبْدَ غَيْرِكَ وَقَدْ جَعَلَكَ اللّٰهُ وَمَا خَيْرٌ بِخَيْرٍ لَا يُنَالُ اِلَّا بِشَرٍّ وَيُسْرٍ لَا يُنَالُ اِلَّا بِعُسْرٍ۔

اے فرزند! تو اپنی سب امیدوں میں کامیاب ہو نہیں سکتا۔ زندگی سے زیادہ جی نہیں سکتا۔ تو بھی اسی راہ پر چل رہا ہے جس پر تجھ سے پہلے لوگ جا چکے ہیں۔ لہٰذا اپنی طلب میں اعتدال مد نظر رکھ۔ کمائی میں سلامت روی سے تجاوز نہ کر۔ یاد رکھ کوئی طلب ایسی بھی ہوتی ہے جو حرماں نصیبی کی طرف لے جاتی ہے۔ نہ ہر مانگنے والے کو ملتا ہے اور نہ ہر خوددار محروم رہتا ہے۔ ہر قسم کی ذلت سے اپنے آپ کو بچا، چاہے وہ کیسی ہی مرغوبات کی طرف لے جانے والی ہو کیونکہ عزت کا معاوضہ تجھے کبھی مل ہی نہیں سکتا۔ دوسروں کا غلام نہ بن کیونکہ خدا نے تجھے آزاد پیدا کیا ہے وہ بھلائی کس کام کی جو برائی سے آئے۔ اس دولت کا کیا فائدہ جو ذلت کی راہ سے حاصل ہو۔

(۱۶) وَاِنَّ الْيَسِيْرَ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَعْظَمُ وَاَكْرَمُ مِنَ الْكَثِيْرِ مِنْ خَلْقِهٖ، وَاِنْ كَانَ كُلٌّ مِنْهُ۔

خدا کا دیا ہوا تھوڑا، مخلوق کے دیے ہوئے بہت سے کہیں زیادہ ہے باعث عزت بھی۔ اگرچہ مخلوق کے پاس جو کچھ بھی ہے سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔

(۱۷) وَتَلَافِيْكَ مَا فَرَطَ مِنْ صَمْتِكَ اَيْسَرُ مِنْ اِدْرَاكِكَ مَافَاتَ مِنْ مَنْطِقِكَ وَحِفْظُ مَا فِي الْوِعَآءِ بِشَدِّ الْوِكَآءِ، وَحِفْظُ مَا فِيْ يَدَيْكَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ طَلَبِ مَا فِيْ غَيْرِكَ

وَمَرَارَةُ الْبَاسِ خَيْرٌ مِنَ الطَّلَبِ اِلَى النَّاسِ وَالْحِرْقَةُ مَعَ الْعِفَّةِ خَيْرٌ مِنَ الْغِنٰى مَعَ
الْفُجُوْرِ. وَالْمَرْءُ اَحْفَظُ بِسِرِّهٖ وَرُبَّ سَاعٍ فِيْمَا يَضُرُّهٗ. مَنْ اَكْثَرَ اَهْجَرَ. وَمَنْ تَفَكَّرَ
اَبْصَرَ قَارِنْ اَهْلَ الْخَيْرِ مِنْهُمْ وَبَايِنْ اَهْلَ الشَّرِّ بِنْ عَنْهُمْ بِئْسَ الطَّعَامُ الْحَرَامُ
وَظُلْمُ الضَّعِيْفِ اَفْحُشُ الظُّلْمِ. اِذَا كَانَ الرِّفْقُ خُرْقًا كَانَ الْخُرْقُ رِفْقًا. رُبَّمَا كَانَ
الدَّوَآءُ دَآءً وَالدَّآءُ دَوَآءً. وَرُبَّمَا نَصَحَ غَيْرَ النَّاصِحِ وَغَشَّ الْمُسْتَنْصَحُ وَاِيَّاكَ
وَاِتِّكَالَكَ عَلَى الْمُنٰى فَاِنَّهَا بَضَآئِعُ الْمَوْتٰى وَالْعَقْلُ حِفْظُ التَّجَارِبِ. وَخَيْرُ مَا جَرَّبْتَ
مَا وَعَظَكَ بَادِرِ الْفُرْصَةَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ غُصَّةً. لَيْسَ كُلُّ طَالِبٍ يُصِيْبُ وَلَا كُلُّ
غَآئِبٍ يَوُبُ وَمِنَ الْفَسَادِ اِضَاعَةُ الزَّادِ وَمَفْسَدَةُ الْمَعَادِ. وَلِكُلِّ اَمْرٍ عَاقِبَةٌ سَوْفَ
يَاتِيْكَ مَا قُدِرَكَ. التَّاجِرُ مُخَاطِرَ، وَرُبَّ يَسِيْرٍ اَغْنٰى مِنْ كَثِيْرٍ وَلَا خَيْرَ فِيْ مَعِيْنٍ
مَهِيْنٍ وَلَا صَدِيْقٍ ظَنِيْنٍ سَاهِلِ الدَّهْرَ مَا ذَلَّ لَكَ قَعُوْدُهٗ وَلَا تُخَاطِرْ بِشَيْءٍ رَجَآءَ
اَكْثَرَ مِنْهُ. وَاِيَّاكَ اَنْ تَجْمَعَ بِكَ مَطِيَّةُ اللَّجَاجِ اَحْمِلْ نَفْسَكَ مِنْ اَخِيْكَ عِنْدَ صَرْمِهٖ
وَعِنْدَ جُمُوْدِهٖ عَلَى الْبَذْلِ، وَعِنْدَ تَبَاعُدِهٖ عَلَى الدُّنُوِّ وَعِنْدَ شِدَّتِهٖ عَلَى اللِّيْنِ، وَعِنْدَ
جُرْمِهٖ عَلَى الْعُذْرِ، حَتّٰى كَاَنَّكَ لَهٗ عَبْدٌ وَكَاَنَّهٗ ذُوْ نِعْمَةٍ عَلَيْكَ. وَاِيَّاكَ اَنْ تَضَعَ ذٰلِكَ فِيْ
غَيْرِ مَرْضِعِهٖ اَوْ اَنْ تَفْعَلَهٗ بِغَيْرِ اَهْلِهٖ. لَا تَتَّخِذَنَّ عَدُوَّ صَدِيْقِكَ صَدِيْقًا، فَتُعَادِيَ
صَدِيْقِكَ. وَامْحَضْ اَخَاكَ النَّصِيْحَةِ، حَسَنَةً كَانَتْ اَوْ قَبِيْحَةً وَتَجَرَّعِ الْغَيْظَ. فَاِنَّ لَمْ
اَوْ جُرْعَةً اَحْلٰى مِنْهَا عَاقِبَةً وَّلَا اَلَذَّ مَغَبَّةً وَلِنْ لِمَنْ غَالَظَكَ فَاِنَّهٗ يُرْشِكُ اَنْ يَلِيْنَ لَكَ
وَخُذْ عَلٰى عَدُوِّكَ بِالْفَضْلِ فَاِنَّهٗ اَحْلَى الظَّفَرَيْنِ وَاِنْ اَرُوْتَ قَطِيْعَةَ اَخِيْكَ فَاسْتَبْقِ
لَهٗ ذٰلِكَ يَوْمًا مَّا وَمَنْ ظَنَّ بِكَ خَيْرًا فَصَدِّقْ ظَنَّهٗ وَلَا تُضِيْعَنَّ حَقَّ اَخِيْكَ اِتِّكَالًا عَلٰى
مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ، فَاِنَّهٗ لَيْسَ لَكَ بِاَخٍ بِكَ وَلْ. تَرْغَبَنَّ فِيْمَنْ زَهِدَ عَنْكَ وَلَا يَكُوْنَنَّ

اَخُوكَ عَلٰى مُقَاطَعَتِكَ اَقْوٰى مِنْكَ عَلٰى صِلَتِهٖ وَلَا يَكُوْنَنَّ عَلَى الْاِسَاءَةِ اَقْوٰى مِنْكَ عَلَى الْاِحْسَانِ وَلَا يَكْبُرَنَّ عَلَيْكَ ظُلْمُ مَنْ ظَلَمَكَ فَاِنَّهٗ يَسْعٰى مَضَرَّتِهٖ وَنَفْعِكَ وَلَيْسَ جَزَاءُ مَنْ سَرَّكَ اَنْ تَسُوْءَهٗ۔

خاموشی کی وجہ سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک آسان ہے لیکن گفتگو سے جو خرابی پیدا ہوتی ہے اس کا تدارک مشکل ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ مشک کا منہ باندھ کر ہی پانی روکا جاتا ہے؟ اپنا مال نہ خرچ کرنا دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے کہیں اچھا ہے۔ مایوسی کی تلخی، سوال کرنے سے بہتر ہے۔ اور آبرو کے ساتھ محنت مزدوری بدکاری کی دولت سے بہتر ہے۔ آدمی اپنا راز، خود ہی خوب چھپا سکتا ہے۔ کبھی آدمی اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی مار لیتا ہے۔ جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطی کرتا ہے۔ نیکوں کی صحبت اختیار کرو، نیک ہو جاؤ گے۔ بدوں کی صحبت سے پرہیز کرو، بدی سے دور رہو گے۔ حرام کھانا، بدترین کھانا ہے۔ کمزور پر ظلم کرنا سب سے بڑا ظلم ہے۔ جب نرمی سختی بن جائے تو سختی نرمی بن جاتی ہے۔ کبھی دوا بیماری ہو جاتی ہے اور بیماری دوا۔ کبھی بدخواہ خیر خواہی کر جاتا ہے اور خیر خواہ بدخواہی۔ موہوم امیدوں پر تکیہ نہ کرو کیونکہ یہ مُردوں کا سرمایہ ہیں۔ تجربات یاد رکھنے کا نام عقل ہے۔ بہترین تجربہ وہ ہے جو نصیحت آموز ہے۔ موقع سے فائدہ اٹھاؤ اس سے پہلے کہ وہ تمہارے خلاف ہو جائے۔ ہر کوشش کرنیوالا کامیاب نہیں ہوتا۔ ہر جانے والا واپس نہیں آتا۔ مال کا ضائع کرنا اور عاقبت کا بگاڑنا فساد عظیم ہے۔ انسان کی قسمت مقدر ہو چکی ہے۔ جو کچھ تیرے نوشتہ تقدیر میں ہے جلد یا دیر سے سامنے آ جائے گا۔ تاجر ایک لحاظ سے قمار باز ہوتا ہے۔ کبھی قلت میں کثرت سے زیادہ برکت ہوتی ہے۔ توہین کرنے والے مددگار اور سوء ظن رکھنے والے دوست میں ذرا بھلائی نہیں۔ جب تک زمانہ ساتھ دے، زمانے کا ساتھ دو۔ حرص تجھے اندھا نہ کردے اور

عداوت تجھے بے عقل نہ بنانے پائے۔ دوست دوستی توڑے توتم اسے جوڑ دو۔ وہ دوری اختیار کرے توتم نزدیک ہوجاؤ۔ وہ سختی کرے توتم نرمی کرو۔ وہ غلطی کرے توتم اس کے لئے عذر تلاش کرو۔ دوست کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو گویا تم غلام ہواور وہ آقا، لیکن خبردار یہ برتاؤ بے محل نہ ہو۔ نااہل کے ساتھ نہ رہو۔ دوست کے دشمن کو دوست نہ بناؤ، ورنہ دوست بھی دشمن ہوجائے گا۔ دوست کو بے لاگ نصیحت کرو، اچھی لگے یا بُری لگے۔ غصہ پی جایا کرو۔ میں نے غصے کے جام سے زیادہ میٹھا کوئی جام نہیں دیکھا۔ جوتم سے سختی کرے، اس سے نرمی کروخود بخود نرم پڑ جائے گا۔ دوستی کاٹنا ضروری ہی ہوتو بھی کچھ نہ کچھ لگاؤ باقی رکھوتا کہ جب چاہو دوستی کو جوڑ سکو۔ جوتم سے حُسنِ ظن رکھے اس کے حسن ظن کو جھوٹا نہ ہونے دو۔ دوست کے حقوق اس گھمنڈ میں تلف نہ کرو کہ دوست ہے کیونکہ جس کے حقوق تلف کر دیئے جاتے ہیں وہ دوست نہیں رہتا۔ ایسے نہ ہوجاؤ کہ تمہارا خاندان ہی تمہارے ہاتھوں سب سے زیادہ بدبخت بن جائے۔ جوکوئی بے پروائی ظاہر کرے اس کی طرف نہ جھکو۔ دوست دوستی توڑنے میں اورتم دوستی جوڑنے میں برابر نہ ہو۔ تمہارا پلڑا ہمیشہ بھاری رہے۔ نیکی سے زیادہ بدی میں تیز نہ ہو۔ ظالم کے ظلم سے تنگ دل نہ ہو کیونکہ وہ خود اپنا نقصان اور تمہارا نفع کر رہا ہے۔ جوتمہیں خوش کرے اس کا صلہ یہ نہیں کہ تم اسے رنج پہنچاؤ۔

(۱۸) وَاعْلَمْ يَا بُنَيَّ اَنَّ الرِّزْقَ رِزْقَانِ: رِزْقٌ تَطْلُبُهٗ وَرِزْقٌ يَطْلُبُكَ فَاِنْ اَنْتَ لَمْ تَأْتِهٖ أَتَاكَ مَا اَقْبَحَ الْخُضُوْعَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَالْجَفَاءَ عِنْدَ الْغِنٰى اِنَّ لَكَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَ صْلَحْتَ بِهٖ مِثْوَاكَ. اِنْ جَزَّعْتَ عَلٰى مَا تَفَلَّتَ مِنْ يَّدَيْكَ فَاجْزَعْ عَلٰى كُلِّ مَا لَمْ يَعْمَلِ اِلَيْكَ اسْتَدِلِّ عَلٰى مَا لَمْ يَكُنْ بِمَا قَدْ كَانَ رَفَاِنَّ الْاُمُوْرَ أَشْبَاهٌ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِمَّنْ لَّا تَنْفَعُهُ الْعِظَةُ اِلَّا اِذَا بَالَغْتَ فِيْ اِيْلَامِهٖ فَاَنَّ الْعَاقِلَ يَتَّعِظُ بِالْاٰدَابِ وَالْبَهَآئِمِ لَا

تَتَّعِظُ اِلَّا بِالضَّرْبِ اَطْرَحْ عَنْكَ وَارِدَاتِ الْهُمُوْمِ بِعَزَآئِمِ الصَّبْرِ وَحُسْنِ الْيَقِيْنِ
وَالصَّدِيْقُ مَنْ صَدَقَ غَيْبُهٗ وَالْهَوٰى شَرِيْكُ الْعَنَآءِ رُبَّ بَعِيْدٍ اَقْرَبُ مِنْ قَرِيْبٍ۔
وَالْغَرِيْبُ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهٗ حَبِيْبٌ مَنْ تَعَدَّى الْحَقَّ ضَاقَ مَذْهَبُهٗ وَمَنِ اقْتَصَرَ عَلٰى
قَدْرِهٖ كَانَ اَبْقٰى لَهٗ وَاَوْثَقُ سَبَبٍ اَخَذْتَ بِهٖ سَبَبٌ بَيْنَكَ وَبَيْنَ اللهِ وَمَنْ لَمْ يُبَالِكَ
فَهُوَ عَدُوُّكَ قَدْ يَكُوْنُ الْيَاسُ اِدْرَاكًا اِذْ كَانَ الطَّمَعُ هَلَاكًا۔ لَيْسَ كُلُّ عَوْرَةٍ تَظْهَرُ وَلَا
كُلَّ فُرْصَةٍ تُصَابُ۔ وَرُبَّمَا اَخْطَاَ الْبَصِيْرُ قَصْدَهٗ وَاَصَابَ الْاَعْمٰى رُشْدَهٗ۔ اَخِّرِ الشَّرَّ
فَاِنَّكَ اِذَا شِئْتَ تَعَجَّلْتَهٗ وَقَطِيْعَةُ الْجَاهِلِ تَعْدِلُ صِلَةَ الْعَاقِلِ۔ مَنْ اَمِنَ الزَّمَانَ
خَانَهٗ وَمَنْ اَعْظَمَهٗ اَهَانَهٗ اَلَيْسَ كُلُّ مَنْ رَمٰى اَصَابَ اِذَا تَغَيَّرَ السُّلْطَانُ تَغَيَّرُ الزَّمَانِ
سَلْ عَنِ الرَّفِيْقِ قَبْلَ الطَّرِيْقِ۔ وَعَنِ الْجَارِ قَبْلَ الدَّارِ۔ اِيَّاكَ اَنْ تَذْكُرَ مِنَ الْكَلَامِ
مَا كَانَ۔ مُضْحِكًا وَاِنْ حَكَيْتَ ذٰلِكَ عَنْ غَيْرِكَ۔ وَعَزْمُهُنَّ اِلٰى وَهْنٍ، وَاكْفُفْ عَلَيْهِنَّ
مِنَ الْبَصَارِهِنَّ بِحِجَابِكَ اِيَّاهُنَّ فَاَنَّ شِدَّةَ الْحِجَابِ اَبْقٰى عَلَيْهِنَّ وَلَيْسَ خُرُوْجُهُنَّ
بِاَشَدَّ مِنْ اِدْخَالِكَ مِنْ لَا يُوْثَقُ بِهٖ عَلَيْهِنَّ وَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَعْرِفْنَ غَيْرُكَ
فَافْعَلْ۔ وَلَا تُمَلِّكِ الْمَرْاَةَ مِنْ اَمْرِهَا مَا جَاوَزَ نَفْسَهَا فَاِنَّ الْمَرْاَةَ رَيْحَانَةٌ وَلَيْسَتْ
بِعَهْدِ مَانَةٌ وَلَا تَعْدُ بِلَرَامَتِهَا نَفْسَهَا وَلَا تُطِعْهَا فِيْ اَنْ تَشْفَعَ بِغَيْرِهَا وَاِيَّاكَ وَالتَّغَايُرَ
فِيْ غَيْرَةٍ فَاَنَّ ذٰلِكَ يَدْعُوْ الصَّحِيْحَةَ اِلَى السُّقْمِ وَالْبَرِيْٓئَةَ اِلَى الرِّيَبِ وَاجْعَلْ لِّكُلِّ
اِنْسَانٍ مِنْ خَدَمِكَ عَمَلًا تَأْخُذُهٗ بِهٖ فَاَنَّهٗ أَحْرٰى اَنْ لَا يَتَوَاكَلُوْا فِيْ خِدْمَتِكَ اَكْرِمْ
عَشِيْرَتَكَ فَاَنَّهُمْ جَنَاحُكَ الَّذِيْ بِهٖ تَطِيْرُ وَاَصْلُكَ الَّذِيْ اِلَيْهِ تَصِيْرُ وَيَدُكَ الَّتِيْ بِهَا
تَصُوْلُ ۔اِسْتَوْدِعُ اللهِ دِيْنَكَ وَدُنْيَاكَ وَأَسْأَلُهٗ خَيْرَ الْقَضَاءِ (لَكَ) فِي الْعَاجِلَةِ
وَالْاٰجِلَةِ، وَالدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔ وَالسَّلَامُ!

اے فرزند! رزق دو قسم کا ہوتا ہے: ایک وہ جس کی تو جستجو کرتا ہے دوسرا وہ جو تیری جستجو کرتا ہے۔ پس اگر تو جستجو چھوڑ دے تو رزق خود ہی تیرے پاس آجائے گا۔ دنیا میں تیرا حصہ بس اتنا ہے جتنے سے تو اپنی عاقبت درست کر سکے۔ اگر تو اس چیز پر رنج کرتا ہے، جو تیرے ہاتھ سے نکل گئی ہے تو ہر اس چیز پر رنج کر جو تیرے ہاتھ میں نہیں آئی ہے۔ آئندہ کو گذشتہ سے الگ سمجھو۔ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ، جن پر نصیحت نہیں، ملامت اثر کرتی ہے۔ دانا آدمی معمولی تنبیہ سے مان جاتا ہے۔ مگر چوپایہ مار سے باز آتا ہے۔ خواہشوں اور دل کے وسوسوں کو صبر و یقین کی عزیمتوں سے زائل کر دو۔ جو کوئی راہِ اعتدال سے تجاوز کرتا ہے بد راہ ہو جاتا ہے۔ دوست رشتہ دار کی طرح ہے۔ سچا دوست وہی ہے جو پیٹھ پیچھے حق دوستی ادا کرے۔ نفس کی خواہشوں اور بدبختیوں میں ساجھا ہے۔ کتنے اپنے ہیں جو غیروں سے زیادہ غیر ہیں اور کتنے غیر ہیں جو اپنوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ پردیسی وہ ہے جس کا کوئی دوست نہیں۔ جس نے راہِ حق چھوڑ دی اس کا رستہ تنگ ہے۔ جو اپنی حیثیت پر رہتا ہے اس کی عزت باقی رہتی ہے۔ سب سے زیادہ مضبوط تعلق وہ ہے جو آدمی اور خدا کے مابین ہے۔ جو کوئی تیری پروا نہیں کرتا وہ تیرا دشمن ہے۔ جب امید میں موت تو نا امیدی زندگی بن جاتی ہے۔ نہ ہر عیب ظاہر ہوتا ہے نہ ہر موقعہ سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ کبھی آنکھوں والا ٹھوکر کھا جاتا ہے اور اندھا سیدھی راہ چلا جاتا ہے۔ بدی کو دور رکھو کیونکہ جب چاہو گے لوٹ آئے گی۔ احمق سے دوستی کا ٹنا عقلمند سے دوستی جوڑنے کے برابر ہے۔ جو دنیا پر بھروسہ کرتا ہے، دنیا اس سے بے وفائی کر جاتی ہے اور جو دنیا کو بڑھاتا ہے دنیا اسے گرا دیتی ہے۔ ہر تیر نشانے پر نہیں بیٹھتا۔ جب حاکم بدلتا ہے تو زمانہ بھی بدل جاتا ہے۔ سفر سے پہلے سفر کے ساتھیوں کو دیکھ لو۔ ٹھہرنے سے پہلے پڑوسیوں کی جانچ کر لو۔ خبردار! تمہاری گفتگو میں ہنسانے والی کوئی بات نہ ہو اگرچہ کسی دوسرے کا مقولہ ہی کیوں نہ ہو۔ خبردار!

عورتوں سے مشورہ نہ کرنا کیونکہ ان کی عقل کمزور ہوتی ہے اور ارادہ ضعیف، پردے میں بٹھا کر اُن کی نگاہوں کی حفاظت کرو۔ بد اطوار لوگوں کی ان میں آمدورفت ان کے بے پردہ رہنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ حتی الوسع اپنے سوا کسی سے انہیں مطلب نہ رکھنے دو۔ عورت کو اس کی ذات کے سوا کسی بات میں خودمختار نہ ہونے دو کیونکہ عورت پھول ہے جلاؤ نہیں ہے۔ عورت کو لوگوں کی سفارش کرنے کا عادی نہ بناؤ۔ بے جا رقابت ظاہر نہ کرو کیونکہ اس سے پاک باز عورت کی بھی برائی کی طرف رہنمائی ہوتی ہے۔ اپنے کنبے کی عزت کرو کیونکہ وہ تمہارا بازو ہے جس سے اُڑتے ہو۔ وہ بنیاد ہے جس پر ٹھہرتے ہو۔ وہ ہاتھ ہے جس سے لڑتے ہو۔ فرزند! میں تیری دنیا و عقبیٰ اپنے رب کے سپرد کرتا ہوں اور دونوں جہان میں اس ذاتِ برتر سے تیرے لئے فلاح و بہبود کی دُعا کرتا ہوں۔

دستورِ حکومت

وَمَنْ ظَلَمَ عِبَادَ اللّٰهِ كَانَ اللّٰهُ خَصْمَهٗ دُوْنَ عِبَادِهٖ وَمَنْ خَاصَمَهُ اللّٰهُ اَوْ حَضَ حُجَّتَهٗ وَكَانَ لِلّٰهِ حَرْبًا حَتّٰى يَنْزِعَ اَوْ يَتُوْبَ وَلَيْسَ شَیْءٌ اَدْعٰى اِلٰى تَغْيِيْرِ نِعْمَةِ اللّٰهِ وَتَعْجِيْلِ نِقْمَتِهٖ مِنْ اِقَامَةٍ عَلٰى ظُلْمٍ فَاِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ دَعْوَةَ الْمُضْطَهَدِيْنَ وَهُوَ لِلظّٰلِمِيْنَ بِالْمِرْصَادِ۔

یاد رکھو جو کوئی خدا کے بندوں پر ظلم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ خود اپنے مظلوم بندوں کی طرف سے ظالم کا حریف بن جاتا ہے۔ اور تجھے معلوم ہے کہ جس کا حریف اللہ تعالیٰ بن جائے اس کی حجت باطل ہو جاتی ہے۔ وہ خدا سے لڑائی اٹھانے کا مجرم ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ باز آجائے اور توبہ کرے خدا کی نعمت کو اس سے بڑھ کر بدلنے والی اور خدا کی عقوبت کو اس سے زیادہ بلانے والی کوئی چیز نہیں کہ آدمی ظلم کو اختیار کرے۔ یاد رہے خدا مظلوموں کی سنتا اور ظالموں کی تاک میں رہتا ہے۔

اُم المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

(۱) رشتے اللہ تعالیٰ بناتا ہے اور وہی دلوں کو جوڑتا ہے۔ اپنے رسول ﷺ کی رفاقت کے لئے خدا نے جس خاتون کا انتخاب کیا وہ عرب میں بے مثال تھی۔ حسن و جمال کی رعنائی جب پاکیزہ کردار میں ڈھلتی ہے تو زندگی کی سب عظمتیں نچھاور ہونے لگتی ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ایسی ہی خاتون تھیں۔ دولت، عزت، شہرت کیا چیز انہیں میسر نہ تھی اور یہ سب کچھ اعلیٰ کردار کا ثمر تھا۔ عہد جاہلیت کے مسموم معاشرے میں پاکیزگی خاندان بنوہاشم کا امتیاز تھی اور اس گھرانے سے باہر نایاب۔ ایسے میں جو عورت اپنے کردار کی حفاظت کرتی وہ عزت واحترام کی علامت بن جاتی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو مکہ والوں نے طاہرہ کا لقب دیا، اور یہ لقب ان کے پاکیزہ کردار کی گواہی بن کر گونجنے لگا۔ زمین والے جسے پاکباز کہتے تھے، عرش والے نے اسے اپنے محبوب ﷺ کی رفاقت کیلئے چن لیا اور نازش کائنات بنا دیا۔ مجھے یقین ہے کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی دوسری عورت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہتر ہوتی تو محبوب خدا ﷺ کی رفیقۂ حیات وہی بنتی، پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بڑھکر کوئی نہ تھی۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی حدیث ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

خیر نسائہا مریم وخیر نساء ھا خدیجۃ (صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا، رقم: ۱۴۳۰)

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب تزویج النبی ﷺ، خدیجۃ وفضلھا: ۳۸۱۵)

یعنی اس کائنات کی بہترین خواتین سیدہ مریم سلام اللہ علیہا اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ اور یہ الفاظ بیان کرتے وقت حدیث کے راوی حضرت وکیع نے آسمان وزمین کی طرف اشارہ کیا جس سے پتہ چلا کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو زمین وآسمان کی دو بہترین خواتین قرار دیا۔ سیدہ مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور سید المرسلین ﷺ کی اہلیہ۔ امت کی مائیں اور بھی ہیں، پر جب تک سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

زندہ رہیں کوئی اور اس اعزاز میں ان کے ساتھ شریک نہ ہوسکی۔ خدا نے عرش سے ان کیلئے سلام بھیجا اور فرشتوں کے سردار جبرئیل امین علیہ السلام کے ذریعہ جنت کی بشارت دی۔

(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تقریباً پچیس برس حضور اکرم ﷺ کے ساتھ رہیں اور حق رفاقت ادا کر دیا۔ خدمت، ایثار اور محبت کی معراج کسی نے دیکھنی ہو تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دیکھے۔ جذبوں کی لطافت، وفا کے نذرانے، چلتا کاروبار، دولت کے انبار جو کچھ پاس تھا سب نچھاور کر دیا۔ سب سے پہلے نبوت کی تصدیق کی اور دعوت وعزیمت کی پرخار وادیوں میں راہ کے سارے کانٹے چنے۔ ان کا شیوہ قدم قدم رفاقت اور نظر نظر دلداری، لحظہ لحظہ خدمت اور نفس نفس غمخواری تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ نبوت کی پوری تاریخ میں جتنا حضور خاتم الانبیاء حضرت سیدنا محمد مصطفی ﷺ کو ستایا گیا کسی اور نبی علیہ السلام کو نہیں، اور مشکلات کی ان گھڑیوں میں وفا کے جو رنگ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ذات سے پھوٹے وہ سدا انمول رہیں گے۔ اسی لئے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: اِنِّي قَدْ رُزِقْتُ حُبَّهَا (صحیح مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضائل خدیجہ رضی اللہ عنہا، ۲۴۳۵)

بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی محبت بھر دی ہے۔

اور یہ الفاظ ان کی وفات کے کئی سال بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمائے جو اس محبت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک کیا کرتی تھیں۔ یوں تو امہات المؤمنین میں سبھی کوئی نہ کوئی اعزاز رکھتی ہیں پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جو اعزاز ملا وہ صرف انہی کا حصہ ہے۔ اس بھری کائنات میں سب سے پہلے ایمان لانے کا شرف انہی کو نصیب ہوا۔ یہ بجا کہ مردوں میں سب سے پہلے مومن حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بچوں میں حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور غلاموں میں حضرت سیدنا زید رضی اللہ عنہ ہیں مگر یہ سب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد مسلمان ہوئے۔ حقیقی اولیت تنہا انہی کا مقدر ہے۔ اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک اپنے

محبوب مکرم حضرت محمد مصطفی ﷺ کو دیا اور رسول اللہ ﷺ سے قرآن پاک سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنا۔ جونہی میرے آقا ﷺ حرا سے اترے اور کلام حق لائے، ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنا اور قبول کرلیا۔ یوں خدا کے رب ہونے اور مصطفی ﷺ کے نبی ہونے کا پہلا اقرار، پہلی گواہی اور پہلا اعلان حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے گونجا اور قیامت تک ہر مسلمان اپنی ماں کی اس گواہی کا احسان مند رہے گا۔

(۳) چنانچہ غارِ حرا میں جب حضور اکرم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ گھر واپس تشریف لائے اور ام المومنین سے پورا واقعہ بیان فرمایا۔ اس موقعہ پر سیدہ خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا نے کمال درجہ یقین کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی نبوت اور رسالت کی تصدیق فرمائی اور آپ ﷺ کی ایسی امتیازی خوبیاں بیان فرمائیں جو رہتی دنیا پوری نسلِ آدم کے لئے آپ ﷺ کی لازوال عظمتوں کا نشان بن کر جگمگاتی رہیں گی۔ انہوں نے کہا:

''اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں۔ معذور و ناتواں لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ ناداروں کی اعانت فرماتے ہیں۔ مہمانوں کی ضیافت اور ناگہانی حوادث میں لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔''

پھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے ہمراہ اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں۔ وہ دور جاہلیت میں نصرانی ہو گئے تھے اور عبرانی زبان جانتے تھے۔ کافی عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے ان کی بینائی زائل ہو چکی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: اے میرے بھائی اپنے بھتیجے کی بات سنئے۔ ورقہ نے حضور سید عالم ﷺ سے مخاطب ہو کر پوچھا! اے میرے بھائی کے بیٹے! آپ ﷺ کو کیا دکھائی دیتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ تھا، سب بتا دیا۔ یہ سن کر ورقہ بن نوفل نے کہا: یہ وہی

فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیجا تھا۔اے کاش! میں اس وقت زندہ اور توانا ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپکو وطن سے نکال دے گی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا: ہاں! آپ ﷺ جو پیغام لے کر آئے ہیں، ایسا پیغام لے کر جو بھی پیغمبر آتا ہے، لوگ اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔اگر میں اس دور کو پالیتا تو آپ ﷺ کی بھرپور امداد کرتا۔ورقہ بن نوفل زیادہ عرصہ زندہ نہ رہے، جلد ہی فوت ہو گئے۔اسی دوران وحی کا سلسلہ کچھ عرصہ کیلئے منقطع ہو گیا۔ (صحیح بخاری، باب بدٔ الوحی، رقم: ۳)

سلام ہو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حق شناسی اور حق پروری پر۔اہل ایمان کے دلوں میں عقیدت کے پھول کھلے ہیں اپنی اس جلیل القدر ماں کی بارگاہ میں نذر گزارنے کو۔یہ کائنات اپنے فخر و ناز کی پونجی قیامت تک ان پر نچھاور کرتی رہے گی۔

آثار سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(۱) عن عائشة ان امرأة ذكرت لها انها تصوم رجب فقالت: ان كنت صائمة شهرا لامحالة فعليك بشعبان فان فيه الفضل۔

(لطائف المعارف، ص ۲۲۹، دار ابن کثیر، بیروت)

(اتحاف اہل الاسلام بخصوصیات الصیام، ص ۳۴، الابن حجر عسقلانی، مطبوعہ موسۃ الکتب)

ایک انصاری خاتون حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی۔وہ روزے سے تھی۔اس نے بتایا کہ وہ رجب کے مہینے میں کثرت سے روزے رکھتی ہے۔اس پر ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر تم کسی مہینے میں کثرت سے روزے رکھنا چاہتی ہو تو ماہ شعبان کا انتخاب کرو کیونکہ اس مہینے میں بہت زیادہ فضیلت ہے۔

(۲) قالت عائشة: خمس لم يكن رسول الله ﷺ يدعهن في حضرٍ ولا سفرٍ: المرأة، والمكحلة، والمشط، والمدر، والسواك۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۵، ص ۲۵۵، دار الحرمین للقاہرہ: ۵۲۴۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں رسول اقدس ﷺ سفر میں ہوں یا حضر میں، ہمیشہ پاس رکھتے تھے: ایک آئینہ، دوسری سرمہ دانی، تیسری کنگھی، چوتھی قینچی اور پانچویں مسواک۔

(۳) زَيِّنُوا مَجَالِسَكُمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ۔

(تاریخ دمشق، لابن عساکر، ج ۴۴، ص ۳۸۰، تحت حرف العین، دار الفکر بیروت)

جب بھی تم لوگ کہیں اکٹھے ہو یا کوئی مجلس بپا کرو تو اپنی نشست اور مجلس کو بارگاہ سرور کونین ﷺ میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کر کے پاکیزہ، سُندر اور اجلی بناؤ۔ بے شک تمہاری مجالس کی زینت درود پاک کی برکتوں میں پنہاں ہے۔

(۴) ماخیر رسول اللہ ﷺ بین امرین الا أَخَذَ ایسرھما مالم یکن اثما، فان کان اثما کان ابعد الناس منه وما انتقم رسول اللہ ﷺ لنفسه فی شئی قط الا أن تنتھك حرمة اللہ فینتقم بھا للہ۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ۳۵۶۰)

(صحیح المسلم، کتاب الفضائل، باب مباعدته ﷺ لاثام: ۲۳۲۷)

نبی کریم ﷺ کے سامنے جب بھی کوئی عمل کی دو ایسی متبادل صورتیں آئیں جن میں سے ایک قدرے مشکل تھی اور دوسری آسان تر، تو آپ ﷺ ہمیشہ وہ صورت اختیار فرمائی جو آسان تر تھی۔ ہاں اگر اس میں کوئی شرعی نقصان کا پہلو موجود ہوتا تو آپ ﷺ اس سے بہت دور اور بیزار ہوتے۔ نیز اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی ذات کیلئے کبھی کسی کی طرف سے کی گئی زیادتی کا بدلہ نہیں لیا اور نہ ہی کبھی کسی کو سرزنش فرمائی۔ البتہ اگر حدود اللہ سے تجاوز کیا جاتا تو اس پر مواخذہ فرماتے۔

(۵) ماشبع آل محمد ﷺ من خبز الشعیر یومین متتابعین حتی قبض رسول اللہ ﷺ۔

(جامع الاصول فی احادیث الرسول، ج ۳، ص ۳۵۹، مکتبة الحلوانی: ۱۶۸۰)

حضور سرور کونین ﷺ کے گھر والے کبھی دو دن تواتر کے ساتھ کسی قسم کی غذا حتی کہ جو کی روٹی بھی سیر ہو کر تناول نہیں کر سکے، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عمر ناسوتی گزار کر بارگاہ الٰہی میں حاضر ہو گئے۔

(صحیح البخاری کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ، ۳۵۶۰)

(۶) مکارم الاخلاق عشرة: صدق الحدیث، وصدق البأس فی طاعة اللہ، واعطاء السائل، ومکافاة الصنیع، وصلة الرحم، واداء الامانة، والتذمم بالجار، والتذمم لِصَّاحِبِ وقری بالضیف، ورأسهن الحیاء۔

(''مکارم الاخلاق'' لابن ابی الدنیا، باب الجود واعطاء السائل، جز اوّل، ص ۲۶، القاہرہ: ۳۶)

مکارم اخلاق دس ہیں: سچ بولنا، خدا کی اطاعت میں ثابت قدم رہنا، سائل کو ہر حال میں کچھ نہ کچھ دینا۔ کسی کی بھلائی کا شکرادا کرنا اور نیک صلہ دینا۔ صلہ رحمی کرنا۔ امانت کی حفاظت کرنا اور دیانتداری سے ادا کرنا۔ پڑوسیوں کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا۔ اپنے ہم سفر ساتھی کا خیال رکھنا۔ مہمانوں کی دل سے خاطر مدارات کرنا اور ان تمام مکارم اخلاق میں سب سے اوپر اور سب سے بڑھ کر ہے شرم وحیا۔

(۷) من سمع النداء فلم یجب فلم یرد خیرا ولم یرد به۔

(مصنف عبدالرزاق، کتاب الصلوٰۃ، جز اوّل، ص ۴۹۸، باب من سمع النداء، بیروت: ۱۹۱۷)

جس شخص نے اذان سنی اور اس کا جواب نہیں دیا اور نہ مسجد میں حاضر ہوا تو ایسا شخص نہ خود بھلائی کی راہ پر چلا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس کیلئے بھلائی کا فیصلہ اترا۔

(۸) عن ابی عطیة قال: سألت عائشة عن الالتفات فی الصلوٰة فقالت: هم اختلاس یختلسه الشیطان من الصلوٰة۔

(مصنف عبدالرزاق، جز ۲، ص ۲۵۸، باب الالتفات فی الصلوٰۃ، بیروت: ۳۲۷۵)

حضرت ابو عطیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نماز میں ادھر اُدھر متوجہ ہونے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے نماز کو خراب کرنے کی ایک کوشش ہے اور بس۔ ابلیس چاہتا ہے لوگوں کی نمازوں میں سے اپنا حصہ وصول کرے، سو وہ نمازیوں کا دھیان بٹانے کی کوشش کرتا ہے۔

(۹) عن عائشة: مات ابوبکر فما ترك دینارا ولا درهما، وکان قد أخذ قبل ذلك ماله فالقاه فی بیت المال (الزہد لاحمد بن حنبل، ص ۹۲، باب زہد ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ، لبنان: ۵۷۵)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

کا جب وصال ہوا تو ان کی حالت یہ تھی کہ انہوں نے کوئی درہم و دینار نہیں چھوڑے۔ انہوں نے بیت المال سے دوران خلافت جو مقررہ وظیفہ لیا تھا، وہ بھی واپس جمع کروا دیا۔

(۱۰) ما عود اللہ عبدا من نفسه عادة ترکها الا وجد علیه أو عتب علیه۔

(کنز العمال، جز ۳، ص ۶۷۶، مؤسسة الرسالة: ۸۴۳۴)

بندہ اپنے رب کی رضا کیلئے جب بھی اپنی کسی عادت کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور اس کے بدلے میں کسی بہتر عادت یا صفت سے نواز دیتا ہے۔ یہ خدا کی طرف سے بندے کیلئے انعام ہوتا ہے۔

آثار سیدہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

(۱) من اصعد الی اللہ خالص عبادته اهبط اللہ عزوجل الیه افضل مصلحته

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جو شخص اپنی خالص عبادت اللہ کی جانب بھیجے گا، تو پروردگار اس کی بہترین مصلحت اس کی طرف بھیجے گا۔ (بحار الانوار، جلد ۰۷، ص ۲۴۹، مؤسسة العلمی بیروت)

(۲) فی المائدة اثنتا عشرة خصلة یجب علی کل مسلم ان یعرفها۔ اربع فیها فرض واربع فیها سنة واربع فیها تادیب۔ فاما السنة فالوضوء قبل الطعام، والجلوس علی الجانب الایسر، والاکل بثلاث اصابعها ما التادیب فالأکل بما یلیك وتصغیر اللقمة والمضغ الشدید وقلة النظر فی وجوه الناس۔

(تحف العقول عن آل رسول، ص ۹۴۲، مؤسسة العلمی بیروت)

دستر خوان کے ۱۲ اہم اصول ہیں۔ لازم ہے کہ ہر مسلمان ان اصولوں کو جان لے۔ ان میں سے چار واجب، چار مستحب اور چار کا تعلق ادب سے ہے۔

☆ چار واجب اصول یہ ہیں۔

۱) اللہ کی معرفت رکھنا (یعنی یہ نعمتیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہوئی ہیں)

۲) اللہ کی نعمتوں پر راضی ہونا۔ (۳) بیٹھ کر کھانا، کھانا۔ (۴) تین انگلیوں سے کھانا۔

☆ وہ چار اصول جن کا تعلق ادب سے ہے۔

۱) جو کچھ سامنے ہو، اس میں سے کھانا۔ (۲) چھوٹے نوالے لینا۔

۳) کھانے کو اچھی طرح چبانا اور اچھی طرح نرم کر کے کھانا۔

۴) کھانا کھانے کے دوران کم سے کم دوسروں کے چہرے کی جانب دیکھنا۔

(۴) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے دیکھا کہ مادر گرامی ہمیشہ ہمسایوں، دینی بھائیوں اور مسلمانوں کیلئے دعا کرتی ہیں۔ انہوں نے جناب فاطمہ علیہا السلام سے عرض کیا: ''مادر گرامی آپ خود اپنے لئے دعا کیوں نہیں کرتیں؟'' سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا نے فرمایا: الجار ثم الدار

بیٹا! پہلے ہمسائے اس کے بعد اپنا گھر (اور گھر والے)

(۵) ان فی الجمعة لساعة لا یوافقها رجل مسلم یسأل الله عزوجل فیها خیرا الا اعطاه ایاه. فقلت یا رسول الله ایة ساعة هی؟ قال اذا توالی نصف عین الشمس للغروب۔ (معانی الاخبار، ص ۳۹۹، دار لمعرفة بیروت)

سیدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا: جمعہ کے دن ایک ایسا وقت آتا ہے کہ جس میں ہر نیک خواہش پوری ہوتی ہے۔ میں نے پوچھا: ''یا رسول اللہ وہ کونسا وقت ہے؟ فرمایا'' جب سورج کا آدھا حصہ افق میں چھپ جائے۔''

(۶) الا لا یلومن امرء الا نفسه یبیت وفی یده ریح غمر

(سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمة، باب من بات وفی یده ریح غمر: ۳۲۹۶)

جو شخص غذا تناول کرنے کے بعد اپنے چکھے اور غذا میں ڈوبے ہوئے ہاتھوں کو دھوئے بغیر سو جائے تو اپنے سواء کسی اور کو ملامت نہ کرے۔

(۷) قالت فاطمة: نعم تحفة المؤمن التمر (کنز العمال، ج ۱۲، ص ۳۳۹، رقم الحدیث: ۳۵۳۰۵)
مومن کیلئے بہترین تحفہ کھجور ہے۔

(۸) واللہ لقد اشتد حزنی واشتدت فاقتی وطال سقمی
(مسند امام احمد، جلد ۵، رقم الحدیث: ۲۰۳۰۷)

خدا کی قسم! میرا حزن و افسوس زیادہ ہوگیا ہے میری تہی دستی فراواں اور بیماری طویل ہوگئی ہے۔ (کہ سفر آخرت کیلئے کیا تیاری کی ہے)

(۹) شغلنی عن مسئلته لذة خدمته، لاحاجة لی غیر النظر الی وجهه الکریم
(الخصائص الفاطمیه، ج ۲، ص ۳۸۵، انتشارات الشریف الرضی)

"خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضری کی لذت نے مجھے خدا سے ہر قسم کے سوال اور خواہش سے روک دیا ہے۔ میرے دل میں اس کے سوا کوئی اور حاجت نہیں ہے کہ مجھے خدا کے رخِ زیبا کا دیدار نصیب ہوتا رہے۔"

(۱۰) ایک مرتبہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جناب سیدہ فاطمہ الزہرا سلام اللہ علیہا کے پاس کسی مسلمان کی ضرورت کی غرض سے حاضر ہوئے۔ آپ کے بچوں کیلئے بھی گھر میں کھانا نہ تھا۔ لیکن آپ سلام اللہ علیہا نے اپنا ایک لباس حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا تاکہ وہ اسے یہودی دکاندار شمعون کے پاس گروی رکھوا کر جَو اور کھجور بطور قرض لے سکیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ جَو اور کھجور لے کر میں حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر آیا اور عرض کیا۔ "اے دخترِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اس غذا میں سے تھوڑی سی مقدار اپنے بھوک سے نڈھال بچوں کیلئے نکال لیجئے۔"

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جواب دیا:

یاسلمان! هذا شئی امضیناه اللہ عزوجل لسنا نأخذ منه شیئا

"اے سلمان! ہم نے یہ کام صرف اللہ کیلئے انجام دیا ہے اور ہم اس میں سے ہرگز کوئی چیز نہیں لیں گے۔" (تذکارِ صحابیات)

آثار سیدنا امام حسن علیہ السلام

(۱) اِعْلَمُوْا أَنَّ الْحِلْمَ زِيْنَةٌ، وَالْوَفَآءَ مُرُوَّةٌ، وَالْعُجْلَةَ سَفَهٌ، والسَفَهَ ضُعْفٌ، وَمُجَالَسَةَ اَهْلِ الدَّنَآئَةِ شَيْنٌ وَمَخَالَطَةَ اَهْلِ الْفِسْقِ رِيْبَةٌ۔

(تاریخ مدینہ ودمشق لابن عساکر، ج ۱۳، ص ۲۵۹، دارالفکر)

جان لو! بے شک حلم وبردباری زینت ہے۔ وفامروت ہے۔ جلدبازی حماقت ہے اور حماقت میں کمزوری ہے۔ کمینے لوگوں کی سنگت عیب ہے اور فاسق لوگوں کے ساتھ تعلق میں برائی ہے۔

(۲) اَلَا اِنَّ الصَّلٰوةَ خَيْرُ مَوْضُوْعٍ فَمَنْ شَآءَ اِسْتَقَلَّ وَمَنْ شَآءَ اِسْتَكْثَرَ۔ اَلَآ اِنَّ الصَّلٰوةَ ثَلَاثَةُ اَثْلَاثٍ: ثلث وضوءه، وثلث ركوعه وثلث سجوده۔ (سنن سعید بن منصور)

آگاہ رہو! بے شک نماز بہترین عمل ہے۔ پس جو چاہے اسکی کثرت کرلے اور جو چاہے تھوڑی رکھے۔ بے شک نماز کے تین حصے ہیں:

ایک حصہ وضو ہے

ایک حصہ رکوع

ایک حصہ سجدہ ہے

(۳) تفکر ساعة خير من قيام ليلة۔ (ابن ابی الدنیا)

ایک ساعت کا غوروفکر پوری رات کی عبادت اور شب بیداری سے بہتر ہے۔

(۴) من انظر معسرا کان له بکل یوم صدقة۔

(کنز العمال، جز ۶، ص ۲۴۹، مؤسسة الرسالة: ۱۵۵۵۳)

جو شخص کسی مقروض کو قرض کی ادائیگی میں مہلت دے دے اس کے نامہ اعمال میں ہر روز صدقہ لکھا جاتا ہے۔

(۵) ''ماتشاور قوم الاهدوا الی رشدهم''

جوقوم آپس میں مشورہ کرے گی وہ کامل ہدایت کی طرف راہ پائے گی۔

(۶) ''القریب من قربته المودة وان بعد نسبه والبعید من باعدته المودة وان قرب نسبه''

قرابتدار وہ ہے جسے محبت نزدیک کردے اگر چہ رشتہ داری دور کی ہو۔اور اجنبی وہ ہے جو دوستی کے لحاظ سے دور ہوا گر چہ نزدیکی رشتہ دار ہو۔

(۷)''من ادام الاختلاف الی المسجد اصاب احدی ثمان: آیة محکمة واخا مستفادا وعلما مستطرفا ورحمة منتظرة وکلمة تدلهٔ علی الهدی او ترده عن ردی وترك الذنوب حیاء أو خشیة۔'' (البحر الزخار المعروف لمسند البزار، ج۹،ص۱۷۴)

جوشخص مسلسل مسجد میں آتا جاتا رہے اسے آٹھ میں سے ایک فائدہ ضرور ملے گا:

ا۔مضبوط نشانی (آیاتِ الٰہی کو سمجھنا) ۲۔مفید دوستی۔ ۳۔ نیا علم۔ ۴۔آتی ہوئی رحمت۔

۵۔ہدایت دینے والی کوئی بات۔۶۔ایسی بات جو اسے پستی سے نجات دلائے۔

۷۔گناہوں سے پرہیز۔۸۔خوف خدا کی وجہ سے گناہوں سے دوری۔

(۸)''ان ابصر الابصار ما نفذ فی الخیر مذهبهٔ، واسمع الاستماع ما وعی التذ کیر وانتفع به اسلم القلوب ما طهر من الشبهات''

سب سے اچھی بینائی اس آنکھ کی ہے جو نیکی کی راہ پر لگی رہے اور بہترین سماعت اس کان کی ہے جو نصیحت کو سنے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور پاک ترین دل وہ ہے جو شبہات سے بھی پاک رہے۔

(۹) ''هلاك الناس فی ثلاث: الکبر، الحرص، الحسد، الکبر به هلاك الدین وبه لعن ابلیس، الحرص عدو النفس و به اخرج آدم من الجنة۔الحسد رائد السوء وبه قتل قابیل هابیل۔'' (تذکرۂ اہل بیت، ص۲۱۹، کشف الغمہ، مرتبین ڈاکٹر سید محمد امین، ڈاکٹر احمد مجتبیٰ)

لوگوں کی ہلاکت تین چیزوں میں ہے: تکبر لالچ اور حسد۔ تکبر کے ذریعہ دین تباہ ہوجاتا ہے اور ابلیس اسی کے سبب ملعون قرار پایا۔ لالچ انسان کی جانی دشمن ہے اور اسی کی وجہ سے جناب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا گیا۔ حسد برائی کی بنیاد ہے اور یہی وہ سبب تھا جس کی وجہ سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا۔

(۱۰) ''غسل اليدين قبل الطعام ينفي الفقر وبعده ينفي الهم۔''

کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا فقر کو دور کرتا ہے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونا غم واندوہ کو دور کرتا ہے۔

(۱۱) ''صاحب الناس بمثل ما تحب ان يصاحبوك'' (مواعظ حسن بن علی علیہما السلام)

لوگوں کے ساتھ اس طرح پیش آؤ جس طرح چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ پیش آئیں۔

(چہل حدیث، ص ۱۱۵)

(۱۲) ''لا ادب لمن لا عقل له، ولا مروة لمن لا همة له، ولا حياء لمن لا دين له۔''

جس میں عقل نہیں اس میں ادب نہیں جس میں ہمت نہیں اس میں جوان مردی نہیں اور جس میں حیا نہیں اس میں دین نہیں۔

(۱۳) ''علم الناس علمك وتعلم علم غيرك'' (کشف الغمہ، ص ۱۷۰)

اپنا علم دوسروں کو سکھاؤ اور دوسروں کا علم حاصل کرو۔

(۱۴) ''لا غنى اكبر من العقل ولا فقر مثل الجهل ولا وحشة اشد من العجب، ولا عيش الذ من حسن الخلق۔'' (چہل حدیث، ص ۱۱۵)

عقل سے بڑھ کر کوئی بے نیازی نہیں۔ جہالت جیسی کوئی غربت نہیں۔ خود پسندی سے زیادہ کوئی تنہائی نہیں اور خوش اخلاقی سے بالاتر کوئی لذت نہیں۔

(۱۵) ''قال ابن شهر آشوب: كان الحسن عليه السلام اذا بلغ باب المسجد رفع رأسهٔ ويقول: الهي! ضيفك ببابك، يا محسن قد اتاك المسيئ، فتجاوز عن قبيح ما عندي بجميل ما عندك يا كريم۔'' (بحار الانوار، ص ۳۳۹، جلد ۴۳)

ابن شہر آشوب روایت کرتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام جب مسجد کے دروازے پر پہنچتے تو

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

سر بلند کر کے یہ دعا کیا کرتے تھے: اے خدا! تیرا مہمان تیرے دروازے پر ہے، اے احسان کرنے والے! ایک گناہ گار تیری بارگاہ میں آیا ہے، اپنی خوبیوں کے سبب میری برائیوں سے درگذر فرما۔ اے صاحبِ کرم!

(۱۶) ''المعروف مالم یتقدمه مطل ولا تبعهٗ منٌّ''

نیکی یہ ہے کہ اس سے پہلے ٹال مٹول نہ ہو اور اس کے بعد احسان نہ جتایا جائے۔

(۱۷) ''رأس العقل معاشرة الناس بالجميل''

''لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا ہی عقل کی بنیاد ہے۔''

(۱۸) ''لا تعاجل الذنب بالعقوبة واجعل بينهما للاعتذار طريقا۔''

کسی غلطی پر سزا دینے میں جلدی نہ کرو بلکہ ان کے درمیان معذرت کا راستہ باقی رکھو۔

(۱۹) ''ليست العفة بدافعة رزقا ولا الحرص بجالب فضلا''

پاکدامنی سے رزق دور نہیں ہوتا اور نہ ہی حرص سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲۰) ''لا يعرف الرأى الا عند الغضب''

عقل کی پہچان غصہ کے وقت ہی ہوتی ہے۔

(۲۱) ''اذا اضر ب النوافل بالفريضة فارفضوها''

جب مستحبات فرائض میں خلل ڈالیں تو انہیں چھوڑ دو۔

(۲۲) ''ان المؤمن يتزود والكافر يتمتع''

مومن دنیا سے فائدہ اٹھاتا ہے (یعنی آخرت کیلئے زادِ راہ حاصل کرتا ہے) اور کافر اس سے صرف لذت اٹھاتا ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

آثار سیدنا امام حسین علیہ السلام

(۱) وقال (علیہ السلام): مَآ اَخَذَ اللّٰهُ طَاقَةَ اَحَدٍ اِلَّا وَضَعَ عَنْهُ طَاعَتَهُ، وَلَآ اَخَذَ قُدْرَتَهُ اِلَّا وَضَعَ عَنْهُ كُلْفَتَهُ

اللہ تعالیٰ جس شخص کو جسمانی طور پر کمزور کردے یا اس میں کوئی نقص پیدا کردے تو اسے شریعت کے احکام کی اطاعت میں نرمی اور رعایت دے دیتا ہے اور جس کی قدرت و استطاعت چھین لے اس سے زندگی کی مشقتیں اٹھالیتا ہے۔

(۲) (مَنْ قَرَأَ اٰيَةً مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِيْ صَلَاتِهٖ قَآئِمًا يُّكْتَبُ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ مِائَةُ حَسَنَةٍ، فَإِذَا قَرَأَهَا فِيْ غَيْرِ صَلَاةٍ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ عَشَرَ حَسَنَاتٍ، وَإِنْ إِسْتَمَعَ الْقُرْاٰنَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ حَرْفٍ حَسَنَةً، وَإِنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ لَيْلاً صَلَّتْ عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ حَتّٰى يُصْبِحَ، وَإِنْ خَتَمَهٗ نَهَارًا صَلَّتْ عَلَيْهِ الْحَفَظَةُ حَتّٰى يُمْسِيَ وَكَانَتْ لَهٗ دَعْوَةٌ مُّجَابَةٌ، وَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ اِلَى الْأَرْضِ۔ (بحار الانوار، ج۸۹، ص۲۰۱)

جو شخص نماز کے اندر قرآن حکیم کی کوئی آیت تلاوت کرے تو اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے اسے ایک سو نیکیاں دیتا ہے اور اگر نماز سے باہر تلاوت کرے تو ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں دیتا ہے اور جو شخص ایک آیت کی تلاوت سنے اسے ہر حرف کے بدلے ایک نیکی عطا ہوگی اگر کوئی شخص رات کو قرآن حکیم ختم کرے تو فرشتے اس کے لئے صبح تک دعائے رحمت کرتے رہتے ہیں اور اگر دن میں قرآن حکیم ختم کرے تو دن کے محافظ فرشتے شام تک اس کے لئے

دعا مانگتے رہتے ہیں اسکی ایک دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان و زمین کے درمیان خیر ہی خیر رہتی ہے۔

(۳) بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اَمَّا بَعۡدُ. فَلَا تَخُوضُوا فِي الۡقُرۡاٰنِ، وَلَا تُجَادِلُوا فِيۡهِ وَلَا تَتَكَلَّمُوا فِيۡهِ بِغَيۡرِ عِلۡمٍ (بحوث فی منهج تفسیر القرآن، ص ۳۶۵، بیروت)

لوگو! قرآن حکیم میں بحث و تمحیص اور مناظرہ و مجادلہ مت کرو اور بغیر حقیقی علم کے قرآن حکیم کی کسی آیت کے بارے کوئی رائے نہ دو۔

(۴) ومن کلامہ علیہ السلام أَلْزِمُوا مَوَدَّتَنَا أَهْلِ الْبَيْتِ، فَإِنَّ مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ يَوَدُّنَا دَخَلَ فِي شَفَاعَتِنَا. (المعجم الاوسط للطبرانی، ج ۲، ص ۳۶۰، مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۱۷۲)

لوگو! ہم اہل بیت رسول اللہ ﷺ کی محبت کو خود پر لازم کرلو۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اس حال میں حاضر ہوگا کہ وہ اہل بیت سے محبت رکھتا ہے تو اسے ہماری شفاعت نصیب ہوگی۔

(۵) اِنَّ حَوَآئِجَ النَّاسِ اِلَيْكُمْ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ فَلَا تَمَلُّوْا مِنْ تِلْكَ النِّعَمِ فَتَحَوَّلَ عَلَيْكُمْ نِقَماً (بحار الانوار، ج ۷۵، ص ۱۲۷، فیض القدیر، ج ۵، ص ۵۶۴، رقم: ۷۹۴۲)

لوگو یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے بندے اپنی حاجتیں لیکر تمہارے پاس آئیں تو ان کی یہ حاجتیں تمہارے پاس اللہ کی امانت ہوتی ہیں پس تم ان کی حاجتیں پوری کرنے سے اکتاؤ مت، کہیں ایسا نہ ہو یہ تمہارے لئے عذاب بن جائیں۔

(٦) یقول: (لَوْ شَتَمَنِيْ رَجُلٌ فِي هٰذِهِ الْاُذُنِ وَأَوْمٰی إِلَى الْيُمْنٰى، وَأَعْتَذَرَ لِي فِي الْاُخْرٰى، لَقَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ علیہ السلام حَدَّثَنِيْ أَنَّهُ سَمِعَ (دُرر السمطین، ص ۲۰۹، دار الاحیاء التراث العربی، بیروت)

جَدِّيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: لا يرد الحوض من لم يقبل العذر من محقّ أو مبطل

اگر کوئی شخص میرے دائیں کان میں سنا کر مجھے گالی دے اور پھر میرے بائیں کان آ کر مجھ

سے معذرت کرلے تو میں اسی وقت اس کی معذرت قبول کرلوں گا میں نے اپنے والد گرامی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سنا کہ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی جھوٹے معذرت کرنے والے کا عذر قبول نہ کرے وہ روز محشر میرے پاس حوض کوثر پر نہ آسکے گا۔

(۷) وقال الإمام (الحسن) علیہ السلام اَلْاَمِیْنُ اٰمِنٌ، وَالْبَرِیُّ جَرِیٌّ، وَالْخَآئِنُ خَآئِفٌ، وَالْمُسِیْئُ مُسْتَوْحِشٌ (التذکرۃ الحمدونیہ، جزاوّل، ص ۲۷۳، رقم: ۷۰۳)

امانت دار شخص سزا سے محفوظ ہے جو بری ہے اس کے اندر جرأت پیدا ہو جاتی ہے۔ خائن شخص خوفزدہ رہتا ہے جو غلطی کا مرتکب ہوا وہ گھبراہٹ میں مبتلا رہتا ہے۔ کسی عقلمند شخص کو جب کوئی تکلیف پہنچے تو وہ احتیاط کے اصول اپنا کر اپنے غم کو گھٹا لیتا ہے اور عقل کو بروئے کار لا کر غم سے چھٹکارا پانے کا حیلہ ڈھونڈ لیتا ہے۔

(۸) لَایَکْمُلُ الْعَقْلُ إِلاَّ بِاِتِّبَاعِ الْحَقِّ۔ (اعلام الدین، ص ۲۹۸، بحار الانوار، ج ۷۸، ص ۱۲۷)

کسی شخص کی عقل تب تک کامل نہیں ہوتی جب تک وہ مسلسل حق اور سچ کی پیروی کو اپنا شیوہ نہ بنالے۔

(۹) وقال علیہ السلام اَلْعِلْمُ لِقَاحُ الْمَعْرِفَۃِ، وَطُوْلُ التَّجَارُبِ زِیَادَۃٌ فِی الْعَقْلِ، وَالشَّرَفُ التَّقْوٰی، وَالْقُنُوْعُ رَاحَۃُ الْأَبْدَانِ، وَمَنْ أَحَبَّکَ نَھَاکَ، وَمَنْ أَبْغَضَکَ أَغْرَاکَ

(تحف العقول، ص ۱۷۷)

علم معرفت کا راستہ ہے۔ تجربات کی کثرت سے عقل و دانائی میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرف و بزرگی تقویٰ سے جڑی ہے۔ قناعت پسندی میں بدن کی راحت ہے جو شخص تم سے محبت رکھتا ہے وہ برائیوں سے روکے گا اور جو تمہارا بدخواہ ہے وہ برائیوں کی طرف مائل کرے گا۔

(۱۰) مَنْ عَبَدَ اللّٰہَ حَقَّ عِبَادَتِہٖ آتَاہُ اللّٰہُ فَوْقَ أَمَانِیِّہٖ وَ کِفَایَتِہٖ

جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے جیسے اسکی عبادت کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اسکی آرزوؤں

اور تمناؤں اور ضرورتوں سے بڑھ کر اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکے ہر معاملے کا کفیل بن جاتا ہے۔

(۱۱) لِلسَّلَامِ سَبْعُونَ حَسَنَةً، تِسْعٌ وَسِتُّونَ لِلْمُبْتَدِئِ، وَوَاحِدَةٌ لِلرَّادِّ(۵)

(بحار الانوار، ج ۶۸، ص ۱۴۸)

باہم سلام کرنے میں ستر نیکیوں کا ثواب ہے ان میں سے ۶۹ نیکیاں سلام میں پہل کرنے والے کو ملتی ہیں اور ایک نیکی جواب دینے والے کو۔

(۱۲) وَقَالَ علیہ السلام اَلْبَخِيْلُ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ (بحار الانوار، ج ۱۷، ص ۷۸، ۱۲۰)

وہ شخص یقیناً بخیل ہے جو سلام کرنے پر بخیل ہوتا ہے

(۱۳) اَلصِّدْقُ عِزٌّ، وَالْكِذْبُ عَجْزٌ، وَالسِّرُّ أَمَانَةٌ وَالْجِوَارُ قَرَابَةٌ، وَالْمَعُوْنَةُ صَدَاقَةٌ، وَالْعَمَلُ تَجْرِبَةٌ، وَالْخُلُقُ الْحَسَنُ عِبَادَةٌ، وَالصَّمْتُ زَيْنٌ، وَالشُّحُّ فَقْرٌ، وَالسَّخَاءُ غِنًى، وَالرِّفْقُ لُبٌّ

(تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۲۴۶)

سچائی میں عزت ہے، جھوٹ میں رسوائی ہے، اگر کوئی راز سونپے تو اسے راز رکھنا امانت ہے پڑوس کے حقوق رشتہ داروں کے حقوق جیسے ہیں۔

(۱۴) ۸ محرم ۶۰ ھ کو مقام بیضا پر اپنے موقف کی وضاحت کرتے ہوئے آپ نے جو خطبہ دیا اس میں یزیدی فتنے کے خلاف اپنی جدوجہد کی بنیاد یہ بیان فرمائی:

ایھا الناس! ان رسول اللہ ﷺ قال: من رأی سلطانا جائرا مستحلا لحرم اللہ ناکثا لعھد اللہ مخالفا لسنة رسول اللہ ﷺ یعمل فی عباد اللہ بالاثم والعدوان، فلم یغیر علیه یفعل ولا قول، کان حقا علی اللہ أن یدخله مدخله. الا وان ھؤلاء قد لزموا طاعة الشیطان وترکوا طاعة الرحمن واظھر والفساد وعطلوا الحدود

واستاثره بالفئ واحلوا احرام الله وحرموا احلالہ وأنا احق من غير

(تاریخ طبری، ج ۲، ص ۲۲۹، کامل ابن اثیر، ج ۳، ص ۲۸۰)

یعنی اے لوگو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ جس شخص نے کسی ظالم، محرمات الٰہی کو حلال کرنے والے، اللہ کے عہد کو توڑنے والے، سنت رسول ﷺ کی مخالفت کرنے والے اور اللہ کے بندوں پر گناہ اور ظلم وزیادتی سے حکومت کرنے والے بادشاہ کو دیکھا۔ اور اس نے قول وفعل کے ذریعہ غیرت دینی کا اظہار نہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ کو حق ہے کہ اُسے بھی اسی ظالم بادشاہ کے ساتھ دوزخ میں ڈالے۔ لوگو! آگاہ رہو! ان لوگوں نے شیطان کی راہ اختیار کرلی ہے اور رحمٰن کی اطاعت ترک کردی ہے۔ انہوں نے ملک میں فتنہ وفساد پھیلا دیا ہے اور حدود الٰہی کو معطل کردیا ہے حکومت کے خراج کو اپنا ذاتی مال سمجھ لیا ہے۔ یہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں اور حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام۔ اس لئے مجھے دین کی حفاظت کے لئے غیر سے زیادہ حق ہے۔

☆☆☆☆☆

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِنَا

وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

خطبات سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

کوفہ میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا خطبہ

بشیر بن جزیم اسدی روایت کرتا ہے کہ میں نے سیدہ زینب بن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کا خطبہ سنا خدا کی قسم میں نے اس سے پہلے کوئی عالمہ بی بی نہیں دیکھی کہ جس نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی طرح خطبہ دیا ہو۔

فَأَوْمَتْ إِلَى النَّاسِ أَنِ اسْكُتُوا فَسَكَتَتِ الْأَنْفَاسُ وَهَدَأَتِ الْأَجْرَاسُ

لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ خاموش ہو جاؤ۔ اس اشارے سے لوگوں کے سانس سینوں میں رُک گئے، اونٹوں کی گھنٹیاں بند ہو گئیں، اس کے بعد خطبہ دینا شروع کیا:

حمد وثنائے الٰہی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کے بعد فرمایا:

اے اہل کوفہ! ابھی تک ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور ہماری آہ و بکا نہیں رکی، تمہاری مثال اس عورت کی ہے کہ جو سارا دن چرخہ پر دھاگہ بُنتی رہے اور رات کو اسے اُدھیڑ ڈالے تم نے اسلام کی آڑ میں اپنے درمیان مکر وفریب کو ایجاد کیا، تم نے ایمان کا عہد و پیمان باندھ کر توڑ دیا۔ تم فقط مفسد اور خود پرست ہو، کینہ پرور اور کنیزوں کی طرح چاپلوسی اور دشمنوں کے ساتھ ساز باز کرنے والے ہو۔ تمہاری مثال گندگی پر اُگنے والے سبزے کی ہے جو کھانے کے قابل نہیں ہوتا اور اس چاندی کی طرح ہے جو قیدی کی زینت ہونے کی وجہ سے قابل استفادہ نہ ہو۔ اور کتنا برا توشہ راہ تم نے اپنی آخرت کے لئے تیار کیا ہے جو خدا کے غضب کا موجب ہے اور تمہارے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے۔

کیا ہمیں قتل کرنے کے بعد ہم پر گریہ اور اپنے آپ کو سرزنش کرتے ہو؟ ہاں! خدا کی قسم تمہیں زیادہ رونا اور کم ہنسنا چاہیے تم نے اپنے دامن پر جو رسوائی کا داغ لگا لیا ہے اسے دنیا کا کوئی

پانی صاف نہیں کرسکتا اور بھلا کس طرح فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سید جوانانِ اہل بہشت کے خون کو مٹایا جاسکتا ہے؟!!

وہ شخصیت جو جنگ میں تمہاری پناہ گاہ تھی، دشمن کے سامنے احتجاج کرنے میں نیز مشکلات میں تمہاری جائے پناہ تھی جس نے تمہیں دین سکھایا، تم نے اسے قتل کر کے اپنی پشت پر بہت بڑے گناہ کا بوجھ اٹھالیا ہے۔ تم نے اپنے ہاتھوں سے نقصان اٹھایا۔ تمہارا یہ معاملہ تمہارے لئے گھاٹے کا باعث بنا۔ تم نے عذاب خدا کی طرف رخ کیا اور ذلت وخواری نے تمہیں گھیر لیا ہے۔

يَآ اَهْلَ الْكُوْفَةِ اَتَدْرُوْنَ اَیَّ كَبِدٍ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ فَرَيْتُمْ وَاَیَّ كَرِيْمَةٍ اَبْرَزْتُمْ وَاَیَّ دَمٍ لَّهٗ سَفَكْتُمْ وَاَیَّ حُرْمَةٍ لَّهٗ هَتَكْتُمْ۔

اہل کوفہ! وائے ہو تم پر! کیا تم جانتے ہو کہ تم نے کس جگر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا؟ کس کی حرمت کو پامال کیا؟ کس قدر تم نے ناروا کام انجام دیا! اور کس گناہِ عظیم کے مرتکب ہوئے ہو، تمہارے ظلم وستم کی برائی زمین وآسمان کے برابر ہے؟!!!!

اَفَعَجِبْتُمْ اَنْ مَطَرَتِ السَّمَآءُ دَمًا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَاَنْتُمْ لَا تُنْصَرُوْنَ

کیا تم تعجب کرتے ہو کہ آسمان سے خون کی بارش ہوئی، یقیناً آخرت کا عذاب اس سے کئی گنا زیادہ سخت اور ذلیل وخوار کرنے والا ہوگا۔ اور اس وقت تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ خدا کی طرف سے ملنے والی مہلت کو معمولی نہ سمجھو، خداوند کریم انتقام لینے میں جلدی نہیں کرتا، اور خداوند تعالیٰ کو اس بات کا خوف نہیں کہ ناحق بہائے جانے والے خون کا انتقام اس سے فوت

ہو جائے گا۔ تمہارا رب تمہارے انتظار میں ہے۔

راوی کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں نے لوگوں کو دیکھا جو اس خطبہ کے دوران حیرت زدہ تھے اور بلند آواز سے گریہ کر رہے تھے اور اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھوں کو کاٹ رہے تھے اور میں نے اپنے نزدیک کھڑے ہوئے ایک بوڑھے کو دیکھا کہ جس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی وہ کہہ رہا تھا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ کے بزرگ بہترین بزرگ، آپ کے جوان بہترین جوان، آپ کی مستورات بہترین مستورات، اور آپ کا خاندان بہترین خاندان ہے جو کبھی رسوا نہیں ہو سکتا۔ (نور الابصار، ص ۳۸۹)

شام میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کا خطبہ

دربار شام میں سیدہ زینب سلام اللہ علیہا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئیں اور یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

خدا کی حمد و ثنا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُ وا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

وہ لوگ جنہوں نے برے اعمال کئے ان کا انجام برا ہوا اس لئے کہ انہوں نے آیات خدا کو جھٹلایا اور اس کا تمسخر اڑایا۔ اس کے بعد آپ سلام اللہ علیہا نے ارشاد فرمایا:

اظننت یا یزید اخذت علینا اقطار الارض اکناف السماء فاصبحنا نساق کما تساق الاساری۔

اے یزید! کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ تو نے ہم پر زمین و آسمان تنگ کر دیا ہے، اور ہمیں قیدیوں کی طرح شہر بہ شہر پھرا رہا ہے۔ اور ہم خدا کے نزدیک بے وقعت ہو گئے ہیں اور تیری عظمت و بزرگی میں اضافہ ہوا ہے، اور تیرے اعمال عظمت پر دلالت کرتے ہیں؟ اور تو اس بات پر خوشحال ہے اور فخر کر رہا ہے کہ تیری دنیا آباد ہو گئی اور تیرا کام تیری منشاء کے مطابق ہوا ہے اور شہنشائیت پر تیری مہر لگ گئی ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

تو ذرا سوچ! کیا تو خدا کے اس کلام کو بھول گیا ہے؟ (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور یہ خیال نہ کریں وہ لوگ کہ جنہوں نے کفر کیا کہ یہ چند روز کی مہلت ان کے لئے سعادت و خوش بختی ہے ہرگز ایسا نہیں ہے، انہیں مہلت ہم نے اس لئے دی ہے کہ وہ اپنے گناہوں پر اضافہ کریں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

کیا یہی انصاف ہے اے آزاد کردہ غلاموں کی اولاد! کہ تو اپنی کنیزوں کو تو پردہ میں بٹھائے، اور پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں کو بے چادر ننگے سر دشمنوں کے ہمراہ شہر بہ شہر پھرائے اور ہر مقام کے باشندے، اور دور و نزدیک، پست و شریف لوگ ان کا تماشا دیکھیں جب کہ ان کے مردوں اور حامیوں میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا؟

ہاں! ان لوگوں سے کیسے رحم و مہربانی کی امید کی جا سکتی ہے جنہوں نے متقی و پرہیزگار لوگوں کے جگر کو منہ میں چبایا ہو، اور ان کے ہاتھ شہداء کے خون سے رنگے ہوں وہ ہماری دشمنی میں کیسے کوتاہی کر سکتے ہیں جن کے دلوں میں ہمارے خلاف دشمنی و حسد بھرا ہوا ہے اور ابھی تم اس طرح تکبر و غرور میں مست ہو کہ گویا تم اپنے گناہ کی طرف متوجہ ہی نہیں یا تم نے کوئی گناہ ہی انجام نہیں دیا۔ تیرے ہاتھ اولادِ رسول ﷺ کے خون سے رنگین ہیں، اور عبدالمطلب کے نورِ نظر، زمین کے درخشاں ستارے تیرے ہاتھوں خاموش ہو گئے، تو نے اپنے اس اقدام سے اپنی ہلاکت کا سامان مہیا کیا ہے، اور اب تو اپنے قبیلہ کے گزشتہ بزرگوں کو پکار رہا ہے اور یہ گمان کرتا ہے کہ وہ تیری باتیں سن رہے ہیں، لیکن جلد ہی تو بھی ان کے ساتھ ملحق ہو جائے گا اور اس جگہ تو آرزو کرے گا اے کاش میرے ہاتھ خشک ہو جاتے اور میری زبان گنگ ہو جاتی اور نہ کہتا جو کچھ میں نے کہا ہے اور نہ کرتا جو کچھ میں نے کیا (یہاں پر سیدہ زینب سلام اللہ علیہا نے دعا کی اور کہا:)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اے خداوند قادر وتوانا! جنہوں نے ہم پر ظلم کیا ان سے ہمارا انتقام لے اور انہیں دردناک آگ میں جلا۔

اے یزید! تو نے اپنے اس اقدام سے کسی کو زخمی نہیں کیا بلکہ اپنے آپ کو زخمی کیا اور کسی کے گوشت کے ٹکڑے نہیں کئے، بلکہ اپنے ٹکڑے کئے ہیں اور زیادہ دیر تک نہیں گزرے گی کہ بارگاہِ پیغمبر ﷺ میں تو اس حال میں حاضر کیا جائے گا کہ ان کی اولاد کا خون اور اس کے اہل بیت کی ہتک حرمت کا عظیم گناہ تیری گردن پر ہوگا اور اس روز خداوند تعالیٰ ان کے بکھرے ہوئے جسموں کو ایک مقام پر جمع کرے گا اور ان کا بدلہ تجھ سے لے گا۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

(آل عمران:۱۶۹)

راہ خدا میں قتل ہونے والوں کو ہرگز مُردہ تصور نہ کرنا۔ وہ زندہ ہیں اور اپنے خدا کے پاس رزق پا رہے ہیں۔

تمہارے لئے یہی کافی ہے کہ اس روز لعنت ہوگی تم پر، جب خداوند حاکم ہو، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمہارے خلاف مقدمہ دائر کریں اور جبریل علیہ السلام ان کے ساتھ کھڑے ہوں اور عنقریب جان لو گے کہ کون بدبخت اور کس کا انجام بُرا ہوگا۔

اگرچہ زمانے کے انقلاب نے مجھے تمہارے سامنے گفتگو کرنے پر مجبور کردیا ہے، لیکن میں تیری قدر ومقام کو کچھ بھی نہیں سمجھتی اور تیری سرزنش کرنا کم تر جانتی ہوں لیکن ہماری آنکھوں سے اشک بہہ رہے ہیں اور ہمارے سینے غم واندوہ کی آگ سے جل رہے ہیں۔

آہ! یہ امر کس قدر عجیب ہے کہ خدا کا گروہ شیطان کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہو جائے۔ ہمارا خون ان ہاتھوں سے گر رہا ہے اور ہمارا گوشت ان کے منہ میں چبایا جا رہا ہے اور وہ طیب و

طاہر جسم زمین پر پڑے ہوئے جنگل کے بھیڑیئے باری باری ان کی زیارت کے لئے آرہے ہیں اور جنگل کے درندے ان کی پاک خاک پر اپنی جبین رگڑ رہے ہیں۔

اے یزید! تو جو آج ہم پر اپنے غلبہ کو غنیمت سمجھ رہا ہے عنقریب تجھ سے اس کا بدلہ لیا جائے گا اور تیرے پاس کچھ نہیں ہوگا مگر وہ کہ جو تو اپنے لئے بھیج چکا ہے۔ خداوند کریم اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے۔ ہم اس کی بارگاہ میں اپنی شکایت کریں گے اور وہی ہماری پناہ گاہ ہے۔ اے یزید! اپنے کام میں مشغول رہ اور اپنا مکر و فریب کام میں لاتا رہ، اور کوشش کرتا رہ، لیکن خدا کی قسم تو ہمارے نام کو مٹا نہیں سکتا اور ہماری وحی کو خاموش نہیں کرسکتا۔ اور ہمارے مشن کو ختم نہیں کرسکتا اور نہ اپنے دامن سے اس ننگ و عار کے داغ کو دھو سکتا ہے کیونکہ تیری عقل مریض ہے اور تیری زندگی کے دن تھوڑے ہیں اور اس دن تیرا یہ اجتماع بکھرا ہوا ہوگا جس دن منادی ندا دے گا: اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الظَّالِمِيْنَ

خدا کا شکر کہ جس نے ہماری ابتداء سعادت و مغفرت کے ساتھ اور ہماری انتہاء شہادت و رحمت پر مکمل کی۔

اور ہم خداوند کریم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے شہداء پر اپنی نعمت کی تکمیل فرمائے اور ان کے اجر و ثواب میں اضافہ فرمائے اور ہمیں اپنے نیک جانشینوں کے ساتھ باقی رکھے کیونکہ وہ خداوند بخشنے والا اور مہربان ہے۔ وَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

(اعلام النساء، ج ۲، ص ۹۵ تا ۹۷، عمر رضا کحالة، مؤسسة الرسالة)

صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ

حصہ ہفتم
حقوق العباد

محبت رسول ﷺ ۔۔۔ایمان کی پہچان

ہجرت کے چھٹے سال نبی اکرم ﷺ تقریباً پندرہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے سایہء عاطفت میں لئے کعبۃ اللہ کی زیارت اور عمرہ کیلئے روانہ ہوئے۔ مکہ مکرمہ کے قریب حدیبیہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کفارِ مکہ مزاحمت پر اتر آئے۔ پھر انہوں نے یکے بعد دیگرے اپنے کئی نمائندے گفتگو کیلئے حضور اکرم ﷺ کے پاس بھیجے، پر عالم یہ تھا کہ جو بھی قریش کا نمائندہ بارگاہ رسول ﷺ میں آتا وہ آپ ﷺ کا ترجمان بن کر مکہ لوٹتا۔ اسلام کی یہی غیر معمولی طاقت ہر ایک کو مسحور کر دیتی۔

بالآخر قریش کا ایک نمائندہ عروہ بن مسعود ثقفی جو خود طائف کا بڑا سردار تھا، یہ سوچ کر حدیبیہ آیا تھا کہ مجھے مسلمانوں کی کوئی چیز متاثر نہیں کر سکتی، مگر جب وہ حدیبیہ سے واپس مکہ لوٹا تو قریش کو مسلمان معاشرہ کی اندرونی قوت سے ڈرا رہا تھا۔ عنقریب اسلام کے یقینی غلبہ کی پیشینگوئی کر رہا تھا۔ اور ساتھ ہی قریش کو اسلام کی اس غیر معمولی قوت کے آگے جھک جانے کی تلقین کر رہا تھا۔ یہ اندرونی طاقت کیا تھی اور کیسے ہر دیکھنے والا شخص اس سے مبہوت ہو جاتا، لیجئے! اس کا اعلان خود عروہ بن مسعود ثقفی کی زبان سے سنئے:

”اے اہل مکہ! میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں جا چکا ہوں۔ بخدا میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں کو اس کی اتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنی محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھی ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ محمد مصطفیٰ ﷺ کے اصحاب تو ان کا لعاب دہن بھی زمین پر نہیں گرنے دیتے

بلکہ اپنے چہروں پر مَل لیتے ہیں۔ جب محمد مصطفیٰ ﷺ کوئی حکم دیتے تو سب تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے اور جب وضو کرتے تو ان کے مستعمل پانی کے قطرے چننے کے لئے اس قدر بیتابی سے لپکتے کہ یوں لگتا آپس میں لڑ پڑیں گے۔ جب وہ بولتے تو سب خاموش ہو جاتے اور فرطِ تعظیم سے اپنی نگاہیں جھکائے رکھتے۔ اگر تم لوگ محمد مصطفیٰ ﷺ کو روکنے کے لئے نکلے تو ان کے عقیدت مند ساتھی اپنی جانیں ان ﷺ پر نچھاور کر دیں گے۔'' (سبل الہدیٰ والرشاد:۵/ ۴۵)

(۲) دیکھئے عروہ کیا کہہ رہا ہے، اسلامی معاشرہ کی اصل طاقت کیا ہے جس سے دشمنوں کو ڈرنا چاہیے۔ یہ طاقت ہے: مسلمانوں کا جذبہء عشق رسول ﷺ۔ عروہ جتنی دیر حدیبیہ میں رہا اس دوران وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے معمولات کا گہری نظر سے جائزہ لیتا رہا۔ وہ ان کے ایک ایک عمل، ایک ایک ادا اور ایک ایک لمحے کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ وہ ان کا باہمی اتحاد اور یکجہتی دیکھ رہا تھا۔ جذبہء ایثار و خدمت دیکھ رہا تھا۔ وہ ان کی نمازیں دیکھ رہا تھا۔ ان کی آنکھوں میں دیدارِ کعبہ کے مچلتے ارمان دیکھ رہا تھا اور خدا کے نام پر قربانی کیلئے ان کی بیتابی دیکھ رہا تھا۔ وہ راہِ خدا میں ان کا شوقِ جہاد اور ولولہ شہادت دیکھ رہا تھا۔ مگر اس کو کیا کہئے کہ عروہ کی نگاہ ان میں سے کسی چیز پر نہیں ٹکی۔ اسے اگر اسلام کی طاقت کہیں نظر آئی تو وہ صحابہ کا جذبہء عشق رسول ﷺ تھا۔ اسے اگر عالمِ کفر کیلئے کوئی خطرہ محسوس ہوا تو اسی جذبہء عشق کے اندر محسوس ہوا۔ دین اسلام کے عالمگیر غلبہ کا یقین اگر اس کے دل میں اترا تو اسی جذبہ عشق مصطفیٰ ﷺ کی بنا پر۔

یاد رکھئے! اللہ تعالیٰ عروہ کو حدیبیہ میں لایا تھا اور اس نے عروہ کے دل، دماغ اور روح میں اسلامی معاشرہ کا بس ایک ہی رنگ انڈیلا اور ایک ہی نقش بٹھایا: مسلم معاشرہ کی سب سے نرالی اور انوکھی قوت جذبہء عشق رسول ﷺ کا نقش''۔ اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ رہتی دنیا تک آنے

والے ہر دور کے انسانوں کو ایک بات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اچھی طرح سمجھا دے کہ اسلامی معاشرہ کا جوہر، اسکی روح، اسکی پہچان، اسکی قوت صرف اور صرف ایک چیز ہے: ''عشق مصطفیٰ ﷺ کا والہانہ جذبہ''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اطہار علیہم السلام کا لمحہ لمحہ اس حقیقت کا عملی ثبوت ہے۔

گداز عشق رسول ﷺ میں پگھلے ہوئے دل

(۱) نبوی معاشرہ کے سارے رنگ ایک ہی چیز میں آ کر ڈھل گئے ہیں بلکہ اسی چیز سے بنے ہوئے ہیں جسے ہم محبت رسول ﷺ کہتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں نمایاں چیز یہی داخلی رویہ، رجحان اور کیفیت تھی۔ حدیبیہ میں عروہ بن مسعود ثقفی کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی انہی کیفیات عشق رسول ﷺ کا مشاہدہ کرایا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعض اوقات ظاہری عمل چھوڑ دیتے مگر محبت رسول ﷺ میں ذرا بھر کمی، کجی، انحراف کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل میں اس کے انگنت مظاہر و شواہد ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں، روحوں اور جذبوں کو شدت محبت رسول ﷺ میں پگھلا دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عبادات، نماز، ذکر و فکر، تسبیح و طواف، تلاوت، انفاق فی سبیل اللہ، خدمت خلق اور جہاد وغیرہ تمام اعمال کی تہہ میں اُتر و تو نظر آتا ہے کہ وہاں ارتکاز توجہ اور ظہور کا رنگ سراسر حبّ رسول ﷺ کا ہے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا: قیامت کب ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کوئی تیاری نہیں کی مگر اتنا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جس سے تمہیں محبت ہے جنت میں ان کے ساتھ ہو گے۔

(صحیح مسلم: کتاب البر و الصلة باب المرء مع من احب: ۲۶۳۹)

(صحیح بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنة و انها مخلوقة: ۳۲۴۴)

بندہ مومن کے دل میں حضور سید عالم ﷺ کی محبت کل کائنات سے بڑھ کر ہونی چاہیے ۔ اپنے ماں باپ، اولاد اور اپنے آپ سے بھی بڑھ کر، ایک حدیث پاک میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھ سے اپنے باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبت نہ کرنے لگے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب ایمان کی آخری پہنائیوں میں ڈوبے ہوئے تھے۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو جب اہل مکہ سولی پر چڑھانے لگے تو اس لمحے بھی ان کا احساس یہی تھا: ”میری جان حضور اکرم ﷺ کے نام پر قربان ہوجائے۔ میں اپنی جان بچنے کے عوض اتنا بھی گوارا نہیں کرتا کہ میرے آقا ﷺ کے پاؤں میں ایک کانٹا ہی چبھ جائے۔“ شب ہجرت غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سانپ نے ڈس لیا مگر انہوں نے پاؤں سرکنے نہ دیا کہ مبادا حضور اقدس ﷺ کے آرام میں خلل آجائے۔

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ راوی ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے اور آپ ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے جب تک میں تمہارے ماں باپ، بیوی، بچے حتیٰ کہ تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہیں ہوسکتا“۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ”ہاں اب آپ ﷺ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ہاں اے عمر رضی اللہ عنہ اب تمہارا ایمان مکمل ہوا“۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب کیف یمین النبی ﷺ: ۶۶۳۲)

غزوۂ اُحد میں حضور اکرم ﷺ کے زخمی ہونے کی خبر سنتے ہی سارا مدینہ سسکیوں اور آہوں میں ڈوب گیا۔ نقاب پوش عورتیں بھی تڑپتی، سسکتی اُحد کی طرف دوڑ پڑیں۔ ایک

خاتون کو یکے بعد دیگرے اس کے شوہر، بھائی اور والد کی شہادت کی خبر سنائی گئی مگر وہ ہر بار ایک ہی سوال کرتی رہی: مجھے بتاؤ رسول اللہ ﷺ کس حالت میں ہیں؟ جب رُخ انور پر نگاہ پڑی تو دل مطمئن ہوا اور پکار اٹھی: **كل مصيبة بعدك جلل يا رسول الله ﷺ**

''آپ ﷺ عافیت سے ہیں تو پھر ہمیں ہر ایک مصیبت گوارا ہے یا رسول اللہ ﷺ''

غزوہ اُحد میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی اپنے نبی پیغمبر ﷺ سے محبت اور جاں نثاری کے نادرہ روزگار مناظر قیامت تک آنے والی نسلوں کیلئے رہنمائی کے طور پر محفوظ کردیئے۔

(دلائل النبوۃ للبیھقی، ابواب غزوہ احد، ج ۳، ص ۳۰۲، بیروت) (سیرۃ ابن ہشام باب شان المرأۃ الدنیاریہ، ج ۲، ص ۹۹، مصر)

اسلامی معاشرے میں رشتوں کا تقدس

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم اپنے آقا و مولا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے اور آپ ﷺ کے لطف و کرم کی موجوں سے اپنے من کی پیاس بجھا رہے تھے۔ یہ عرفہ (حج) کی بابرکت رات تھی جس میں عرش سے بے حساب رحمتیں اُترتی ہیں۔ مجلس بپا تھی کہ اچانک حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایسا شخص جو قطع رحمی (رشتہ داروں سے بدسلوکی) کا مرتکب ہو، ہماری محفل سے اٹھ جائے۔''

یہ سنتے ہی مجلس کے آخر میں بیٹھا ہوا ایک نوجوان اٹھا۔ وہ سیدھا اپنی خالہ کے ہاں گیا اور ان سے صلح کر کے واپس بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور فرمایا:

''جس محفل میں قطع رحمی کا مرتکب کوئی شخص موجود ہو وہاں خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔''

(الجامع معمر بن راشد، للحق مصنف عبدالرزاق، باب صلۃ الرحم، ج ۱۰، ص ۱۸۴، رقم: ۲۰۴۱)

معلوم ہوا اہل قرابت سے بدسلوکی خدا کی رحمت، بخشش اور رزق سے محرومی کا سبب بن جاتی ہے۔ دراصل قرابت ہی وہ بنیاد ہے جس پر انسانی رابطوں اور تعلقات کی ساری عمارت قائم ہوتی ہے۔ اب اگر رشتوں ہی میں بے اعتمادی، ٹوٹ پھوٹ اور بدسلوکی شروع

ہوجائے تو دین، معاشرہ اور انسانی زندگی سب کچھ فنا کے گھاٹ اتر جائے۔ دین بھی رشتوں ہی سے بڑھتا، پھیلتا اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس لئے رشتوں میں فساد کا بیج بونے والا شخص فوری اور شدید سزا کا مستحق ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

''قطع رحمی (یعنی رشتوں کو توڑنا) انسان کے تمام گناہوں سے بڑھ کر ایسا گناہ ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی دیتا ہے اور بہت جلد دیتا ہے۔''

(کتاب الادب ابوداؤد، باب فی النھی صفۃ القیامۃ:۲۵۱۱)

رشتوں کو ضائع کرنا واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ نہ صرف دین کی رُو سے بلکہ خالص معاشرتی نقطہ نظر سے بھی۔ اسی لئے اس پر سزا بھی دوہری ملتی ہے: دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ دنیا میں جہاں کہیں، کسی گھر، معاشرہ یا جس محفل میں کوئی ایسا شخص موجود ہو جس نے رشتوں کی بے حرمتی کی ہے، تو وہ شخص سب کے لئے محرومی کا سبب بن جاتا ہے۔ جہاں وہ بیٹھا ہو وہاں خدا کی رحمت نازل نہیں ہوتی: اور جس محفل میں وہ موجود ہو وہاں سے کسی کی دعا اوپر نہیں جاتی۔

اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا معمول بنا لیا تھا کہ جب وہ دعا مانگنا چاہتے تو پہلے پکارتے:

''اس مجلس میں اگر کوئی رشتوں کا مجرم بیٹھا ہو تو اٹھ جائے تاکہ ہم خدا سے رحمتوں کی دعا مانگ سکیں۔'' چنانچہ ابن دینار کہتے ہیں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے دمشق میں۔ مجلس ہوئی تو آخر میں فرمایا: اب ہم دعا کرنا چاہتے ہیں اس لئے مجلس میں جو کوئی قطع رحمی کا مرتکب بیٹھا ہو وہ اٹھ کر چلا جائے''۔

(شعب الایمان للبیہقی، باب صلۃ الرحم:۷۵۹۱)

اسی طرح اعمش سے روایت ہے کہ جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صبح مجلس برپا کرتے اور آخر میں دعا سے پہلے اعلان فرماتے:

''رشتوں کو توڑنے والا باہر نکل جائے کیونکہ جہاں کوئی ایسا شخص موجود ہو وہاں آسمان کے سب دروازے بند ہو جاتے ہیں۔''

(بیہقی: شعب الایمان، باب صلۃ الرحم:۷۵۹۲)

یہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز احساس رشتوں کی پاسداری میں۔ وہ کسی طور پر اس

معاملہ میں غفلت کے مرتکب کسی شخص کو اپنے سماج میں گوارا کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ چنانچہ کوئی دل کے کانوں سے سنے تو آج بھی فضا میں یہ پکار گونج رہی ہے کہ رشتہ داروں سے بدسلوکی کا مرتکب ہماری بزم سے اٹھ جائے اور یہ پکار صرف کعب الاحبار رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کی نہیں: یہ تو خود رسول خدا ﷺ کی پکار ہے۔

دیکھئے! اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو تمام مخلوق کے لئے سراپا رحمت بن کر تشریف لائے اور جنہوں نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کو بھی سینے سے لگایا، ایسے آدمی کے بارے میں کسی قسم کی نرمی اور رعایت نہیں برتتے جو رشتوں کا خیال نہ رکھتا ہو، یہی ہے وہ مزاج اور طرز زیست جس نے عہد نبوی ﷺ کے اسلامی معاشرہ کو انتہائی مستحکم بنیادوں پر استوار کیا اور باہمی اعتماد و یقین اور امن و عافیت کا گہوارہ بنا دیا۔

(۱) والدین کے حقوق

(۲) خاندانی رشتوں میں سرفہرست والدین کا رشتہ ہے اور والدین کی خدمت و محبت اسلام میں عبادت کا تقدس لئے ہوئے۔ بعض حالات میں ماں باپ کی خدمت تو جہاد سے بھی بالاتر اور زیادہ ضروری ہو جاتی ہے۔ ایک شخص نے حضور اکرم ﷺ سے شرکت جہاد کی اجازت طلب کی، آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تمہارے ماں باپ میں سے کوئی زندہ ہے"؟ اثبات میں جواب پا کر فرمایا: واپس جاؤ اور ان کی خدمت میں جدوجہد کرو۔ (صحیح مسلم، کتاب البر و الصلۃ، باب بر الوالدین و انھما احق بہ: ۲۵۴۹)

سورۃ بنی اسرائیل میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: والدین کے سامنے رحمت آمیز عجز اختیار کرو۔ ان سے مؤدبانہ گفتگو کرو حتیٰ کہ حرف افسوس (اُف) تک نہ کہو۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيْرًا۔
(اسراء: ۲۴)

"اور نرم دلی کے ساتھ ان کے لئے عاجزی سے جھکے رہنا اور کہنا کہ اے میرے ربّ! ان

دونوں پر رحم فرما جیسا کہ ان دونوں نے بچپن میں مجھے پالا۔''

حدیث پاک میں ہے: ''جو شخص اپنے ماں باپ پر شفقت بھری نظر ڈالتا ہے اس کے لئے حج مبرور کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ والدین کا احترام اس قدر ملحوظ ہے کہ ان کے احترام کی حفاظت کی خاطر دوسروں کی تکریم بھی ضروری ہے''۔ (شعب الایمان، للبیہقی، ج۱۰، ص ۲۶۵، رقم: ۷۴۷۲)

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ شمار ہوتی ہے۔ ماں کی بچے کے ساتھ بے لوث محبت اور زندگی بھر کے جانی و مالی ایثار اور احسانات کا بدلہ دینا تو کجا، اس کا اندازہ لگانا بھی انسانی قدرت سے باہر ہے۔ اس لئے ایک شخص کے سوال پر کہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری جنت اور دوزخ وہی ہیں'' نیز ارشاد گرامی:

الجنة تحت اقدام الامهات (مسند الشہاب بقضاعی، ج اوّل، ص ۱۰۲، رقم: ۱۱۹)

(جامع الصغیر للسیوطی: ۱۲: ۶۴)

''اگر کسی کو جنت لینی ہے تو ماں کے قدموں تلے ڈھونڈے۔''

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کی: یارسول اللہ ﷺ صحرائے عرب میں ایک گرم دوپہر جبکہ پتھر اور ریت آگ کی مانند جل رہے تھے، میں اور میری ماں ننگے پاؤں چل رہے تھے، میں نے اپنی والدہ کو کندھوں پر اٹھالیا۔ کیا میں نے اپنی پرورش کے دوران ان کی تکالیف کا بدلہ چکا دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، حتیٰ کہ تمہاری پیدائش کے وقت اس نے جو تکلیف اٹھائی اس کے ایک جزو کا بھی بدلہ ادا نہ ہوا۔''

(المعجم لطبرانی، ج اوّل، باب من اسمہ ابراہیم، ص ۱۶۳)

حقیقی پالنے والی ذات اللہ عزوجل کی ہے لیکن اس نے وسیلہ والدین کو ہی بنایا۔ اب اگر کوئی بندہ اس وسیلے کو نہ مانے بلکہ والدین سے کہے کہ مجھے تو اللہ عزوجل نے پیدا کیا۔ اسی نے مجھے پالا ہے میں آپ کا احسان نہیں مانتا۔ تو یاد رکھیں ایسا کہنے والے سے اللہ عزوجل خوش نہیں ہوتا۔ بلکہ ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ: مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ

جومخلوق کاشکر گزار نہیں وہ اللہ عزوجل کاشکر گزار نہیں

(مشکوۃ المصابیح، سنن ابوداؤد جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۶۶۲ جامع ترمذی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۱۷، مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۰۳، مجمع الزوائد جلد نمبر ۸ صفحہ ۱۸۰ الترغیب والترہیب جلد نمبر ۲ صفحہ ۷۷ شرح السنۃ جلد نمبر ۱۳، صفحہ ۱۸)

والدین بچے کی پیدائش اور پرورش کا ذریعہ بنتے ہیں تو ان کا ادب و احترام بہت ضروری ہے۔ افسوس آج ہماری اکثریت ان کے منصب اور مقام سے ناواقف ہے۔ شاید اسی وجہ سے ہمیں پریشانیوں کا سامنا ہے۔ حالانکہ سرکار دو عالم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کہ والدین تمہارے لئے جنت ہیں اور والدین ہی تمہارے لئے دوزخ ہیں۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الادب، باب برالوالدین: ۳۶۶۲)

مطلب یہ ہے کہ اگر والدین راضی ہو گئے تو جنت ہے اور اگر ناراض ہو گئے تو دوزخ کا باعث بنیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَاۤ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِیْمًا

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳ پارہ نمبر ۱۵)

"اور تمہارے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے اُف نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا۔"

اللہ عزوجل نے اس آیت مبارکہ میں جہاں اپنی عبادت کا حکم ارشاد فرمایا ہے اسی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اس لئے کہ والدین ہی بندے کے لئے اس دنیا میں تشریف آوری کا ذریعہ بنتے ہیں۔ اس آیت مبارکہ سے خود ہی اندازہ لگا لیں کہ والدین کا مقام کتنا بلند ہے۔

اُف تک نہ کہو والدین کی خدمت کرنا عین سعادت ہے لیکن بوڑھے والدین کی خدمت کرنا جنت کے حصول کا ذریعہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب والدین جوان ہوتے ہیں تو اولاد ان کی محتاج ہوتی ہے لہٰذا اولاد کو والدین کا کہا ماننا پڑتا ہے لیکن جب والدین بڑھاپے کو پہنچ جاتے ہیں اب والدین اولاد کے محتاج ہوتے ہیں اور بظاہر ان کی خدمت سے کوئی دنیاوی فائدہ حاصل ہوتا نظر بھی نہیں آتا۔ اب ایسی حالت میں اولاد اُن کی خدمت کرے۔ بڑھاپے میں ان سے ایسے اعمال سرزد ہوتے ہیں جو نوجوانوں کے مزاج کے خلاف ہوتے ہیں لیکن اس حالت میں بھی انہیں جھڑکنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ کسی کی سرزنش کے لئے عربی میں سب سے ہلکا لفظ ''اُف'' بولا جاتا ہے اللہ عزوجل نے اس سے بھی منع فرمادیا۔ بلکہ ایسی حالت میں بھی ان کی تعظیم بجالائے۔

(۳) خاندان کا سب سے اہم اور نازک حصہ بچے ہیں۔ بچوں ہی سے خاندان کا نکھار اور مستقبل کی بہار ہے۔ بچوں کی پرورش، تربیت اور ان سے پیار اسلام کی معاشرتی روایات کی جان ہے۔ حضور محسن کائنات ﷺ ایک روز اپنے نواسے حضرت حسن بن علی علیہما السلام کو گود میں لئے چوم رہے تھے۔ ایک شخص آپ ﷺ کے پاس بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگا: یارسول اللہ ﷺ آپ بچوں کو چومتے ہیں؟ میں تو اپنے بچوں کو نہیں چومتا۔ اس پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحمت اور محبت سلب کرلی ہو تو میں کیا کروں۔ جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔'' (صحیح بخاری کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله: ۵۹۹۷)
(صحیح مسلم، کتاب الفضائل: باب رحمة ﷺ الصبیان و العیال: ۲۳۱۸)

رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں کچھ قیدیوں کو لایا گیا۔ ان میں ایک عورت دوڑ بھاگ کر رہی تھی۔ اس نے قیدیوں میں ایک بچہ کو پایا تو اسے گود میں لے کر اپنے سینے سے چمٹا لیا اور دودھ پلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: اے میرے صحابہ کیا یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں، خدا کی قسم یہ اپنے بچے کو

آگ میں نہیں پھینک سکتی۔اس پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحیم وشفیق ہے جس قدر یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہے۔''

(صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیہ: ۵۹۹۹) (صحیح مسلم: کتاب التوبہ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ: ۲۷۵۴)

حضور سید عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کو یاد فرماتے تو آبدیدہ ہو جاتے۔رضاعی ماں سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ ان کے لیے کھڑے ہوئے ان کے بیٹھنے کے لئے چادر بچھا دیتے۔ (السیرۃ الحلبیۃ، باب ذکر رضاعہ ﷺ، ج اوّل، ص ۱۵۲)

(المواہب اللدنیۃ المقصد الثانی: الفصل الرابع فی اعمالہ وعماتہ، جز اوّل، ص ۵۲۴)

کنیز اُم یمن رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی مادرانہ خدمت کی تھی۔حضور اقدس ﷺ انہیں دیکھتے تو ''اُمّی'' کہہ کر پکارتے اور فرماتے: ''یہ میرے گھرانے کا بقیہ ہیں''۔ایک بار اُمّ یمن رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کو پانی نوش فرماتے دیکھ کر کہا: مجھے بھی پانی پلایئے۔اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بولیں: کیا تم حضور اقدس ﷺ سے ایسا کہتی ہو؟ ام یمن رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: آپ نے مجھ سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت نہیں کی۔حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''یہ سچ کہتی ہیں اور انہیں پانی پلایا۔'' (البدایہ والنہایہ: ج ۵، ص ۳۴۷)

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ایک کنیز کی مادرانہ خدمت کرنے پر حضور محسن انسانیت ﷺ نے انہیں کس قدر عظیم مقام ومرتبہ دیا۔اسی کا نتیجہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی ماں سے انتہائی عزت واحترام اور سلوک سے پیش آتے۔ چنانچہ روایت ہے: ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے ایک باغ عمر بھر کے لئے اپنی ماں پر وقف کر دیا۔

(سنن ابی داوٗد: کتاب البیوع، باب من قال فیہ لعقبہ: ۳۵۵۷)

چنانچہ ایک عورت نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میرا شوہر بیٹے کو چھین لینا چاہتا ہے حالانکہ بیٹا میری خدمت کرتا ہے۔آپ ﷺ نے لڑکے سے کہا: یہ تمہارا باپ ہے اور یہ تمہاری ماں، جس کا ہاتھ چاہو پکڑ لو۔لڑکے نے ماں کا ہاتھ پکڑ لیا۔

(سنن النسائی، کتاب الطلاق، باب اسلام احد الزوجین وتخییر الولد: ۳۴۹۶)

یہیں سے اسلامی معاشرہ کے عہد اول میں ماں کی عظمت وحیثیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۲) شوہر کے حقوق

(۱) شوہر کو اپنا محسن سمجھیں اور اس کی وفادار رہیں۔ اس کی اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کریں۔ اس کی خیر خواہی، دلجوئی اور خدمت گزاری میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

’’تین آدمی ایسے ہین جن کی نماز قبول ہوتی ہے نہ کوئی نیکی اوپر جاتی ہے۔ ان میں سے ایک وہ عورت ہے جس سے اس کا شوہر ناراض ہو۔‘‘

(صحیح ابن خزیمہ کتاب الصلوٰۃ، باب نفی قبول صلاۃ المرأۃ الغاضبۃ: ۹۴۰)

(السنن الکبریٰ بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، باب زوال العقل بالسکر: ۱۸۳۰)

(۲) شوہر کی صرف رسمی تعظیم و تکریم کافی نہیں، سچے دل سے محبت کریں۔ اس کی رفاقت کو اپنے لئے زندگی کا سہارا جانیں۔ اپنے قول و فعل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کریں۔

(۳) اپنے شوہر کی احسان مند اور شکر گزار رہیں۔ وہ آپ کی ضروریات اور راحت و آرام کی خاطر کام میں لگا رہتا ہے۔ آپ کا ہر طرح سے خیال رکھتا ہے۔

(۴) شوہر کے حقوق و مفادات، گھر بار اور مال و اسباب کی حفاظت کریں۔ شوہر کے گھر کو اپنا گھر، اس کی خوشحالی کو اپنی خوشحالی اور اس کی عزت کو اپنی عزت سمجھیں۔ اپنی عزت و ناموس اور عفت و پارسائی کی حفاظت کریں۔ ان تمام باتوں اور کاموں سے دور رہیں، جن سے دامن عصمت پر داغ لگنے کا اندیشہ ہو۔ انسان کا وجود عزت و آبرو سے ہے اور زندگی شرم و حیا کا نام ہے۔ اپنے گوہر عصمت کی حفاظت ہی سے آپ اپنے وجود کا تقدس اور زندگی کا وقار قائم رکھ سکتی ہیں۔

(۵) اولاد کی پرورش، دیکھ بھال اور تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں۔ یہ آپ کا بنیادی فرض اور اصل دائرہ عمل ہے۔ اس کے بغیر گھر کے دوسرے مشاغل، باہر کی دلچسپیاں، کسب معاش اور سماجی روابط سب کچھ رائیگاں ہے۔ اگر اولاد کی طرف سے ذرا بھی غفلت و لاپرواہی برتی تو

آپ کا اپنا اور پورے معاشرے کا مستقبل تباہی و بربادی کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔

(۶) گھر کے نظم و نسق میں خاطر خواہ دلچسپی لیں۔ غیر ضروری اخراجات نہ بڑھائیں۔ شوہر کی مالی حیثیت سے زیادہ اس پر بوجھ نہ ڈالیں۔ بے محل خواہشات اور ناروا مطالبات سے گریز کریں۔ قناعت، ایثار اور کفایت شعاری کی روش اپنائیں۔

(۷) گھر کو، بچوں کو اور اپنے آپ کو صاف ستھرا رکھیں۔ سلیقہ و تہذیب اور مناسب آرائش و زیبائش کا اہتمام کریں۔ گھر کا نظام شائستگی، وقار اور نظم و ضبط سے چلائیں۔ گھریلو ماحول کو خوشگوار بنائیں۔ خوش اخلاقی، مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سے خاوند کا دل خوش رکھیں۔ گفتگو اور رویے میں شوہر کے مرتبہ کا لحاظ کریں۔

(۸) شوہر کے والدین، اعزا اور قرابت داروں سے ہمیشہ اچھا سلوک کریں۔ ہمدردی، مروت اور رواداری سے پیش آئیں۔ ان کی دل آزاری سے بچیں۔ جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں۔

(۳) بیوی کے حقوق

(۱) بیوی کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ اسے شرعی احکام و آداب سکھائیں۔ اسلامی اخلاق اور اعمال صالح سے آراستہ کریں۔ بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”مرد پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کو علم دین سکھائے اور احکام شرعیہ کی تربیت دے۔ اگر اس میں قصور کرے گا تو گنہگار ہوگا۔“

(۲) بیوی کے ساتھ حسن سلوک اور خوش خلقی سے پیش آئیں۔ اس کے دینی، معاشرتی اور مالی حقوق کشادہ دلی سے ادا کریں۔ ہر معاملے میں احسان اور فیاضی کا برتاؤ کریں۔

(۳) اپنی بیوی سے خوش گمان رہیں۔ گھریلو معاملات میں اس پر اعتماد کریں۔ اس کی کوئی

عادت یا حالت ناپسند ہوتو خندہ پیشانی سے برداشت کریں۔ اس کی بدخلقی، نافرمانی اور ناشکری پر صبر وتحمل اور عفو ودرگزر سے کام لیں۔

(۴) بیوی کے معاشی حقوق ہر حال میں پورے کریں۔ اس کی ذاتی ضروریات جیسے کھانا، کپڑا، علاج اور گھریلو اخراجات اپنی حیثیت کے مطابق پوری فراخ دلی سے پورے کریں۔ بیوی کو آسودہ، خوش حال اور مطمئن رکھیں تا کہ وہ بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور تربیت کا کام پورے اطمینان سے انجام دے سکے۔

(۵) گھریلو امور، خاندانی معاملات اور اجتماعی زندگی کے جن شعبوں سے متعلق عورتیں تجربہ اور باشعور ہیں، ان کے بارے میں بیوی کی رائے اور مشورہ ضرور لیں۔ یہ بات اسے زندگی کا نظام چلانے میں مشترک اور مساوی ذمہ داری کے احساس سے سرشار رکھتی ہے۔ نیز بعض معاملات میں اس کی رائے فی الواقع بہت مفید اور کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

(۶) بیوی کی کوتاہیوں اور ناپسندیدہ باتوں پر اعلیٰ ظرفی، صبر وتحمل اور فراخ دلی سے درگزر کی روش اختیار کریں۔ اس سے نفرت اور بغض نہ رکھیں۔ محبت و ہمدردی، رحم، شفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کی خامیاں دور کرنے کی کوشش کریں۔ اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، صبر وضبط اور ایثار وقربانی کا مظاہرہ کریں۔

(۷) بیوی کے ساتھ نرمی اور مہربانی سے پیش آئیں۔ اس کے جذبات کا لحاظ رکھیں اور ہر ممکن دلجوئی کریں۔ خوش طبعی، ہنسی، مزاح اور جائز تفریح سے اس کا دل بہلائیں۔ خوش اخلاقی وفاداری اور خندہ پیشانی سے اس کے ساتھ نباہ کریں۔

(۸) خاوند، بیوی ایک دوسرے کے مونس و ہمدرد اور شریک راز ہیں۔ اس لئے کوئی ایک دوسرے کا راز نہ کھولے۔ اپنی بیوی کی پردہ پوشی کریں اور عیوب چھپائیں۔ کبھی کوئی راز افشاء

نہ کریں حتیٰ کہ اگر طلاق دیں تو اس کے بعد بھی سبب طلاق ہرگز بیان نہ کریں کیونکہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''قیامت کے دن بدترین شخص وہ ہوگا جو اپنی بیوی کا شریک راز ہوا اور اس کا راز افشاء کردیا۔''

(صحیح مسلم: کتاب الحج، باب تحریم افشاء سر المرأہ: ۱۴۳۷)

(۴) آداب اجتماعیت

(۱) اجتماعیت انسان کا فطری تقاضا بھی ہے اور عمرانی ضرورت بھی۔ اس کے بغیر دنیوی سعادت اور اخروی فلاح کا حصول ناممکن ہے۔ لہٰذا اپنے آپ کو ہمیشہ اجتماعی نظم سے وابستہ رکھیں۔ معاشرتی شیرازہ بندی اور سماجی تعمیر و ترقی میں بھرپور کردار ادا کریں۔ اجتماعی توازن، سیاسی استحکام اور ملی اتحاد پروان چڑھائیں۔ اپنے ماحول کی تطہیر، صالح اداروں کی تشکیل اور ایسی اجتماعیت کے قیام کی جدوجہد کریں جو زندگی کے روحانی اور عمرانی مقاصد کی آبیاری کرے۔

(۲) اسلامی اجتماعیت کا نصب العین روحانیت کا فروغ، دین حق کا قیام اور انسانیت کی فلاح ہے۔ اس لئے تمام افراد معاشرہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی شخصی اور اجتماعی زندگی میں ہمیشہ دین کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوں۔ سوسائٹی میں نیکی کی فضا پروان چڑھائیں اور برائی کے سرچشموں پر بند باندھیں۔ بدامنی، انتشار اور فتنہ و فساد کے عوامل کا سدباب کریں۔ فحاشی، بے حیائی اور بدکاری کا قلع قمع کریں۔ اخلاقی اقدار، سماجی انصاف اور معاشرتی اتحاد کو فروغ دیں۔ اخوت، مساوات اور باہمی تعاون کی فضا عام کریں۔ خدمت خلق، سماجی بہبود اور معاشرتی اصلاح کے منظم ادارے بنائیں اور اجتماعی ہم آہنگی پیدا کریں۔

(۳) تمام مسلمان بلا امتیاز رنگ و نسل ایک ہی رشتہء اخوت میں منسلک ہیں، اس لئے سب کو چاہیے باہم الفت و محبت سے رہیں۔ ایک دوسرے سے محبت اور حسنِ سلوک کا مظاہرہ کریں۔ ہر معاملے میں اتحاد، یکجہتی اور رواداری کو فروغ دیں۔ اختلاف، انتشار اور گروہ بندی

کے تمام راستے بند رکھیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

”تمام مسلمان ایک دوسرے کے لئے دیوار کی اینٹوں کی مانند ہیں کہ ایک اینٹ دوسری کے لئے تقویت کا باعث ہوتی ہے۔“ (صحیح بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد: ۴۸۱)
(صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تراحم المؤمنین: ۲۵۸۵)

(۴) حقیقی اجتماعی شعور صرف اسی طور پر پروان چڑھ سکتا ہے کہ معاشرہ کا ہر فرد اور ہر طبقہ اپنی ذاتی اغراض، شخصی حقوق اور گروہی مفادات کی پستیوں سے نکل کر اجتماعی مصالح کی تکمیل، معاشرتی فرائض کی ادائیگی اور ملی تعمیر کے لئے سرگرم عمل ہو جائے۔ اجتماعی فلاح و بہبود سب کا مطمع نظر ٹھہرے اور ایثار شعارِ زندگی۔ روحانیت نشانِ منزل ہو اور اخلاقی جدوجہد راہِ عمل۔ ایمان اساس اجتماعیت ہو اور اتحاد سماجی قوت۔

(۵) سماجی روابط اور اجتماعی میل جول کو فروغ دیں۔ ذہنی حجاب، لاتعلقی اور علیحدگی پسندی کے رجحانات ختم کریں۔ ان سے معاشرتی گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ اپنے ماحول میں دوستی، اخوت اور ہمدردی کی فضا عام کریں۔ باہمی تعلقات کو ہمسائیگی سے دوستی اور دوستی سے قرابت داری تک پروان چڑھائیں۔ آج کے انسان کا سب سے بڑا روگ احساس تنہائی ہے۔ اس کا تدارک باہمی اُنس و محبت، معاشرتی ربط وضبط اور تعاون و ہمدردی سے ہی ممکن ہے۔

(۶) باہمی تعلقات اور رشتوں کی عمارت خلوص و یگانگت اور سچائی و بے تکلفی کی مضبوط بنیاد پر اٹھائیں۔ اجتماعی روابط کا تانا بانا محبت، ایثار اور مروت کے تاروں سے بُنیں۔ جس سے بھی تعلق رکھیں بے لوث اور پاکیزہ رکھیں۔ خود غرضی، مفاد پرستی اور ظاہر داری سے بلند ہو کر لوگوں سے پیش آئیں۔ مصنوعی ہمدردی، ظاہری محبت اور نفاق آمیز مسکراہٹ تعلقات کے لئے زہر ہلال ہے۔ اس سے اخلاق کا دم گھٹتا، جذبات کا خون ہوتا اور اجتماعیت کا شیرازہ بکھرتا ہے۔

(۷) اپنے طرزِ عمل کو مثبت اور پاکیزہ بنائیں۔ اجتماعی رویوں کی بنیاد پر خوش اخلاقی، ملنساری، مروت اور مدارات پر اٹھائیں۔ ہر آدمی کی عزت نفس، شخصی وقار اور سماجی حیثیت کا

خیال رکھیں۔ دولت کی بجائے کردار کو معیارِ عزت سمجھیں۔ کسی کے عیوب اور خامیوں کو نہ ابھاریں۔ مجرموں سے بیزاری کے بجائے ان کے جرائم سے نفرت کریں اور ان کی اصلاح کے لئے کوشاں رہیں۔ کسی اجنبی اور کم تر سے کم تر شخص کو بھی اپنی توجہ سے محروم نہ رکھیں۔ ہر ایک کی دلجوئی، خیر خواہی اور غمگساری اپنا شیوہ بنائیں۔

(۸) ہر مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کریں۔ اس کے حسب ونسب، شرف و وقار اور گھر بار کا خیال رکھیں۔ ناگہانی آفات اور حادثات میں اس کی مدد کریں۔ کوئی اس پر ظلم و زیادتی کرے تو اسے بچائیں۔ دو مسلمان بھائیوں میں جھگڑا ہو جائے تو صلح کرا دیں

(۹) ہر مسلمان کی خیر خواہی کریں۔ اس کی تکالیف دور کریں اور راحت و آرام پہنچائیں۔ اگر وہ حاجت مند ہو تو اس کی ضروریات پوری کریں۔ قرض مانگے تو حسب استطاعت ضرور دیں۔ پریشان ہو تو غمگساری کریں۔ بیمار ہو تو عیادت کریں اور مر جائے تو جنازہ میں شریک ہوں۔

(۱۰) اپنی زبان یا عمل سے کسی مسلمان بھائی کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ بدگمانی، غیبت اور بدکلامی سے بچیں۔ حسد، بغض اور عداوت نہ رکھیں۔ اگر باہم کوئی رنجش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ قطع تعلق نہ کریں۔ لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی اور کوتاہیوں سے درگزر کریں۔

(۱۱) آپ جس ماحول میں زندگی بسر کر رہے ہیں اسے ممکن حد تک خوشگوار بنائیں۔ باہمی احترام، یگانگت اور رواداری کی فضا پیدا کریں۔ ہر وقت اپنے آپ میں مگن نہ رہیں۔ اپنی ذات کے حصار سے باہر نکل کر جئیں۔ لوگوں میں گھل مل کر زندگی گزاریں۔ خود غرض اور مفاد پرست نہ بنیں۔ دوسروں کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھیں۔ ان کے معاملات میں دلچسپی لیں۔ ان کے نقطہ نظر کو توجہ اور ہمدردی سے سنیں۔ ان کے مسائل حل کرنے میں مدد دیں۔ ناگہانی حادثات کی صورت میں صرف اپنے تحفظ کی فکر نہ کریں۔ دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کریں۔

(۵) آداب عیادت

(۱) کوئی مسلمان بیمار ہو تو اسکی عیادت کے لئے ضرور جائیے۔ مریض کی عیادت باہمی حسن تعلق اور دینی رشتے کا مظہر ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی محبت و بندگی کا بنیادی تقاضا اور نبی اکرم ﷺ کا اسوۂ حسنہ بھی ہے۔

(۲) بیمار پرسی کے لئے جاتے وقت حسب استطاعت پھل، خوشبو یا کوئی اور تحفہ لے جائیں۔ اس سے باہمی محبت و ہمدردی میں اضافہ ہوتا اور بیمار کو راحت ملتی ہے۔

(۳) مریض کے پاس جائیں تو درود شریف اور دعائیہ کلمات سے گفتگو کا آغاز کریں۔ اس کے سر، بازو یا بدن پر ہاتھ پھیریں۔ اسکی طبیعت کا حال پوچھیں اور ہر طرح سے تسلی دیں۔ مریض کی دلجوئی کرنے اور حوصلہ بڑھانے سے اسکی طبیعت خوش ہوتی اور تقویت پا کر رو بہ صحت ہوتی ہے۔

(۴) مریض کی جلد صحت یابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ نبی کریم ﷺ کا یہی معمول مبارک تھا۔ مریض سے اپنے لئے بھی دعا کرائیں۔ ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص کسی مومن بھائی کی عیادت کے لئے جاتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کا احاطہ کر لیتی ہے اور دونوں کی دعا ایک دوسرے کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

(۵) مریض کے گھر والوں سے ہمدردی، دلجوئی اور حوصلہ افزائی کی بات کیجئے۔ کسی طرح دل شکنی یا مایوسی کی حالت پیدا نہ ہونے دیں۔ مریض کی تیمارداری میں جس قدر ممکن ہو اہل خانہ سے تعاون کریں۔

(۶) مریض کے علاج اور تیمارداری میں ذرا بھی غفلت اور بے احتیاطی سخت نقصان دہ ہے۔ ماحول کو ہر لحاظ سے پرسکون رکھیں۔ شور وغل، آلودگی اور افراتفری سے بچائیں۔ مریض کی نزاکت طبع کا لحاظ کریں اور اسکی حوصلہ افزائی کرتے رہیں۔

(۷) عیادت کے لئے جائیں تو مریض کے پاس بلا وجہ زیادہ دیر تک نہ بیٹھیں اور نہ فضول باتیں کریں کہ مریض پر گراں گزرے۔ گھر میں خواتین ہوں تو احتیاط سے اس طرح بیٹھیں کہ ان کے مشاغل اور پردے میں خلل نہ آئے۔

(۶) آداب میت

(۱) اگر کوئی مریض جانکنی میں مبتلا ہو تو اس کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ سورۂ یٰسین کی تلاوت کریں اور بلند آواز سے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت پڑھتے رہیں تاکہ مریض اسے سن کر خود کلمہ پڑھ لے۔

(۲) مریض فوت ہو جائے تو اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے اور آنکھیں بند کر دیں۔ کپڑے کی ایک پٹی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر سر کے اوپر باندھ دیں تاکہ منہ کھلا نہ رہے۔ اس کے بعد ایک چادر سے ڈھانپ دیں۔

(۳) مرنے والے کے غم میں آنکھوں کا اشکبار ہونا فطری بات ہے، لیکن بلند آواز سے آہ و بکا اور بین نہ کریں کہ اس سے مُردے کو تکلیف ہوتی ہے۔ غم کے اس عالم میں صبر و استقلال کا مظاہرہ کریں۔ منہ سے ناشکری کا کوئی لفظ نہ نکالیں۔ میت کی خوبیاں بیان کریں اور اس کے لئے استغفار کرتے رہیں۔

(۴) میت کو غسل دینے میں جلدی کیجئے۔ غسل کے لئے پانی بیری کے پتے ڈال کر گرم کر لیں۔ بہتر یہ ہے کہ مُردہ کے اقرباء میں سے کوئی غسل دے اور اس وقت باوضو ہو۔ میت کا ستر ڈھکا رہے۔ غسل کے بعد خوشبو لگائیں اور کفن پہنائیں۔

(۵) مرد کا کفن تین کپڑے (دو چادریں اور کفنی) ہے جبکہ عورت کے لئے سینہ بند اور سر بند سمیت پانچ کپڑوں کا کفن چاہیے۔ افضل بات یہ ہے کہ کفن نئے اور سفید کپڑے کا بنائیں۔ زندگی میں جن کپڑوں کا پہننا منع ہے، انکا کفن کے لئے استعمال کرنا بھی درست نہیں۔

(۶) نماز جنازہ میت کے لئے دعائے مغفرت ہے اور یہ اس کا حق ہے۔ جنازہ پڑھنے کے لئے بدن، لباس پاک اور باوضو ہونا شرط ہے۔ میت امام کے سامنے اس طرح رکھی جائے کہ اس کا سر شمال کی جانب اور منہ قبلہ رخ ہو۔ نماز جنازہ میں صفوں کی تعداد ہمیشہ طاق رکھیں اور جنازہ مسنون طریقے سے پڑھیں۔

(۷) جنازہ کے ہمراہ قبرستان جانا میت کا حق بھی ہے اور باعث اجر وثواب بھی، للہذا اس کا اہتمام کیجئے۔ جنازہ کے ساتھ پیدل جانا اور ذرا تیز قدموں سے چلنا بہتر ہے۔ کہیں سے جنازہ آتے دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں اور ممکن ہو تو اس کے ساتھ چند قدم چلیں۔

(۸) جنازہ کے ہمراہ چلتے ہوئے اپنی موت کا تصور کیجئے اور خوف خدا سے سرشار ہو کر اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے رہیے۔ دنیوی باتوں اور ہنسی مذاق سے احتراز کیجئے۔

(۹) قبر شمالاً جنوباً اس قدر لمبی اور چوڑی بنوائیں کہ میت اس میں بخوبی سما سکے۔ لحد یعنی بغلی قبر بنانا افضل ہے۔ میت کو آرام اور آہستگی کے ساتھ قبر میں اتاریں اور اس کا رخ قبلہ کی طرف کر کے کفن کی گرہیں کھول دیں۔ عورت کو اس کے محرم رشتہ دار قبر میں اتاریں اور پردے کا اہتمام رکھیں۔ میت کو دن میں دفن کرنا بہتر ہے۔

(۱۰) قبر کا منہ بند کر کے اس کے اوپر سرہانے کی جانب سے مٹی ڈالیں۔ ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر تین بار قبر پر ڈالے اور مسنون دعا پڑھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ قبر زمین کی سطح سے ایک بالشت یا قدرے زیادہ اونچی اور کوہان کی صورت بنائیں۔

(۱۱) تدفین کے بعد کچھ دیر قبر کے پاس ٹھہریں۔ قرآن پاک، دعا اور درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچائیں۔ اس کے لئے سوال وجواب کے وقت ثابت قدمی اور مغفرت کی دعا مانگیں۔ میت کی خوبیاں بیان کریں اور پسماندگان کو صبر وحوصلے کی تلقین کریں۔ میت کے

اقرباء شدید رنج والم کا شکار ہوتے ہیں اس لئے پڑوسیوں اور اہل محلہ کو چاہیے کہ ان کے ہاں دو ایک وقت کا کھانا بھجوا دیں۔

(۱۳) میت کے اعزاء تین دن سے زیادہ اس کا سوگ نہ کریں۔ البتہ اس کی طرف سے حسب حیثیت صدقہ وخیرات کرتے رہیں۔ اس کی مغفرت کے لئے تلاوت قرآن، ذکر وعبادت اور دعا کا کثرت سے اہتمام کریں۔

(۱۴) مُردوں کے ایصال ثواب کے لئے قبرستان جاتے رہا کریں۔ اس سے عبرت حاصل ہوتی، موت کی یاد تازہ رہتی اور آخرت کے لئے تیاری کی ترغیب ملتی ہے۔

(۱۵) قبرستان میں داخل ہوتے وقت ''السلام علیکم'' کہیں اور مسنون دعا پڑھیں۔ قبروں پر چلنے، بیٹھنے اور پاؤں لگانے سے احتراز کریں۔ قبرستان میں غفلت ولاپرواہی سے ہنسی، مزاح اور دنیاوی باتیں نہ کریں۔ اپنی موت کو یاد رکھیں اور آخرت کی تیاری کی فکر کریں۔

خدمت خلق کی اہمیت

(۱) حضرت امام حسن علیہ السلام کعبۃ اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ ایک شخص نے آپ سے عرض کی! میرے کام کے لئے فلاں آدمی کے پاس چلئے۔ آپ نے خدا کے گھر کا طواف ادھورا چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ ہو لئے۔ لوگ حیران ہوئے کہ طواف کعبہ تو فرض نماز کے بعد سب سے افضل عبادت ہے، بھلا اس سے بڑی نیکی کون سی ہو گی جس کے لئے آپ نے طواف چھوڑ دیا کسی نے امام سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: میں ایسا کیوں نہ کرتا جب کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''جو آدمی اپنے مسلمان بھائی کی ضرورت کے لئے اس کے ساتھ چلے، اور کام ہو جائے تو اس کے لئے حج اور عمرہ دونوں کا ثواب لکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر کام نہ ہو تب بھی عمرہ کا ثواب ضرور ملتا ہے'' پس دیکھو میں نے حج اور عمرہ کا ثواب پالیا اور واپس آ کر طواف بھی کر لیا۔''

(شعب الایمان للبیہقی، باب التعاون علی العبر و التقوی، جز ۱۰، ص ۱۱۰)

یہ ہے ایک منظر عہدِ نبوی ﷺ کے اسلامی معاشرہ کا اور ایسے ہزاروں مناظر اہلبیت اطہار علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں درخشاں ہیں۔ جو آدمی دوسروں کے کام آئے، دوسرے بھی اس کے کام آتے ہیں اور خدا بھی اس کی مدد کرتا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے:

واللہ فی عون العبد ما کان العبد فی عون اخیہ

(صحیح مسلم: کتاب الذکر و او لاعاد، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن:۲۶۹۹)

''جب تک بندہ اپنے بھائیوں کے کام آتا ہے خدا بھی اس کا مددگار رہتا ہے۔''

لوگوں کا باہم ایک دوسرے سے رحمت وشفقت اور مودت ومحبت کا معاملہ کرنا ان کے درمیان سماجی تعلقات کو مضبوط کرتا ہے۔ اس سے معاشرہ میں اتحاد واستقرار پیدا ہوتا ہے کیونکہ افراد ہی سماج کی اینٹیں ہیں۔ اگر افراد کے درمیان روابط، باہمی بغض وکینہ کی وجہ سے کمزور ہو گئے تو سماج پراگندگی کا شکار ہو جائے گا اور اس عمارت کی طرح ڈھ جائے گا، جس کے اجزاء بکھر گئے ہوں۔ رسول اکرم ﷺ نے اسی لئے مسلمانوں میں باہمی تعاون، بھائی چارے اور اتحاد پر زور دیا تا کہ اسلامی سماج کی عمارت پائیدار اور مضبوط ہو جائے۔ دشمنان اسلام اس رشتے کو کمزور کرنے کی جو سازشیں کرتے ہیں وہ اثر انداز نہ ہوں۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی اتحاد وتعاون کو ایک ہی جسم کے مختلف اعضاء کے درمیان پائی جانے والی ہم آہنگی سے تشبیہ دی ہے۔ ارشاد فرمایا:

''تمام مسلمان باہمی محبت والفت ہمدردی ورحمت میں ایک جسم کی مانند ہیں۔ جب کسی ایک عضو میں تکلیف ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

(صحیح بخاری: کتاب الادب، باب رحمۃ الناس والبھائم:۶۰۱۱)

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث پاک میں ارشاد فرمایا:

''ایک مومن دوسرے مومن کے لئے عمارت کی طرح ہے جس کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کو قوت پہنچاتی ہے''۔ (صحیح بخاری: کتاب الصلوٰۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد:۴۸۱)

مخلوقِ خدا سے پیار کرنا محض ایک نیکی اور عبادت ہی نہیں، یہ تو خدا کے قرب کی اجلی

اور پاکیزہ ہواؤں میں سانس لینے کا نام ہے۔ دوسروں سے پیار کرنے والا انسان احساس کی سطح پر اپنے وجود کی تنگنائیوں سے نکل کر آفاقی وسعتوں سے ہمکنار ہوجاتا ہے۔ اس کے جذبے حدود نا آشنا ہوجاتے ہیں اور اسکی ذات سے پھوٹنے والی محبت اور ہمدردی کی لہریں کون ومکاں میں چارسُو پھیل جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو باہم الفت ومحبت کی تعلیم دی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم لوگ جنت میں داخل نہیں ہوگے جب تک تم ایمان نہ لے آؤ اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔

(سنن ترمذی: ابواب صفة القيامة والرقاق: ۲۵۱۰)

یہی احساس حضور اکرم ﷺ نے اسلامی معاشرہ کے ہر فرد کے دل میں انڈیل دیا تھا۔ آپ ﷺ مسلمانوں کو ایسے کام کرنے کی نصیحت فرماتے جن سے آپس کے دینی رشتے مضبوط تر ہوتے جائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ مسلمانوں کو آپس میں سلام پھیلانے، مصافحہ کرنے، ایک دوسرے کو ہدیہ دینے اور باہم محبت کرنے کی نصیحت فرماتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”کیا میں تمہیں ایسی چیز بتاؤں کہ اگر تم اسے انجام دوگے تو باہم محبت کرنے لگو گے۔ آپس میں سلام کو رواج دو۔“ (صحیح مسلم: باب انه لايدخل الجنة الا المومن: ۵۴)

ایک اور حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آپس میں مصافحہ کیا کرو،

کینہ ختم ہو جائے گا۔ ایک دوسرے کو ہدیہ دیتے رہا کرو، اس سے باہم محبت بڑھے گی۔''

(مؤطا امام مالک: کتاب حسن الخلق، باب ماجاء فی المہاجرۃ: ۳۳۶۸)

رسول اکرم ﷺ نے محض اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ مسلمانوں کو باہمی محبت و رحمت اور تعاون و اتحاد کی تلقین فرمائیں بلکہ آپ ﷺ نے ہجرت کے فوراً بعد مدینہ منورہ میں جو اسلامی معاشرہ قائم کیا، اس میں ان تمام چیزوں کو عملی جامہ پہنایا۔ آپ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی جس کی وجہ سے مسلمانوں کے باہمی روابط انتہائی مضبوط ہوئے۔ مواخات کے نتیجہ میں مسلمانوں کے درمیان پیدا ہونے والی محبت و ہمدردی کی روح دنیا میں سماجی تعاون کا انوکھا نمونہ ہے جس کی کوئی مثال اس سے پہلے یا بعد کی انسانی تاریخ میں نہیں پائی جاتی۔ مدینہ منورہ کے اسلامی معاشرہ میں استحکام پیدا کرنے میں اس مواخات کے بڑے گہرے اثرات تھے، نیز اسکی وجہ سے مسلمانوں کو دین حق کی تبلیغ کے لئے اپنے کو فارغ کرنے میں بڑی مدد ملی۔

قرآن حکیم انصار مدینہ کی تعریف کرتا ہے کہ وہ مہاجرین سے محبت رکھتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر معاملے میں انکے ساتھ بھائی چارے کا برتاؤ کرتے ہیں اور ہر طرح سے ان کی مدد کرتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الحشر: ۹)

''اور ان کا بھی حق ہے جو دار الاسلام اور ایمان میں پہلے سے قرار پکڑے ہوئے ہیں۔ محبت کرتے ہیں اس سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اور اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں

رکھتے اس سے جو کچھ ان مہاجرین کو ملتا ہے۔ خود پر ترجیح دیتے ہیں دوسروں کو، اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں۔ اور جو کوئی اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے سو ایسے ہی لوگ فلاح یافتہ ہیں"۔

مخلوق خدا کو کھانا کھلانا

روایت ہے کہ حسنین کریمین علیہما السلام ایک دفعہ بیمار ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ دو اشخاص ہمراہ تھے۔ ایک نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہا: آپ ان بچوں کی صحت کے لئے کوئی نذر مان لیجئے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے تین روزے رکھنے کی نذر مان لی۔ سیدہ کائنات حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے بھی یہی نذر مان لی۔ خود بچوں نے اور کنیز فضہ نے بھی ایسی ہی نذر مان لی۔ اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور دونوں شہزادوں کو صحت نصیب ہوئی۔ اب گھر کے سب افراد نے شکرانے کے روزے رکھنا شروع کر دیئے۔ کھانے کو گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنے ایک پڑوسی شمعون یہودی کے پاس گئے اور اس سے ۳ صاع جَو کے عوض اُون کاتنے کا معاہدہ کرلیا۔ سیدہ کائنات سلام اللہ علیہا نے اُون کاتنا شروع کر دی۔ ایک تہائی اُون کاتی اور ایک صاع جَو پیس کر افطار کے لئے پانچ روٹیاں تیار کیں۔ گھر کے ہر فرد کے لئے ایک روٹی بنی۔ نماز مغرب کے بعد دستر خوان سجایا اور سب افراد بیٹھ گئے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ابھی ایک ہی لقمہ لیا تھا کہ دروازے پر سائل کی آواز آئی: اے اہل بیت رسول ﷺ! میں ایک مسکین ہوں، مجھے کھانا کھلا دو، اللہ تعالیٰ آپ کو جنت کے دستر خوان پر کھانا کھلائے۔ سیدہؑ کائنات سلام اللہ علیہا نے سب گھر والوں کی رضا سے دستر خوان پر جتنا کھانا موجود تھا سارے کا سارا مسکین کو دے دیا اور خود تمام گھر والے فاقے سے رہے۔ صبح اسی حالت میں سب نے پانی کے ساتھ دوسرے دن کا روزہ رکھ لیا۔ دن بھر روزے کی حالت میں سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اُون کاتتی رہیں اور شام

ڈھلے ایک صاع جَو لیکر پیسے اور پھر پانچ روٹیاں بنائیں۔ افطار سے اُترا تو دستر خوان سج گیا، پر ابھی کسی نے پہلا لقمہ بھی نہ توڑا تھا کہ دروازے پر سائل کی صدا ابھری: میں ایک یتیم ہوں، اللہ کے نام پر کھانا کھلا دو، اور پھر سب گھر والوں نے مل کر سارا کھانا اس یتیم کو دے دیا اور پانی سے روزہ افطار کر لیا۔ دو دن کا مسلسل فاقہ ہے اور بدن میں نقاہت اتر رہی ہے مگر سب نے تیسرے دن کا روزہ بھی کچھ کھائے پیئے بغیر ہی رکھ لیا۔ اب پھر روزے کی حالت میں دن بھر میرے آقا و مولا ﷺ کی شہزادی اُون کاتتی رہی اور شام ڈھلے تیسرا صاع جَو کا پیس کر، اسی طرح پانچ روٹیاں تیار کیں۔ افطار کے لمحے دستر خوان بچھا اور سب جمع ہوئے تو ماجرا پھر وہی پہلے دو دنوں کی طرح ہوا۔ دروازے پر کسی سائل نے آواز دی: میں قیدی ہوں مجھے کھانا کھلا دو۔ اور خدا کے اس پیارے گھرانے نے خود تیسرے دن کا روزہ بھی پانی ہی سے کھول لیا اور سارا طعام اس سائل کو دے دیا۔ بس رب ذوالجلال کی بارگاہ سے آزمائش پوری ہو چکی تھی۔ میرے رب نے پوری کائنات کے لئے آنے والے سب زمانوں میں اپنے محبوب پاک ﷺ کی اولاد کے اس گھرانے کی لازوال عظمتیں ایک جگمگاتی مثال بنا کر رکھ دی تھیں۔ اب اس نمونۂ کردار کو خدا نے رہتی دنیا تک محفوظ رکھنے کے لئے قرآن پاک کی آیات میں سمو دیا:

پڑھیئے میرے خدا کا فرمان اور دیکھیئے سیدۂ کائنات سلام اللہ علیہا کے گھرانے کی شان:

یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ○ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ○ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ○ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ○ فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ۝ (دہر: ۷ تا ۱۲)

اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اُس دن سے ڈرتے ہیں جس کی بُرائی پھیلی ہوئی ہے۔ اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو۔ ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خاص اللہ کیلئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکرگزاری نہیں مانگتے۔ بے شک ہمیں اپنے رب سے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش نہایت سخت ہے۔ تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر سے بچا لیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔ اور ان کے صبر پر انہیں جنت اور ریشمی کپڑے صلہ میں دیے۔

(تفسیر نیشاپوری، تحت تفسیر سورۃ الدہر، ج ۶ ص ۴۱۲، بیروت)

(تفسیر مظہری، تحت سورۃ الدہر، ج ۱۰ ص ۱۵۵، رشیدیہ کوئٹہ)

میرے عزیز بچو! یہ ہے عظمت کردار کا وہ تابندہ نقش جو کائنات میں اس ایک گھرانے کے علاوہ اور کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ صدیاں بیتتی اور نسلیں گزرتی رہیں گی اور تاقیامت سلسلۂ حیات اسی طرح چلتا رہے گا مگر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اور ان کا خاندان ایثار کی جو لازوال چوٹی سجا گیا ہے اس کے برابر کوئی اور مثال کبھی نہ جگمگا سکے گی۔ خدمت خلق، نفع بخشی، خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلانا یہ اسلام کی اعلیٰ اخلاقیات کے ایسے نمونے ہیں جہاں دنیا والے ہمیشہ خانوادۂ رسول ﷺ ہی سے کسب فیض کرتے رہیں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆

صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حصہ ہشتم

معاشرتی احکام

نکاح کے احکام

نکاح کی اہمیت قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً۔ (روم:۲۱)

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے بنائے کہ اُن سے آرام پاؤ اور تمہارے آپس میں محبت اور رحمت رکھی۔

نکاح سنت نبوی ﷺ ہے اور اس کے مقاصد بہت اعلیٰ ہیں۔ پاکیزہ اولاد نکاح کا تحفہ ہے اور اس سے جو خاندان وجود میں آتا ہے وہ دین و دنیا کی بہت سی بھلائیاں اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہوتا ہے۔ نکاح سے گریز کرنا یا اس کو بیہودہ مقاصد کا ذریعہ بنانا سنت نبوی ﷺ کی توہین ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلنِّكَاحُ سُنَّتِيْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۸۴۶)

"یعنی نکاح میری سنت ہے۔ پس جو شخص میری سنت سے گریز کرے وہ میری امت میں سے نہیں ہے۔"

نکاح کا مقصد اسلام دینِ فطرت ہے اس کے تمام تر اصول و قواعد عین فطرت کے مطابق ہیں۔ نسل انسانی کی بقا اور حفاظت کے لئے سلسلہ توالد و تناسل بنیاد اور اساس ہے اس مقصد کے اعلیٰ ترین اندازِ حصول کے لئے دین اسلام نے نکاح کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔

اللہ رب العزت قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (النساء:۳)

''تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو، دو اور تین، تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو۔''

رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل فرما کر نکاح کو سنت قرار دے دیا۔ یوں دین اسلام نے جائز نکاح کرنا بھی عبادت اور ثواب کی چیز بنا دیا اور اس کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کے حقوق کا تعین بھی فرما دیا نیز کسی کو بھی ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے اور حد سے تجاوز سے منع فرما دیا۔

نکاح کے احکام نکاح ایک پاکیزہ رشتہ ہے لہٰذا اسلام نے نکاح کو ایک مقدس تقریب کی حیثیت دی ہے اور اس کے لئے کئی شرائط وضوابط مقرر فرمائے ہیں۔

(۱) نکاح گواہوں کی موجودگی میں ہونا چاہیے۔ کم از کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہ ہونا ضروری ہے۔ مقصد یہ ہے کہ معاشرہ میں ایک مناسب حد تک اعلان ہو جائے کہ فلاں مرد اور عورت آپس میں باقاعدہ شرعی نکاح کے ذریعہ ایک خاندان کی بنیاد اٹھا رہے ہیں۔

(۲) نکاح میں مہر کا طے ہونا ضروری ہے۔ اگر کسی وجہ سے مہر کا تعین نہ ہو سکا ہو تو مہر مثل کی ادائیگی خود بخود شرعاً لازم ہو جائے گی۔ مہر مثل سے مراد ہے اتنا مہر جو اس عورت کے گھرانے کی دوسری خواتین کے لئے مقرر رہا ہو جیسے بہن، خالہ، پھوپھی وغیرہ۔

(الف) مہر بیوی کا شرعی حق ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی طرف سے باقاعدہ لاگو کیا گیا ہے اور اسکی کوئی شرعی حد مقرر نہیں کی گئی۔ قرآن حکیم میں تو صاف کہا گیا ہے کہ اگر سونے چاندی کے ڈھیر بھی مہر میں باہم خوشی سے طے کر لئے گئے ہوں تو ان کی ادائیگی لازم ہے:

وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا (نساء:۲۰)

اور اُسے ڈھیروں مال دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو

(ب) مہر کے معاملہ میں لڑکی اور اس کے والدین کی خواہش کا احترام کرنا لڑکے والوں کو اپنے لئے باعث عزت سمجھنا چاہیے نہ کہ وہ اسے خود پر بوجھ سمجھ کر الجھنا شروع کر دیں۔

(ج) اگر نکاح کی ابتداء ہی میں خاوند اپنی بیوی کیلیئے فراخ دلی اور سخاوت کا مزاج نہیں رکھتا تو آگے چل کر وہ گھریلو اور خاندانی ذمہ داریاں ادا کرنے میں کس قدر تنگ دل اور بخیل ثابت ہو گا، یہ پہلے ہی دیکھ لینا چاہیے۔

(د) مہر بیوی کا شرعی حق ہے اور اسکی ادائیگی ہر حال میں لازم ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نکاح کے موقع پر ہی مہر خوش دلی سے ادا کیا جائے۔ میرا احساس تو یہ ہے کہ جو لوگ اس بارے میں گریز اور ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں وہ بنیادی طور پر کمینے اور بدنیت لوگ ہوتے ہیں۔

(ہ) خاوند اور اس کے گھر والے عموماً یہ طے کئے بیٹھے ہوتے ہیں کہ آگے چل کر بیوی سے کسی نہ کسی طرح مہر معاف کرا لیں گے اور فی الواقع اس معاملہ میں دھوکہ، چالبازی یا سختی اور جبر و تشدد سے کام لیا جاتا ہے۔ ایسے خاوند یا گھرانے تو شاید مسلمان کہلانے کے بھی حقدار نہ ہوں کجا یہ کہ ان کے ساتھ زندگی گزارنا کسی پاکباز خاتون کے لئے پسندیدہ ٹھہرے۔

(۳) نکاح کی ایک شرط ایجاب و قبول ہے۔ یعنی خاوند اور بیوی دونوں باہم رضامندی سے اس رشتے کو قبول کریں۔ کنواری لڑکی اجازت مانگنے پر خاموش رہے تو یہ بھی اس کی رضامندی ہے لیکن بہر حال نکاح منعقد ہونے کے موقع پر اسکی طرف سے کم از کم سر ہلا کر ہی قبول کرنے کا واضح اشارہ ملنا چاہیے۔

(۴) نکاح میں لڑکی کے ولی کی رضامندی ایک اہم معاملہ ہے، اگرچہ یہ نکاح کی شرط نہیں ہے کیونکہ اس کے بغیر بھی نکاح منعقد ہو جائے گا لیکن خود لڑکی کو اس معاملے میں اپنے ولی کا حق چھیننے کی جرات نہیں کرنی چاہیے۔

(الف) آج کل ہمارا معاشرہ بڑی تیزی سے بالغ لڑکیوں کو ان کے ماں باپ کی مرضی یا اجازت کے بغیر اور بسا اوقات گھر سے بھاگ کر نکاح کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا دکھائی دے رہا ہے۔ یہ ایک بُری وبا ہے جو بالآخر ہمارے معاشرہ کو برباد کر کے رکھ دے گی۔

(ب) معاشرہ کی طاقت اور اسکی تہذیبی توانائی (Sotio-ullural Strength) خاندان کا تقدس برقرار رکھنے میں ہے۔ معاشرہ خاندان ہی کے ذریعہ بڑھتا، پھولتا اور پھلتا ہے اور اس کے ذریعہ قومیں اپنی تہذیب کو پروان چڑھاتی ہیں۔

(ج) جو لڑکا، لڑکی اپنے والدین کا خاندان برباد کر کے شادی کرتے ہیں وہ اپنے خون اور اپنی نسل دونوں کے اندر بدترین زہر گھول دیتے ہیں۔ ذرا خود سوچئے، ایک پہلے سے قائم خاندان کا بھرم توڑ کر آپ کسی نئے خاندان کو کیسے قائم رکھ سکتے ہیں۔

(۵) نکاح کا ایک اور ضابطہ ''کفو'' کا لحاظ رکھنا ہے۔ کفو کا معنی ہے ہمسری۔ یعنی خاوند ایسا ہونا چاہیے جو دین نسب، پیشہ اور مالی حیثیت میں بیوی کے ہم پلہ یا کم از کم قابل قبول ہو۔

(الف)۔ مسلمان لڑکی کا کسی غیر مسلم لڑکے کے ساتھ نکاح ہرگز نہیں ہوسکتا۔ یہ جو آج کل ہندوستان میں یا مغرب میں ہو رہا ہے کہ مسلمان لڑکیاں دھڑا دھڑ کافروں سے نکاح کرتی چلی جارہی ہیں، اسلام تو کسی طور پر اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ذرا سوچئے ایمان کھو کر نکاح سے کیا ملے گا، یہ سوچنا چاہیے

(ب)۔ نسب کے معاملہ میں کفو کا اعتبار لڑکی کے خاندان کا شرعی حق ہے۔ اگر لڑکی اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کسی ایسے لڑکے سے شادی کر لے جو نسب میں اس کا کفو (ہمسر) نہ ہو تو لڑکی کا ولی شرعاً اس نکاح کو عدالت کے ذریعہ فسخ کرانے کا حق رکھتا ہے۔

(ج)۔ اسی طرح اگر کسی لڑکی کا ولی اسکی اجازت کے بغیر کہیں غیر کفو میں نکاح کر دے تو لڑکی کو

بھی نکاح فسخ کرانے کا حق حاصل ہے کیونکہ غیر کفو میں نکاح لڑکی کے لئے عار ہے۔

(د)۔ پیشہ اور مالی حیثیت بھی کفو میں قابل لحاظ ہے۔ البتہ یہ ایسی چیزیں ہیں جو تبدیل ہو سکتی ہیں۔ مالی حیثیت بھی محنت اور مسلسل کوشش کے ذریعہ بہتر ہوسکتی ہے لہٰذا نکاح کرتے وقت ان چیزوں سے صرف نظر کیا جاسکتا ہے، مگر ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ دین اور نسب کی تو پرواہ نہیں کی جاتی لیکن امیر غریب کی تفریق حد سے زیادہ عذاب بن چکی ہے۔ بعض امیروں کی ذہنیت اس معاملے میں کچھ زیادہ ہی مفلوج ہو چکی ہے۔

(۶) نکاح میں اگر باہم تعلق کی مدت طے کردی جائے تو یہ شرعاً نکاح نہیں ہے چاہے مدت سو سال ہی کیوں نہ مقرر کی جائے۔ نکاح ایک دائمی تعلق کا رشتہ ہے، اس میں مدت کا ذکر کسی بھی طور پر آئے تو یہ نکاح حرام ہوگا۔ اسلام میں متعہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ اس سے زنا کا دروازہ کھلتا ہے۔ کسی بھی طے شدہ مدت کے لئے نکاح کرنا حقیقت میں زنا کی ایک صورت ہے۔

(۷) نکاح مزاح میں بھی ہوجاتا ہے۔ اس میں نیت شرط نہیں۔ کوئی لڑکا اور لڑکی باہم ہنسی، مزاح میں ایجاب وقبول کرلیں تو نکاح ہوجائے گا۔ لہٰذا احتیاط کرنی چاہیے۔

(۸) نکاح میں اگر کوئی فاسد شرط رکھ دی جائے تو اس سے نکاح فاسد نہیں ہوگا بلکہ شرط ختم ہوجائے گی۔ ایسی شرط پوری کرنا لازم نہیں ہوگا۔ فاسد شرط اسے کہتے ہیں جو اسلام کے شرعی احکام سے ہٹ کر ہو۔

طلاق کے مسائل

طلاق کی حکمت اسلام دین فطرت ہے اس نے تمام انسانی اقدار کے حقوق کا تعین کیا ہے جس پر عمل پیرا ہو کر صالح معاشرہ کی تشکیل ممکن ہوتی ہے اور کسی فرد کی جانب سے بھی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حقوق و فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی ہونے لگے تو معاملہ پیچیدہ اور سنگین صورت حال اختیار کر لیتا ہے۔انسان اکثر اپنی ذاتی خواہشات کی پیروی، انا پرستی کا شکار ہو جاتا ہے۔دوسروں کے حقوق سلب کرنا اپنا کارنامہ سمجھتا ہے۔اسی بنیاد پر تنازعات جنم لیتے ہیں۔

جہاں تک ممکن ہو طلاق سے بچیئے

طلاق انتہائی حساس معاملہ ہے جو میاں بیوی کے مزاج میں تلخیوں کے سبب سے پیش آتا ہے جس کی محرک چاہے کوئی ساس ہو، نندیں ہوں یا دیگر افراد خانہ کے رویے۔انھی وجوہات سے نوبت میاں بیوی کی علیحدگی پر آجاتی ہے۔ ایسی صورت میں گھریلو ماحول تباہ و برباد ہو جاتا ہے خصوصاً اولاد کا مستقبل داؤ پر لگا دیا جاتا ہے۔

اکثر مرد حضرات جذبات کی زد میں بہہ کر معمولی اختلافات کی بنا پر آگ بھگولا ہو جاتے ہیں اور بیوی کو طلاق، طلاق اور طلاق کا حکم صادر فرما دیتے ہیں۔جب غصہ کی شدت میں کمی آتی ہے اور نئے نئے مسائل سے دو چار ہونا پڑتا ہے پھر انسان کو ندامت گھیر لیتی ہے اور وہ اس مشکل سے نکلنے کے لئے طرح طرح کی تدابیر ڈھونڈنے لگتا ہے۔

طلاق چونکہ خاندان کی شیرازہ بندی بکھرنے کا پیش خیمہ ہوتی ہے اس لئے ہمارے دین نے خاوند بیوی کو نہایت احتیاط اور باہم حسن سلوک کے ساتھ زندگی گزارنے کا پابند بنایا ہے۔اسلام نے ایک عالمگیر اور فطری مذہب ہونے کے ناطے کسی نازک صورتحال کے لئے طلاق یا خلع کی صورت میں علیحدگی کا باعزت طریقہ مقرر کیا ہے تا کہ میاں بیوی ایک دوسرے کے دشمن نہ بن جائیں۔

طلاق کی شرائط طلاق کے واقع ہونے میں مندرجہ ذیل شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(ا) شوہر کے لئے جائز ہے کہ طلاق کا اختیار جو اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے کسی اور کے سپرد کر دے۔یہ دوسرا شخص کبھی تو خود بیوی ہوتی ہے اور کبھی بیوی کے علاوہ کوئی اور ہوتا ہے۔اگر

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

شوہر نے یہ معاملہ کسی دوسرے کے سپرد کردیا اور اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہوجائے گی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے: ''جس شخص کے ہاتھ میں طلاق کی گرہ ہو اور پھر وہ اسے کسی اور کے حوالے کردے تو اس کا حکم اس طرح نافذ سمجھا جائے گا۔''

(مصنف عبدالرزاق: جلد ہفتم، ص ۳، رقم: ۱۱۹۴۵)

(۲)۔بلوغ بالغ ہونا شرط ہے نابالغ کی طلاق موثر نہ ہوگی۔

(درمختار، عالمگیری: فصل فی بلوغ الغلام بالاحتلام، ج ۵، ص ۱۳۲)

(۳)۔عقل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر طلاق درست نافذ ہے سوائے اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل وفہم مغلوب ہو۔

(سنن ترمذی: کتاب الطلاق، باب ماجاء فی طلاق المعتوہ: ۱۱۹۱)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہوش کی دی ہوئی طلاق نافذ ہے۔

(مسندزید، ج ۴ ص ۷ ۱۳۹ المغنی ہفتم ص ۱۱۵)

☆ چونکہ طلاق دہندہ کا عاقل ہونا شرط ہے اس لئے دیوانہ یا بے ہوش کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جس شخص نے قصداً کوئی نشہ آور چیز استعمال نہ کی ہو اور اس کی عقل (کسی اور وجہ سے) زائل ہوچکی ہو تو اس کی دی ہوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (المغنی جلد ہفتم ص ۱۱۳)

☆ اگر کسی نے مجبور کرکے (اکراہ شرعی سے) اسے نشہ پلا دیا یا حالت اضطرار میں مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا تو ایسے نشہ کی حالت میں صحیح یہ ہے کہ طلاق واقع نہ ہوگی۔

(ردالمختار، بہار شریعت)

☆ لیکن ایسا شخص جو کسی نشہ آور شے کے استعمال سے جان بوجھ کر مدہوش ہوگیا ہو تو اس کی دی ہوئی طلاق اسی طرح واقع ہوجائے گی جس طرح ہوش مند کی دی ہوئی طلاق۔

اگر تین طلاقیں دینا چاہے تو ہر طہر میں ایک طلاق دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی بیوی کو تین طلاقیں سنت طریقہ سے دینا چاہے تو ہر طہر میں ایک طلاق

دے اور عورت آخری طلاق پانے پر مزید ایک حیض کی عدت گزارے۔

(ابن ابی شیبہ ص ۲۳۴ جلد اول، سعید بن منصور ص ۲۵۶)

طلاق میں مزاح نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں جن میں دل کے ارادے اور سنجیدگی کے ساتھ بات کرنا بھی حقیقت ہے اور ہنسی مذاق کے طور پر کہنا بھی حقیقت ہی کے حکم میں ہے۔ نکاح، طلاق، رجعت۔

(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، باب ماجاء فی الجد والھزل فی الطلاق: ۱۱۸۴)

طلاق ان تصرفات میں سے ہے جن میں سنجیدگی اور مزاحاً کہے ہوئے الفاظ کے اثرات یکساں ہوتے ہیں تاکہ ازدواجی تعلقات اور پرسکون طور پر آباد گھرانے کھلنڈروں کے ہاتھوں کا کھلونا بن کر نہ رہ جائیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

''تین باتوں میں لعب یعنی مزاح یا غیر سنجیدہ پن کی کوئی گنجائش نہیں، اول نکاح، دوم طلاق، سوم عتاق، ایک روایت میں لفظ عتاق کی جگہ لفظ صدقہ مروی ہے۔

(مسند زید، جلد چہارم، ص ۳۹۵، مصنف عبدالرزاق، جلد ششم، ص ۱۳۴، رقم: ۱۰۲۴۷، المغنی جلد ہفتم، ص ۸۰، رقم: ۵۲۹۵)

طلاقِ سنت طلاق دینے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ عورت کو ایسے طُہر میں طلاق دے کہ جس میں اس نے اس سے مجامعت نہ کی ہو پھر اگلے طُہر میں بغیر مجامعت کے دوسری طلاق دے دے اسی طرح اس سے اگلے طُہر میں بغیر مجامعت کے تیسری طلاق دے دے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اس لئے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَاَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللّٰهَ رَبَّكُمْ لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ لَا تَدْرِيْ لَعَلَّ اللّٰهُ يُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ اَمْرًا○ (الطلاق آیت:۱)

''اے نبی (ﷺ آپ فرما دیجئے کہ) جب تم لوگ عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے وقت پر ان کو طلاق دو اور عدت کا شمار رکھو اور اپنے اللہ سے ڈرو، عدت میں انہیں اُن کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ آپ نکلیں مگر یہ کہ کوئی صریح بے حیائی کی بات لائیں (تو پھر گھر سے نکالا جا سکتا ہے) اور یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے بڑھا بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ تمہیں نہیں معلوم شاید اللہ تعالیٰ اس کے بعد کوئی نیا حکم ارشاد فرما دے۔ (۱/۶۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ''انہیں حالت طُہر میں طلاق دو کہ جس میں ہمبستری نہ ہوگی۔ (ابن ابی شیبہ، ج ا،ص ۲۳۳ جلد اول، تفسیر ابن کثیر جلد ۴ ص ۳۷۸)

تین طلاقیں الگ الگ ۳ چکروں میں دینے کا مقصد یہ ہے کہ مرد کو سوچنے سمجھنے اور حالات کا جائزہ لینے کا موقع مل جائے تا کہ وہ غصے میں آ کر تین طلاق نہ دے بیٹھے اور بعد میں نادم ہو کر تلافی کرنا چاہے لیکن تلافی یعنی رجوع کی کوئی گنجائش نہ رہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

''اگر لوگ طریقہ طلاق کو درست طریقے سے سمجھ لیتے تو کسی مرد کو کسی عورت کو طلاق دینے پر افسوس کرنے کی ضرورت نہ رہتی۔

(ابن ابی شیبہ، کتاب الطلاق، باب مایستحب من طلاق السنة: ۱۷۷۴۲)

حاملہ کی طلاق

حاملہ کو طلاق ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم سے ثابت ہے البتہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حمل کی حالت میں عورت کو طلاق دینا مکروہ سمجھتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ''کوئی شخص اپنی بیوی کو حالت حمل میں طلاق نہ دے کہ پھر اللہ اسے شرمندہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

کردے" کیونکہ حمل کی وجہ سے نیز پیدا ہونے والے بچے کے دودھ چھڑانے تک رضاعت کی بنا پر وہ اس مطلقہ کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہے۔ (ابن شیبہ جلد اول ص ۲۴۸)

عدت اور اُس کا معنی نکاح زائل ہونے یا شبہ نکاح کے بعد عورت کا نکاح سے ممنوع ہونا اور ایک زمانہ تک انتظار کرنا عدت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ۔ وَلَا یَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ یَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِیْٓ اَرْحَامِهِنَّ اِنْ كُنَّ یُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔ (البقرۃ:۲۲۸)

"طلاق والیاں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں اور انہیں یہ حلال نہیں کہ جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے رحموں (پیٹوں) میں پیدا فرمایا ہے اسے چھپائیں اگر وہ اللہ تبارک وتعالیٰ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہوں۔"

اور فرماتا ہے:

وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِیْ لَمْ یَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ۔ (الطلاق:۴)

"اور تمہاری عورتیں جو حیض سے ناامید ہوگئیں اگر تم کو کچھ شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور ان کی بھی جنہیں ابھی حیض نہیں آیا اور حمل والیوں کی عدت یہ ہے کہ اپنا حمل جن لیں (یعنی بچے کی ولادت ہوجائے۔)

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔ (الاحزاب:۴۹)

"اے ایمان والو جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بے ہاتھ لگائے چھوڑ دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح چھوڑ دو۔"

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

بیوہ کی عدت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا (البقرۃ:۲۳۴)

''تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو یہ بیوہاں اپنے آپ کو چار مہینے دس دن تک انتظار میں رکھیں۔'' (البقرۃ)

صحیح بخاری میں حضرت مسور بن مخزمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سبیعہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں اُن کے شوہر کی وفات کے چند دن بعد بچہ پیدا ہوا۔ تو انہوں نے بارگاہِ رسالت مآب (ﷺ) میں حاضر ہو کر نکاح کی اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے اُن کو اجازت مرحمت فرما دی۔

(صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب: اولات الاحمال ان یضعن حملھن: ۵۳۲۰)

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورۃ طلاق (جس میں حمل کی عدت کا بیان ہے کہ وضع حمل پر عدت ختم ہو جائے گی) سورۃ بقرہ (کہ جس میں عدتِ وفات چار ماہ دس دن ہے) کے بعد نازل ہوئی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ کی عدت چار ماہ دس دن نہیں بلکہ وضع حمل (بچے کی ولادت) ہے۔ امام مالک، شافعی و بیہقی حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر خاوند کی وفات کے بعد بیوہ کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا اور مردہ ابھی تک چارپائی پر ہو، (دفن بھی نہ کیا ہو) تو عدت پوری ہو گئی۔

(الموطاء امام مالک: کتاب الطلاق، باب: عدۃ المتوفی عنھا، رقم: ۱۲۸۴)

سوگ

اس جگہ سوگ کے معنی شوہر کی وفات پر عورت (بیوہ) کے لئے زینت مثلاً زیورات، اعلیٰ لباس، خوشبو، تیل، سرمہ، کنگھی، مہندی وغیرہ لگانا، یعنی ہر قسم کی زینت کو ترک کرنا واجب ہے۔ (عالمگیری: فتاوی ہندیہ کتاب الطلاق: الباب الرابع عشر فی الحداد، ج اوّل، ص ۵۳۳)

صحیح بخاری میں اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میری بیٹی کے شوہر کی وفات ہو گئی ہے (اور

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

وہ عدت میں ہے) اُس کی آنکھیں دکھتی ہیں کیا وہ سرمہ لگا سکتی ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ دو یا تین مرتبہ اُس کے اصرار پر یہی ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ پھر فرمایا ''یہ تو بس چار ماہ اور دس دن ہی ہیں اور زمانہ جاہلیت میں تو سال گذرنے پر مینگنی پھینکا کرتی تھی۔

(صحیح بخاری: کتاب الطلاق، باب: تحد المتوفی عنھا: ۵۳۳۶)

خلع اور اس کی قانونی وشرعی حیثیت

خلع اس طلاق کو کہتے ہیں جو مرد، عورت سے اُس کے مطالبہ پر معاوضہ لے کر اسے لفظ خلع یا ان کے ہم معنی کسی لفظ سے دیتا ہے۔ خلع کا جواز خود قرآن حکیم سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَلَا تَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ۔ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔ (البقرۃ:۲۲۹)

اور تمہیں روا نہیں کہ جو کچھ عورتوں کو دیا اس میں سے کچھ واپس لو۔ مگر جب دونوں کو اندیشہ ہو کہ اللہ کی حدیں قائم نہ کریں گے پھر اگر تمہیں خوف ہو کہ وہ دونوں ٹھیک انہی حدوں پر نہ رہیں گے تو ان پر کچھ گناہ نہیں اس میں جو بدلہ دے کر عورت چھٹی لے یہ اللہ کی حدیں ہیں ان سے آگے نہ بڑھو اور جو اللہ کی حدوں سے آگے بڑھے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

حضرت امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس بن شماس کی بیوی (جمیلہ بنت عبداللہ بن ابی بن سلول یا حبیبہ بنت سھل) بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ثابت بن قیس بن شماس کے دین اور خلق کے بارہ میں کوئی اعتراض نہیں کرتی لیکن میں اسلام کے بعد کفر (یعنی شوہر کی ناشکری یا اُن کے حقوق پورے طریقہ سے ادا نہ کرسکنے) کو پسند نہیں کرتی (اس لئے میں اُن سے علیحدگی چاہتی ہوں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نے فرمایا: ''کیا تم اس کا وہ باغ (جو انہوں نے حق مہر میں دیا تھا) واپس کر دو گی؟
انہوں نے عرض کیا: ''جی ہاں''، رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس سے فرمایا: ''باغ لے لو اور اس کو طلاق دے دو۔'' (صحیح بخاری: کتاب الطلاق، وکیف الطلاق فیہ: ۵۳۷۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اگر شوہر ظالم نہ ہو تو ایسی صورت میں خلع جائز ہے اور اس کی وجہ سے شوہر گنہگار بھی نہیں ہوتا لیکن اگر شوہر ظلم کرتا ہے اور پھر خلع کا التزام کرے تو وہ اپنی بیوی سے اس کے معاوضہ میں جو مال لے گا وہ مال ناجائز ہوگا اس سلسلے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔ (المغنی ص ۵۲ جلد ہفتم)

بدلِ خلع

مرد کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ خلع کے معاوضے کے طور پر اس سے زیادہ لے جتنا کہ اس نے مہر میں عورت کو دیا تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بدلِ خلع کے متعلق فرمایا:

''مرد عورت سے اس سے زیادہ نہیں لے گا جتنا کہ اس نے مہر میں دیا تھا۔''

(عبدالرزاق ج ۶ ص ۵۰۳، المحلی ج ۱۰ ص ۲۴۰، المغنی، ج ۷ ص ۵۳)

خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت

خلع حاصل کرنے والی عورت کی عدت مطلقہ عورت کی عدت کی طرح ہے۔

خلع حاصل کر کے عدت گزارنے والی عورت کا نان نفقہ

خلع کی وجہ سے عدت گزارنے والی عورت کے لئے نہ نان ونفقہ ہے اور نہ سکونت اس لئے کہ طلاق کا معاوضہ شوہر کو ادا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے نان ونفقہ کے حق سے دست بردار ہو رہی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے۔ خلع والی عورت کے لئے نہ نفقہ ہے اور نہ سکونت۔ (مسند زید، ج ۴ ص ۴۲۴)

طلاق ایک ناپسندیدہ عمل

اگرچہ اسلام نے ناگزیر وجوہ کی بنا پر طلاق یا خلع کی اجازت تو دی ہے مگر اس عمل کو پسند نہیں فرمایا بلکہ حکم دیا کہ آخری حد تک رشتہ ازدواج کو قائم رکھنے کی کوشش کرو یہاں تک کہ اگر تمہیں ایک دوسرے کی عادتیں ناپسند بھی ہیں تب بھی صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ سورۂ نساء میں ارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (۴:۱۹)

اور خواتین کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرتے رہو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ بھی ہوں تو (ممکن ہے کہ) عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری اس ناپسندیدہ چیز میں بہت زیادہ بھلائی پیدا فرمادے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا۔ (۴:۳۴)

پھر اگر خواتین تمہارا کہنا مانیں اور اطاعت کریں تو بلا وجہ ان پر زیادتی کرنے کے راستے تلاش نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ نے طلاق کو ناپسند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ۔ (ابی داوٗد کتاب الطلاق: ۲۱۷۰)

یعنی اللہ تعالیٰ کی حلال فرمودہ اشیاء میں اس کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

اسی طرح بلا وجہ عورت کی طرف سے خلع یا طلاق کا مطالبہ کرنا بھی حد درجہ ناپسندیدہ مطالبہ ہے۔ ترمذی شریف میں ہے:

وَاَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَيْرِ بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

(جامع ترمذی، کتاب الطلاق، باب: ماجاء فی المختلعات، رقم: ۱۱۸۷)

یعنی جو عورت بلا وجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے (اس کا جنت میں جانا تو ایک طرف بلکہ) اس پر تو جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔

میاں بیوی میں جدائی ڈلوانے کا انجام جو لوگ میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیاں پیدا کر کے جھگڑا کروا دیتے ہیں یا جدائی اور طلاق کی رغبت دلاتے ہیں وہ بہت بڑے مجرم ہیں۔ایک اچھے مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ امکانی حد تک میاں بیوی کے درمیان غلط فہمیوں کو دور کر کے ان کا گھر بسانے کی کوشش کریں تا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور وہ نبی کریم ﷺ کا سچا اُمتی بن سکے۔

اسی طرح میاں بیوی میں جدائی ڈلوانا اللہ تعالیٰ نے کافروں اور شیطانوں کا مشغلہ بتایا ہے۔سورۂ بقرۃ میں ہے:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ۔ (البقرۃ۲:۱۰۲)

''اور سلیمان علیہ السلام نے کفر نہیں کیا بلکہ شیطانوں نے کفر کیا کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور وہ جادو جو ملکین ہاروت و ماروت پر بابل میں نازل کیا گیا تھا وہ کسی کو کچھ نہ سکھاتے تھے جب تک کہ اسے سمجھا نہ دیتے تھے کہ ہم ایک آزمائش کے لئے ہیں خبردار تم کفر نہ کرو تو وہ لوگ (کافر ہو کر) ان سے وہ (جادو) سیکھتے تھے جس سے میاں بیوی کے درمیان (لڑائی اور) تفریق کروا دیں۔

طلاق کی اقسام طلاق کی تین قسمیں ہیں: (۱)۔رجعی (۲)۔بائن (۳)۔مغلظہ

(۱) طلاق رجعی یہ طلاق کا پہلا درجہ ہے، یہ ایسی طلاق ہے جس کے بعد آدمی بیوی کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔یعنی اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق رجعی دے تو عدت

کے اندر خاوند کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔خاوند چاہے تو اعلان سے رجوع کر لے یعنی کہے کہ ''میں نے طلاق سے رجوع کر لیا اور چاہے تو عمل سے رجوع کر لے یعنی کوئی ایسا عمل کرے جس سے صلح کی طرف اشارہ ہو۔اس سے رجوع ہو جاتا ہے اور عورت بدستور اس کی بیوی بن جاتی ہے اس میں کسی تجدید نکاح کی ضرورت نہیں۔لیکن یاد رکھئے کہ اب اُس کے پاس صرف دو یا ایک طلاق کا حق باقی رہ گیا ہے۔

(۲) طلاق بائن یہ ایسی طلاق ہے جس میں رجوع نہیں کیا جا سکتا۔اگر طلاق رجعی کی عدت گزر گئی تو خود بخود طلاق بائن ہو گئی کسی نے ایک طلاق رجعی دی تھی پھر دوسری بائن دے دی یا پہلی طلاق بائن دی ان سب صورتوں میں عدت کے اندر بھی اور عدت گزرنے کے بعد بھی دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔تجدید نکاح کے لئے لوگوں کو اکٹھا کرنے یا کوئی باقاعدہ تقریب منعقد کرنے کی ضرورت نہیں صرف دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی موجودگی میں خواہ وہ گھر کے افراد ہی کیوں نہ ہوں خاوند یہ کہہ دے کہ ''میں نے تجھے اپنے نکاح میں لیا، عورت کہہ دے ''میں نے قبول کیا'' یا عورت کہہ دے ''میں نے اپنے آپ کو تیرے نکاح میں دیا'' خاوند کہے ''میں نے قبول کیا'' بس اسی سے تجدید نکاح کامل ہو گیا۔طلاق بائن میں قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار عورت کو ہے۔مرد اپنی مرضی نہیں کر سکتا۔عورت چاہے تو حسب سابق اس کے نکاح میں آنے کو قبول کر لے چاہے تو انکار کر دے۔اس کے احکام بالکل نئے نکاح کی طرح ہیں۔عورت کوئی بھی شرط عائد کر سکتی ہے اور جس قدر چاہے حق مہر کا مطالبہ کر سکتی ہے یا اس سابقہ خاوند کی بجائے کسی اور سے شادی کر سکتی ہے یعنی عورت اپنی مرضی میں آزاد ہو گی۔

(۳) طلاق مُغلَّظَہ یہ طلاق کا تیسرا درجہ ہے اس میں قطعی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ یہ تین طلاق ہیں خواہ وہ سنت کے مطابق الگ الگ ہر ماہ طُہر (یعنی ایام پاکیزگی) کی حالت میں

تین طلاق دیدے یا خلاف سنت بدعی (بدعت کے طور پر) یکبارگی دیدے ان دونوں صورتوں میں عورت اس پر حرام ہوگئی۔ عدت گزارنے کے بعد یہ عورت سابقہ خاوند کے سوا جس سے چاہے نکاح کرسکتی ہے سابقہ خاوند سے نہیں کہ یہ اس کے لئے حلال نہ رہی ہاں! البتہ اگر وہ دوسرا شخص کہ جس سے اس نے نکاح کیا، حقوق زوجیت ادا کرنے کے بعد اس عورت کو طلاق دیدے یا فوت ہوجائے تو عدت گزارنے کے بعد یہ پہلے خاوند سے نکاح کرسکتی ہے۔ قرآن کریم کی آیۃ مبارکہ میں ہے: اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی قدر ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ۔ (البقرۃ: ۲۳۰)

''پھر اگر تیسری طلاق اسے دی تو اب وہ عورت اسے حلال نہ ہوگی جب تک دوسرے خاوند کے پاس نہ رہے پھر وہ دوسرا اگر اسے طلاق دے دے تو ان دونوں پر گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ اللہ کی حدیں نبھائیں گے اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جنہیں بیان کرتا ہے دانش مندوں کے لئے۔''

☆☆☆☆☆☆

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

وراثت کے احکام

وارثوں کے حصے خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے

اسلام میں جائیداد بنانا اور سنبھالنا منع نہیں ہے، لیکن جائیداد حلال اور جائز طریقوں سے حکمت کے ساتھ حاصل کی جانی چاہیے۔ نیز جائیداد کے معاملے میں کچھ شرعی پابندیاں ایسی لگا دی گئی ہیں جن کی وجہ سے کسی بھی مسلمان کے پاس بے حساب جائیداد جمع نہیں ہوسکتی۔ اور اگر ایسا ہو بھی جائے تو صاحب جائیداد کی وفات کے بعد اس کی جائیداد وارثوں میں مقررہ حصوں کے مطابق تقسیم ہو جاتی ہے۔ اس طرح وراثت کے ذریعے اسلام نے ایک تو انسان کی اولاد کو آپس کی تلخیوں، ناگواریوں اور جھگڑوں سے بچانے کا قدرتی انتظام کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی دولت اور جائیداد کے چند ہاتھوں میں سمٹ جانے کا سد باب بھی ہو گیا ہے۔ ارتکاز دولت اسلام کو بالکل پسند نہیں ہے۔ اس لئے زکوٰۃ، صدقات، کفارے اور لازمی انفاق جیسے بہت سے ذرائع رکھے گئے ہیں جن کے ذریعے انسان کی زندگی ہی میں اس کی دولت تقسیم ہوتی رہتی ہے۔ اور مرنے کے بعد وراثت، وصیت اور قرضوں کی ادائیگی کی راہ سے بچی کھچی دولت بھی مزید تقسیم ہو جاتی ہے۔ وراثت کے بارے میں شریعت کے احکام براہ راست قرآن حکیم میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔ یہاں ہم سورۂ نساء کی متعلقہ آیات اور ان کا ترجمہ شامل کر رہے ہیں جن سے خود بخود وراثت کی تفصیلات آپ کے سامنے آجائیں گی۔

سورۂ نساء۔۔۔آیات۔۱۱ تا ۱۲

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۚ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً
فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

وَلِاَبَوَيۡهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنۡ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ
لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗۤ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهٗۤ اِخۡوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنۡۢ
بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِىۡ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَيُّهُمۡ اَقۡرَبُ
لَـكُمۡ نَفۡعًا ؕ فَرِيۡضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۱۱﴾ وَلَـكُمۡ نِصۡفُ مَا
تَرَكَ اَزۡوَاجُكُمۡ اِنۡ لَّمۡ يَكُنۡ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَـكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا
تَرَكۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصِيۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ اِنۡ لَّمۡ
يَكُنۡ لَّكُمۡ وَلَدٌ ۚ فَاِنۡ كَانَ لَـكُمۡ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكۡتُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ
وَصِيَّةٍ تُوۡصُوۡنَ بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ؕ وَاِنۡ كَانَ رَجُلٌ يُّوۡرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امۡرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوۡ
اُخۡتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ كَانُوۡۤا اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ فَهُمۡ شُرَكَآءُ
فِى الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِيَّةٍ يُّوۡصٰى بِهَاۤ اَوۡ دَيۡنٍ ۙ غَيۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ؕ ﴿۱۲﴾

اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں (وراثت کا)۔ بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر ہے۔ پھر اگر صرف لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے زیادہ تو ان کو وراثت میں دوتہائی حصہ ملے گا۔ اور اگر ایک لڑکی ہو اس کے لئے آدھا حصہ ہے۔ اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو اس کی وراثت میں چھٹا حصہ ملے گا اگر میت کی اولاد ہو۔ لیکن اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ موجود ہوں تو ماں کو تہائی حصہ ملے گا (باقی باپ عصبہ ہوگا) پھر اگر اس کے بہن بھائی ہوں تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا۔ وراثت کی یہ تقسیم وصیت کی تکمیل کے بعد اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو ان میں کون تمہارے لئے زیادہ نفع بخش ہے۔ وراثت کے لئے یہ حصے اللہ تعالیٰ کی

طرف سے مقرر شدہ ہیں۔بے شک اللہ تعالیٰ علم وحکمت والا ہے۔(۱۱)

اور تمہاری بیویوں کے ترکہ (میراث) میں تمہارا حصہ آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔پھر اگر ان کی اولاد ہو تو ان کے میراث میں تمہارا چوتھائی حصہ ہے۔یہ ان کی وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگا۔اور تمہارے (شوہروں کے) ترکے میں تمہاری بیویوں کا حصہ چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کے لئے تمہاری میراث میں آٹھواں حصہ ہوگا۔یہ تمہاری وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگا۔اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کی میراث بٹنی ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ وارث نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہو تو سب ایک تہائی حصے میں شریک ہوں گے۔یہ میت کی وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد ہوگی، جس میں کسی کے لئے کوئی نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔یہ میراث کے حصے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر شدہ ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ علم اور حلم والا ہے۔(۱۲)

وراثت کی تقسیم میں احتیاط

اسلام میں وراثت کی تقسیم کا جو نظام دیا گیا ہے وہ نہایت عادلانہ اور تمام ممکنہ وارثوں کے حقوق کا لحاظ رکھنے والا ہے۔انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے رشتے داروں میں سے کون اس کے لئے زیادہ قرابت اور نصرت وحمایت کا تعلق رکھتا ہے۔کون اس کے لئے زندگی میں زیادہ معاون اور نفع بخش ہے۔کون اس کی موت کے بعد اس کے رشتوں کا بہتر لحاظ رکھنے والا ہے۔اس لئے وہ خود اپنے وارثوں کے حصے مقرر کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے براہ راست قرآن کریم میں تمام ممکنہ وارثوں کے حصے مقرر فرما دیئے ہیں تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم جائیداد اور دولت کے معاملے میں لینے میں بہت زیادہ حریص واقع

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

ہوئے ہیں۔اس بنا پر ہم خواتین اور کمزور رشتے داروں کے حقوق غصب کر لیتے ہیں۔عام طور پر ہمارے معاشرے میں خواتین بالخصوص بیٹیوں اور بہنوں کو وارثت میں بالکل حصہ نہیں دیا جاتا۔طرح طرح سے بہانے بنا کر ان کا حق چھیننے کی کوشش کی جاتی ہے۔کچھ لوگ کہتے ہیں ہم نے بہنوں اور بیٹیوں کو شادی کے وقت جہیز دیا تھا جو وراثت میں ان کے حصے کا بدل ہے۔یہ کہنا قطعاً قرآن کریم اور سنت نبوی کے خلاف ہے۔جہیز اور شادی کروانا ایک الگ ذمے داری ہے جو خواتین کے رشتے داروں کو ادا کرنا ہوتی ہے۔اس کا وراثت میں ان کے مقررہ حصے سے کوئی تعلق نہیں۔وراثت میں ان کا حصہ خود اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے جو ہر حال میں انہیں ادا کرنا ہوتا ہے اس معاملے میں ذرا بھی ان کے ساتھ زیادتی کرنا دنیا اور آخرت کے عذاب کا باعث ہے۔اس سلسلے میں ہر مسلمان کو بے پناہ احتیاط کرنی چاہیے۔

حصہ نہم

طب نبوی اور شفاء

طب نبوی کی چند غذائیں طب نبوی میں بہت سی ایسی غذائیں اور دوائیں بتائی گئی ہیں جو مختلف بیماریوں کیلئے شفاء کا ذریعہ ہیں۔ان میں سے چند ایک کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔

شہد جیسی کوئی اور غذا دنیا میں موجود نہیں ایک شخص نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی: میرے بھائی کو اسہال (دست) کی بیماری ہے۔ارشاد فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔انہوں نے شہد پلایا مگر تکلیف بڑھ گئی۔آپ ﷺ نے پھر فرمایا۔شہد پلاؤ تین بار اسی طرح ہوا۔آخر میں فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔خدا کا فرمان حق ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ غلطی کر رہا ہے۔انہوں نے پھر شہد پلایا تو اسے صحت ہوگئی۔(صحیح بخاری، کتاب الطب، باب: الدواء بالعسل: ۵۶۸۴)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

قرآن حکیم میں شہد کو شفاء قرار دیا ہے اور ہزاروں سال کے طبعی تجربات گواہ ہیں کہ شہد ایک مکمل غذا اور لاثانی دوا ہے۔ جسم انسانی کو جتنے بھی مرکبات کی ضرورت ہوتی ہے ان میں سے ہر عنصر شہد میں موجود ہے۔ شہد خدا کی عظیم نعمت ہے یہ دل دماغ میں معدہ اور جگر کو بے حد قوت دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو شہد بہت پسند تھا۔ آپ ﷺ اکثر بیماریوں کے علاج میں شہد تجویز فرماتے۔ قرآن حکیم کے الفاظ ہیں۔

يَخْرُجُ مِنْۢ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ (نحل:۶۹)

''اس (شہد کی مکھی) کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز رنگ برنگ نکلتی ہے جس میں لوگوں کے لئے شفاء ہے۔''

آب زم زم بے مثال پانی ہے

سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی پیاس بجھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی ایڑیوں کی رگڑ سے جو پاکیزہ چشمہ نکالا وہ آب زم زم کے نام سے معروف ہے۔ آب زم زم دنیا کے تمام پانیوں میں سب سے منفرد اور بے مثال ہے۔ لاتعداد بیماریوں کی شفاء اس میں موجود ہے۔ جو زائرین حرم وہاں چند دن آب زم زم سے فیض یاب ہوتے ہیں وہ گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آب زم زم انہیں نہ صرف بھوک پیاس سے بے نیاز رکھے ہوئے تھا بلکہ ان کے وجود میں طویل عرصے سے پائی جانے والی کئی بیماریاں بھی اس کی برکت سے ختم ہو گئیں۔

جاپان کے مایہ ناز سائنسدان ڈاکٹر مسارو ایموٹو نے انکشاف کیا ہے کہ آب زم زم میں ایسی خصوصیات پائی جاتی ہیں جو اس کے سوا دنیا کے کسی بھی پانی میں موجود نہیں۔ انہوں نے نینو نامی ٹیکنالوجی کی مدد سے آب زمزم پر متعدد تحقیقیں کی ہیں جس کی مدد سے انہیں معلوم ہوا کہ آب زم زم کا ایک قطرہ عام پانی کے ایک ہزار قطروں میں شامل کیا جائے تو عام پانی میں بھی وہی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں۔ کرہ ارض کے کسی خطے سے لئے گئے پانی کے خواص زم زم سے کسی بھی طرح مشابہت نہیں رکھتے۔ زم زم کی خصوصیات کو کسی بھی طرح تبدیل کرنا

ممکن نہیں ہے۔آب زم زم کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

ماء زمزم لما شرب له

(سنن احمد: سند جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رقم: ۱۴۸۴۹، سنن ابن ماجہ: باب الشرب من زمزم: ۳۰۶۲)

''آب زم زم اس بیماری سے شفاء کے لئے ہے جس مقصد کی خاطر پیا جائے وہ اس کی برکت سے حاصل ہوجاتا ہے۔''

کلونجی موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے

طبِ نبوی میں جس دوا کی سب سے زیادہ حیرت انگیز خصوصیات بیان کی گئیں ہیں وہ کلونجی ہے۔ایک حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ الحبة السوداء شفاء من كل داء الا الموت

سیاہ دانہ (کلونجی) موت کے سوا ہر بیماری کی شفاء ہے۔ (صحیح بخاری: کتاب الطب، باب الحبة السوداء: ۵۶۸۷)

کلونجی ایک مشہور دوا ہے۔ یہ پھلیوں سے تخم پیاز کے مشابہ سہ پہلو سیاہ تخم نکلتے ہیں۔ اس کا مزاج گرم خشک ہے۔ پیشاب اور حیض کو کھول کر لاتی ہے۔ پیٹ کے کیڑوں کو مارتی ہے۔معدہ کو قوت دیتی ہے۔شہد میں ملا کر کھانے سے دماغ کو قوت دیتی اور حافظہ کو تیز کرتی ہے۔اطباء نے کلونجی کو مفید بتایا ہے۔

زیتون میں شفاء ہے

زیتون وہ پھل ہے جس کی قسم قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے۔اس سے یقیناً زیتون کی غیر معمولی افادیت سامنے آتی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۞١ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۞٢ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۞٣

''انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم۔اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی قسم۔''

شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار انبیاء ﷺ نے روٹی کو روغن سے چپڑ کر تناول فرمایا۔ (مدارج النبوۃ)

حضرت عمر ابو اسید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: زیتون کا تیل کھاؤ اور مالش میں استعمال کرو اس لئے کہ وہ مبارک درخت سے پیدا ہوتا ہے۔

(سنن الترمذی: ابواب الاطعمة، باب ماجاء فی اکل الزیت: ۱۸۵۲)

(سنن ابن الدارمی: کتاب الاطعمة، باب فی فضل الزیت: ۲۰۹۶)

روغن زیتون کے علماء نے بہت سے منافع تحریر فرمائے ہیں۔ حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ اس میں ستر بیماریوں کی شفاء ہے جن میں ایک جذام ہے۔ زیتون کے درخت کی عمر ایک ہزار سال تک ہوتی ہے۔ کتاب المفردات میں ہے کہ اس کا مزاج گرم تر ہے۔ سردی کے دردوں اور کمزور بچوں کے لئے اس کی مالش مفید ہے۔ اندرونی طور پر سردی کے اثرات کو زائل کرتا ہے، ورم ختم کرتا ہے۔ جگر کی پتھری کو فائدہ بخشتا ہے۔ اندرونی خراش اور سوزش کو تسکین دیتا ہے۔

عجوہ کھجور دل کے لئے شفاء بخش ہے

کھجور اہل عرب عموماً خوراک کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ کھجور ایک نہایت ہی نفع بخش غذا اور پھل ہے۔ اس کی تعریف میں اتنا کہنا ہی کافی ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ نے پسند فرمایا: اطباء کے نزدیک اس کا مزاج گرم تر ہے۔ یہ کثیر الغذاء ہے۔ خون صالح پیدا کرتی ہے۔ نظامِ ہضم کو بہتر بناتی ہے۔ معدہ اور جگر کو قوت بخشتی ہے

حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کی بڑی تعریف فرمائی، خصوصاً عجوہ کھجور کی۔ ایک جلیل القدر صحابی عامر ابن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں شدید بیمار تھا۔ حضور اکرم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میرے دل پر ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا، تمہیں دل کی بیماری ہے عجوہ کھجور استعمال کرو۔ دل کے لئے عجوہ کھجور فائدہ بخش ہے۔

(سنن ابی داؤد: کتاب الطب، باب: فی تمرۃ العجوۃ: ۳۸۷۵)

ایک اور حدیث پاک میں آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو شخص صبح سویرے سات عجوہ کھجوریں استعمال کرے، اُس روز اسے کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (صحیح بخاری: کتاب الاطعمۃ، باب العجوۃ: ۵۴۴۵)

ویسے تو ہر کھجور اور خاص کر مدینہ منورہ کی کھجور بے پناہ غذائیت اور افادیت لئے ہوئے ہے لیکن عجوہ بطورِ خاص کچھ ایسی امتیازی شان رکھتی ہے کہ دل کے امراض میں اسے خود حضور سرورِ کونین ﷺ نے ذریعہ شفاء بتایا ہے۔ اطباء کہتے ہیں کہ عجوہ اور اس کی گٹھلیاں بھی پیس کر استعمال کی جائیں تو دل کے بہت سے امراض میں شفاء ہو جاتی ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ

حصہ دہم

عربی زبان

۱۔حروفِ تہجی۔ حُرُوْفِ الْھِجَا اُردو کی طرح عربی زبان کی بنیاد بھی حروفِ تہجی پر ہے۔

اُردو کے حروفِ تہجی اور عربی کے حروفِ تہجی میں تھوڑا سا فرق ہے۔عربی میں پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ اور گ نہیں ہیں۔ان کے علاوہ باقی وہی حروف ہیں جو اُردو میں ہیں۔عربی حروفِ تہجی کی تعداد ۲۹ ہے۔عربی میں حروفِ تہجی کو حروف الھِجَا کہتے ہیں، اور وہ درج ذیل ہیں:

ا اَلِفْ	ب بَا	ت تَا	ث ثَا	ج جِیْمْ	ح حَا	خ خَا	د دَالْ	ذ ذَالْ	ر رَا
ز زَا	س سِیْنْ	ش شِیْنْ	ص صَادْ	ض ضَادْ	ط طَا	ظ ظَا	ع عَیْنْ	غ غَیْنْ	ف فَا
ق قَافْ	ك كَافْ	ل لَامْ	م مِیْمْ	ن نُوْنْ	و وَاوْ	ہ ھَا	ء ھَمْزَہْ	ی یَا	

۲۔عربی گنتی۔اَلْعَدَد

1	وَاحِدٌ	2	اِثْنَانِ	3	ثَلَاثَۃٌ
4	اَرْبَعَۃٌ	5	خَمْسَۃٌ	6	سِتَّۃٌ
7	سَبْعَۃٌ	8	ثَمَانِیَۃٌ	9	تِسْعَۃٌ
10	عَشَرَۃٌ	11	اَحَدَعَشَرَ	12	اِثْنَاعَشَرَ

13	ثَلَاثَةَ عَشَرَ	14	اَرْبَعَةَ عَشَرَ	15	خَمْسَةَ عَشَرَ
16	سِتَّةَ عَشَرَ	17	سَبْعَةَ عَشَرَ	18	ثَمَانِيَةَ عَشَرَ
19	تِسْعَةَ عَشَرَ	20	عِشْرُوْنَ	21	وَاحِدٌ وَّعِشْرُوْنَ
22	اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ	23	ثَلَاثَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	24	اَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ
25	خَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	26	سِتَّةٌ وَّعِشْرُوْنَ	27	سَبْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ
28	ثَمَانِيَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	29	تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ	30	ثَلَاثُوْنَ
31	وَاحِدٌ وَّثَلَاثُوْنَ	32	اِثْنَانِ وَثَلَاثُوْنَ	33	ثَلَاثَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ
34	اَرْبَعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ	35	خَمْسَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ	36	سِتَّةٌ وَّثَلَاثُوْنَ
37	سَبْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ	38	ثَمَانِيَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ	39	تِسْعَةٌ وَّثَلَاثُوْنَ
40	اَرْبَعُوْنَ	41	وَاحِدٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	42	اِثْنَانِ وَاَرْبَعُوْنَ
43	ثَلَاثَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	44	اَرْبَعَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	45	خَمْسَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ
46	سِتَّةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	47	سَبْعَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	48	ثَمَانِيَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ
49	تِسْعَةٌ وَّاَرْبَعُوْنَ	50	خَمْسُوْنَ		

۳۔ دنوں کے نام۔ اَيَّامُ الْاُسْبُوْع

اَلسَّبْت	ہفتہ	اَلْاَحَد	اتوار	اَلْاِثْنَيْن	پیر	اَلثَّلَاثَاء	منگل
اَلْاَرْبِعَاء	بدھ	اَلْخَمِيْس	جمعرات	اَلْجُمُعَة	جمعہ		

۴۔ موسموں کے نام۔ فُصُوْلُ السَّنَة

اَلرَّبِيْع	بہار	اَلْخَرِيْف	خزاں	اَلشِّتَاء	سردی	اَلصَّيْف	گرمی

۵۔ مہینوں کے نام۔ الشُّهُوْرُ الْاِسْلَامِيَّة

مُحَرَّمٌ	صَفَرٌ	رَبِيْعُ الْاَوَّلُ	رَبِيْعُ الثَّانِي
جُمَادَى الْاُوْلٰى	جُمَادَى الْاٰخِرَةُ	رَجَبُ	شَعْبَانُ
رَمَضَانُ	شَوَّالُ	ذُوالْقَعْدَةِ	ذُوالْحِجَّةِ

۶۔ رنگوں کے نام۔ اَلْاَلْوَان

أَخْضَرُ	سبز	اَصْفَرُ	زرد	اَحْمَرُ	سرخ	أَزْرَقُ	نیلا
أَبْيَضُ	سفید	رَمَادِيٌّ	خاکستری	بُنِّيٌّ	نسواری	اَسْوَدُ	کالا

۷۔ سبزیوں کے نام۔ اَلْخَضْرَوَات

بَصَلٌ	پیاز	طَمَاطِمٌ	ٹماٹر	بَطَاطِسٌ	آلو	ثُوْمٌ	لہسن
جَزَرٌ	گاجر	ذُرَةٌ	مکئی	بَامِيَا	بھنڈی	يَقْطِيْنٌ	کدّو
فَاصُوْلِيَا	لوبیا	حِمَّصٌ	چنا	كُزْبُرَةٌ	دھنیا	قَرْنَبِيْطٌ	گوبھی
كُرُنْبٌ	بندگوبی	فِجْلٌ	مولی	خِيَارٌ	کھیرا	بَاذِنْجَانٌ	بینگن

۸۔ پھلوں کے نام۔ اَلْفَوَاكِه

بِطِّيْخٌ	تربوز	خُوْخٌ	آڑو	مِشْمِشٌ	خوبانی	عِنَبٌ	انگور
نَارْجِيْلٌ	ناریل	تُوْتٌ	شہتوت	رُمَّانٌ	انار	تُفَّاحٌ	سیب
بُرْتُقَالٌ	مالٹا	مَانْجُوَا	آم	مَوْزٌ	کیلا	فُسْتُقٌ	پستہ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

بَلَحٌ	ڈوکا	تَمرٌ	کھجور	کُمَّثرٰی	ناشپاتی	جَوَّافَةٌ	امرود
لَوزٌ	بادام	جَوزٌ	اخروٹ	اَلتِّینُ	انجیر	الزَّیتُونُ	زیتون
قَصَبُ السُّکَّرِ	گنا						

۹۔سفر سے متعلق الفاظ۔ عَنِ السَّفَر

اَلتَّذکِرَةُ	ٹکٹ	اَلقِطَارُ	ریل گاڑی
اَلرُّکَّابُ	مسافر،سواریاں	اَلدَّرَجَةُ الثَّانِیَّةُ	دوسرادرجہ
اَلبِضَاعَةُ،اَلعَفَشُ	سامان	اَلمَطَارُ	ایئرپورٹ
اَلمَحَطَّةُ	اسٹیشن	جُمرُكٌ	کسٹم
اَتُوبِیسُ	بس	وِکَالَةُ السَّفرِ	ٹریول ایجنسی
غُرفَةُ الاِنتِظَارِ	انتظارگاہ	اَلسَّفِینَةُ	کشتی

۱۰۔تجارت سے متعلق الفاظ۔ عن التجارۃ

اَلبَیعُ	بیچنا	اَلشِّرَآءُ	خریدنا
اُجرَةٌ	مزدوری	سِمسَارٌ	دلال
اَلوِکَالَةُ	ایجنٹ یا ایجنسی	اَلشِّرکَةُ	کمپنی
اَلوَکِیلُ	ایجنٹ	اَلمَکتَبُ	آفس
اَلقَائِمَةُ	شیڈول	رَأسُ المَالِ	اصل مال
اِسقَاطٌ	کمی یا گرنا	اَلوُصُولُ	وصول کرنا

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

حَوَالَةٌ	سپردگی	فَائِدَةٌ	نفع
نُزُوْلُ السِّعْرِ	قیمت میں کمی	سُلْفَةٌ	بیعانہ
اِرْتِفَاعُ السِّعْرِ	مہنگائی	زَبُوْنٌ	گاہک
اَلتَّصْدِيْرُ	مال باہر بھیجنا	اَلْاِجْتِلَابُ	مال کو منتقل کرنا
اَلْمِسْطَرَةُ	پیمانہ	اَلْبَرْنَامِجُ	پروگرام
عُنْوَانٌ	پتا	اَلْمُذَكِّرَةُ	یاددہانی یا ریمانڈ
اَلضَّمَانُ	ضمانت	تَأْمِيْنٌ	انشورنس
اَلْمَجْمُوْعُ	ٹوٹل	اَلضَّرِيْبَةُ	ٹیکس
اَلْفَاتُوْرَةُ	رسید	اَلسِّعْرُ	قیمت
اَلْمِيْزَانُ	ترازو	اَلرِّبْحُ	نفع
اَلْمِقْدَارُ	اندازہ	اَلْخَسَارَةُ	نقصان
اَلْاِتِّفَاقُ	اتفاق	اَلْمُقَاوِلُ	ٹھیکیدار

۱۱۔امراض سے متعلق الفاظ ۔ اَلْاَمْرَاض

اَلنَّزْلَةُ	نزلہ	اَلصُّدَاعُ	سردرد
وَجَعُ الْبَطْنِ	پیٹ درد	وَجَعُ الْعَيْنِ	آنکھ کا درد
اَلْاِمْسَاكُ	قبض	اَلْاِسْهَالُ	پیچش
اَلدُّوْخُ	چکرانا	اَلْقَيْءُ	قے
اَلْحُمّٰى	بخار	اَلزَّنِيْقُ	پیشاب کی تکلیف

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

اَلضُّعُفُ	کمزوری	اَلْوَرَمُ	سوجن
اَلْاَلَمُ	درد، تکلیف	اَلْجُرْحُ	زخم
اَلدَّمُ	خون	اَلرُّعَافُ	نکسیر
اَلسُّعَالُ	کھانسی	اَلْحِكَّةُ اَلْجَرْبُ	خارش

۱۲۔ ائیر پورٹ پر مسافر اور سپاہی کی گفتگو

اَلْحِوَارُ بَيْنَ الْمُسَافِرِ وَالشُّرْطِي

سپاہی: مِنْ فَضْلِكَ اَرِنِيْ جَوَازَ السَّفَرِ وَالتَّذْكِرَةَ برائے مہربانی پاسپورٹ اور ٹکٹ دکھایئے۔

بابر: هٰذَا جَوَازُ السَّفَرِ وَهٰذِهٖ تَذْكِرَتِيْ یہ پاسپورٹ ہے اور یہ میری ٹکٹ ہے۔

سپاہی: اِلٰى اَيْنَ تُسَافِرُ؟ آپ کہاں کا سفر کر رہے ہیں؟

بابر: اُسَافِرُ اِلٰى جَدَّةَ؟ میں جدہ کا سفر کر رہا ہوں۔

سپاہی: هَلْ هٰذَا الْعَفْشُ لَكَ؟ کیا یہ سامان آپ کا ہے؟

بابر: نَعَمْ، هٰذَا الْعَفْشُ لِيْ ہاں، یہ سامان میرا ہے۔

سپاہی: مَاذَا فِيْ حَقِيْبَتِكَ؟ آپ کے بیگ میں کیا چیز ہے؟

بابر: فِيْ حَقِيْبَتِيْ مَلَابِسُ وَبَعْضُ الْاَشْيَاءِ الضَّرُوْرِيَّةِ میرے بیگ میں کپڑے اور دیگر ضروری چیزیں ہیں۔

سپاہی: اِنْتَظِرْ فِيْ صَالَةِ الْاِنْتِظَارِ آپ انتظار گاہ میں ٹھہریں۔

بابر: مَتٰى تُقْلِعُ الطَّائِرَةُ جہاز کب پرواز کرے گا؟

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

مَاذْمَاذْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمَانِعُ

۱۳۔ مسافر اور ٹیکسی ڈرائیور کی گفتگو

اَلْحِوَارُ بَيْنَ الْمُسَافِرِ وَالسَّائِقِ

مسافر: اُرِيْدُ الذَّهَابَ مِنْ هُنَا اِلٰى مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ؟	میں یہاں سے مکہ مکرمہ جانا چاہتا ہوں
ڈرائیور: تَفَضَّلْ اِرْكَبْ	تشریف لائیے، بیٹھیے۔
مسافر: كَمْ مَسَافَةً مِنْ هُنَا اِلٰى مَكَّةَ الْمُكَرَّمَةِ	یہاں سے مکہ مکرمہ کا کتنا فاصلہ ہے؟
ڈرائیور: ثَمَانِيْنَ كِيْلُوْ مِتْرًا تَقْرِيْبًا	قریباً اسی کلو میٹر ہے۔
مسافر: مِنْ فَضْلِكَ كَمْ اُجْرَةُ التَّاكْسِيْ؟	برائے مہربانی یہ بتائیں، ٹیکسی کا کرایہ کتنا ہوگا؟
ڈرائیور: اُجْرَةُ التَّاكْسِيْ مِائَةُ رِيَالٍ فَقَطْ	جناب ٹیکسی کا کرایہ صرف سو ریال ہے۔
ڈرائیور: هٰذِهٖ مَكَّةُ الْمُكَرَّمَةُ	یہ مکہ مکرمہ ہے۔
مسافر: اُرِيْدُ الذَّهَابَ اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	میں مسجد حرام جانا چاہتا ہوں۔
ڈرائیور: اَلشَّوَارِعُ مُزْدَحِمَةٌ، عَلَيْكَ اَنْ تَذْهَبَ مَاشِيًا	سڑکوں پر بہت زیادہ رش ہے، اس لئے آپ پیدل ہی جائیں۔

۱۴۔ مسافر اور ہوٹل والے کی گفتگو

حِوَارٌ بَيْنَ الْمُسَافِرِ وَمُوَظِّفِ الْفُنْدُقِ

مسافر: اَنَا جِئْتُ مِنْ بَاكِسْتَانَ وَاُرِيْدُ الْاِقَامَةَ فِيْ هٰذَا الْفُنْدُقِ

میں پاکستان سے آیا ہوں اور اس ہوٹل میں قیام کرنا چاہتا ہوں

اَلْمَانِعُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُبَلِّغُ

ہوٹل والا: تَفَضَّلْ كَمْ يَوْمًا تُرِيْدُ الْإِقَامَةَ؟ تشریف رکھیے! آپ کتنے دن قیام کریں گے

مسافر: أُرِيْدُ الْإِقَامَةَ هُنَا عِشْرِيْنَ يَوْمًا میں یہاں بیس دن قیام کروں گا۔

ہوٹل والا: مِنْ فَضْلِكَ أَعْطِنِيْ جَوَازَ السَّفَرِ برائے مہربانی پاسپورٹ مجھے دے دیں۔

مسافر: هٰذَا جَوَازُ سَفَرِيْ یہ میرا پاسپورٹ ہے۔

مسافر: هَلْ عِنْدَكُمْ غُرْفَةٌ مُتَوَفِّرَةٌ؟ کیا آپ کے پاس خالی کمرہ ہے

ہوٹل والا: نَعَمْ، عِنْدَنَا غُرْفَةٌ مُتَوَفِّرَةٌ فِي الدَّوْرِ الثَّالِثِ

جی ہاں، ہمارے پاس تیسری منزل پر خالی کمرہ ہے۔

مسافر: كَمْ أُجْرَةُ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ؟ دن رات کا کتنا کرایہ ہے؟

ہوٹل والا: عِشْرُوْنَ رِيَالًا فَقَطْ صرف بیس ریال۔

ہوٹل والا: هَلْ أَنْتَ وَحْدَكَ؟ کیا آپ اکیلے ہیں؟

مسافر: نَعَمْ، أَنَا وَحْدِيْ ہاں، میں اکیلا ہوں۔

مسافر: أَيْنَ الْمَطْعَمُ؟ ریسٹورنٹ کہاں ہے؟

ہوٹل والا: هُنَاكَ فِي الدَّوْرِ الثَّانِيْ وہاں دوسری منزل پر ہے

۱۵۔ موسم اور بیت اللہ کے بارے گفتگو

اَلْحِوَارُ عَنِ الْجَوِّ وَ بَيْتِ اللهِ

عمر: كَمِ التَّارِيْخُ الْيَوْمَ؟ آج کیا تاریخ ہے؟

علی: اَلتَّارِيْخُ الْيَوْمَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذِي الْحِجَّةِ آج ذوالحجہ کی تین تاریخ ہے۔

عمر: أَيْنَ تَسْكُنُ الْآنَ؟ اب آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟

علی: اَسْكُنُ الْاٰنَ فِي الْفُنْدُقِ	اس وقت میں ہوٹل میں ٹھہرا ہوا ہوں۔
عمر: كَيْفَ الْجَوُّ فِيْ بَاكِسْتَانَ؟	پاکستان کا موسم کیسا ہے؟
علی: اَلْجَوُّ مُعْتَدِلٌ	موسم خوشگوار ہے۔
علی: اَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَعْتَمِرَ اَوَّلًا	میں پہلے عمرہ کرنا چاہتا ہوں۔
عمر: هَلْ تَعْرِفُ كَيْفَ تَعْتَمِرُ؟	کیا آپ عمرہ کرنا جانتے ہیں۔
علی: لَا، مِنْ فَضْلِكَ عَلِّمْنِيْ ذٰلِكَ	نہیں، برائے مہربانی آپ مجھے (عمرہ کرنا) سکھا دیں۔

۱۶۔ بازار میں خرید وفروخت کے لئے گفتگو — حِوَارٌ فِي السُّوْقِ

باقر: اَنَا ذَاهِبٌ اِلَى السُّوْقِ	میں بازار میں جا رہا ہوں۔
اَنَا ذَاهِبٌ اِلَى الْمَكْتَبَةِ	میں مکتبہ (کتابوں کی دکان پر) جا رہا ہوں
اَنَا ذَاهِبٌ اِلٰى دُكَّانِ الْفَوَاكِهِ	میں پھلوں کی دکان پر جا رہا ہوں

۱۷۔ مکتبہ میں گفتگو۔ حِوَارٌ فِي الْمَكْتَبَةِ

مِنْ فَضْلِكَ اَعْطِنِيْ هٰذَا الْكِتَابَ	برائے مہربانی یہ کتاب مجھے دے دیں۔

۱۸۔ کپڑوں کی دکان پر گفتگو۔ حِوَارٌ فِيْ دُكَّانِ الْمَلَابِسِ

هَلْ عِنْدَكُمْ مَلَابِسُ الْاِحْرَامِ؟	کیا آپ کے پاس احرام کے کپڑے ہیں
هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْدِيْلُ الرَّقَبَةِ؟	کیا آپ کے پاس اسکارف ہے؟
شُكْرًا لَّكُمْ	آپ کا شکریہ

مَعَ السَّلَامَةِ — سلامتی کے ساتھ

فِیْ اَمَانِ اللّٰهِ — اللہ حافظ

۱۹۔ پھلوں کی دکان پر گفتگو۔ حِوَارٌ فِیْ دُکَّانِ الْفَوَاکِهِ

اُرِیْدُ اَنْ اَشْتَرِیَ بَعْضَ الْفَوَاکِهِ — میں کچھ پھل خریدنا چاہتا ہوں

هٰذِهِ الْفَوَاکِهُ طَازَجَةٌ — یہ تازہ پھل ہیں۔

هَلْ عِنْدَکُمْ تُفَّاحٌ؟ — کیا آپ کے پاس سیب ہیں؟

اُرِیْدُ اثْنَیْنِ کِیْلُوْ مِنَ الْعِنَبِ — مجھے دو کلو انگور چاہئیں۔

بِکَمِ الْکِیْلُوْ ایک کلو کتنے کے ہیں؟ بِکَمْ کُلُّ هٰذِهِ الْفَوَاکِهِ؟ یہ تمام پھل کتنے کے ہیں؟

کُلُّ هٰذِهِ الْفَوَاکِهِ بِثَلَاثِیْنَ رِیَالًا — یہ سب پھل تیس ریال کے ہیں۔

۲۰۔ سونے چاندی کی دکان میں گفتگو۔ حِوَارٌ فِیْ دُکَّانِ الْمجوهَرَات

السلام علیکم ورحمة الله	السلام علیکم ورحمۃ اللہ
وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته	وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
مِنْ فَضْلِكَ اَرِنِیْ بَعْضَ النَّمَاذِجِ مِنَ الْخَاتَمِ	براہ مہربانی مجھے انگوٹھی کے کچھ نمونے دکھائیں۔
کَمْ قِیْمَةُ هٰذَا الْخَاتَمِ ؟	یہ انگوٹھی کتنے کی ہے؟
هَلْ عِنْدَکُمْ خَاتَمٌ مِّنْ فِضَّةٍ ؟	کیا آپ کے پاس چاندی کی انگوٹھی ہے؟
اُرِیْدُ اَنْ اَشْتَرِیَ هٰذِهِ الْحُلِیِّ	میں یہ زیور خریدنا چاہتا ہوں
اُرِیْدُ حُلِیًّا صَغِیْرَةً	میں چھوٹا زیور خریدنا چاہتا ہوں

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

كَمْ قِيمَةُ غَرَامٍ وَّاحِدٍ مِّنَ الذَّهَبِ ؟	ایک گرام سونے کی کیا قیمت ہے؟
هَلْ عِنْدَ كُمْ عِقْدٌ صَغِيرَةٌ وَّ جَمِيلٌ ؟	کیا آپ کے پاس چھوٹا اور خوبصورت ہار ہے؟
أُرِيْدُ اَنْ اَشْتَرِيَ سَاعَةً ذَهَبِيَّةً	مجھے ایک سونے کی گھڑی چاہیے
بِكَمْ كُلُّ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ	ان تمام چیزوں کی کتنی قیمت ہے
بِكَمْ هٰذِهِ الْحُلِيُّ ؟	اس زیور کی کتنی قیمت ہے؟
هٰذَا غَالٍ جِدًّا	یہ بہت مہنگا ہے

۲۱۔ دو ملاقاتیوں میں نماز کے متعلق گفتگو۔ حِوَارٌ عَنِ الصَّلَاةِ

اَيْنَ تُصَلِّي الصَّلَوٰتِ الْخَمْسَ	آپ پانچوں نمازیں کہاں ادا کرتے ہیں؟
أُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ فِي مَسْجِدِ الْمَكْتَبِ	میں ظہر عصر دفتر کی مسجد میں ادا کرتا ہوں
وَأُصَلِّي الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءَ	مغرب اور عشاء مسجد قبا میں ادا کرتا ہوں
هَلْ تَسْتَيْقِظُ مُتَأَخِّرًا ؟	کیا آپ دیر سے اٹھتے ہیں؟
نَعَمْ ، اَسْتَيْقِظُ مُتَأَخِّرًا	ہاں، میں دیر سے اُٹھتا ہوں
لَا بُدَّ لَكَ اَنْ تَسْتَيْقِظَ مُبَكِّرًا وَتُصَلِّي الْفَجْرَ بِالْجَمَاعَةِ	آپ کو لازماً جلدی اُٹھنا چاہیے اور نماز فجر باجماعت ادا کرنی چاہیے
اَلصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ اَوْلٰى مِنَ الْعَمَلِ بِاللَّيْلِ	نماز باجماعت ادا کرنا رات کو کام کرنے سے زیادہ ضروری ہے
ضَعِ الْمُنَبِّهَ بِجَانِبِكَ	اپنے پاس الارم رکھا کرو
هٰذِهِ فِكْرَةٌ طَيِّبَةٌ	یہ بڑی اچھی رائے ہے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا	اللہ آپ کو بہترین بدلہ دے
فِيْ اَمَانِ اللّٰهِ	اللہ حافظ

۲۲۔ روزمرہ استعمال کے چند جملے۔ اَلْجُمَلُ الْعَرَبِيَّةُ الْمُنْتَشِرَة

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلْنَا بِالسَّلَامَةِ اِلَى السَّعُوْدِيَّةِ	الحمدللہ، ہم سعودی عرب خیریت سے پہنچ گئے ہیں
هَيَّا، نَذْهَبُ اِلٰى زِيَارَةِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	آیئے، مسجدِ حرام کی زیارت کیلئے چلیں
هَيَّا، نَذْهَبُ اِلٰى غَارِ حِرَاءَ	آیئے، ہم غارِ حرا کی طرف چلیں
هَيَّا، نَذْهَبُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ النَّبَوِيَّةِ	آیئے، مدینے کی طرف چلیں
هَيَّا، نَذْهَبُ اِلٰى مَوْقِعَةِ بَدْرٍ	آیئے، مقام بدر کی طرف چلیں
تَعَالَ، نَذْهَبُ اِلٰى جَبَلِ اُحُدٍ	آؤ، جبل اُحد کی طرف چلیں
اُرِيْدُ الذَّهَابَ اِلٰى مَسْجِدِ قُبَاءَ	میں مسجد قُباء کی طرف جانا چاہتا ہوں
اَنَا ذَاهِبٌ اِلٰى عَرَفَاتٍ	میں عرفات کی طرف جارہا ہوں
اُحِبُّ اَنْ اَشْرَبَ مَاءَ زَمْزَمَ	میں آبِ زمزم پینا پسند کرتا ہوں
هَلْ عِنْدَكَ اِقَامَةٌ؟	کیا آپ کے پاس اقامہ ہے؟
عِنْدِيْ اِقَامَةٌ لِمُدَّةِ ثَلَاثِ سَنَوَاتٍ	میرے پاس تین سال کا اقامہ ہے
اُرِيْدُ اَنْ اَشْتَرِيَ طِيْبًا	میں عطر خریدنا چاہتا ہوں
تَعَالَ، نَذْهَبُ اِلٰى مَوْقِفِ السَّيَّارَاتِ	آیئے، ریلوے اسٹیشن چلیں
تَعَالَ، نَذْهَبُ اِلٰى سُوْقِ الْجُمُعَةِ	آیئے، جمعہ بازار چلیں
هٰذِهٖ غُرْفَةُ الْجُلُوْسِ	یہ ڈرائنگ روم ہے

هَلْ هٰذِهٖ مَلَابِسُ جَدِيْدَةٌ؟	کیا یہ نئے کپڑے ہیں؟
شَغِّلِ الْمِرْوَحَةَ	پنکھا چلادو
شَغِّلِ الْمُكَيِّفَ	اے۔سی چلادو
اَعُوْدُ اِلَى الْفُنْدُقِ بَعْدَ الْعِشَآءِ	میں عشاء کے بعد ہوٹل واپس آتا ہوں
اَنَا اَسْتَيْقِظُ مُبَكِّرًا	میں جلد اُٹھتا ہوں
تَفَضَّلْ، تَنَاوَلْ مَعِيَ الْاِفْطَارَ	تشریف رکھئے، میرے ساتھ روزہ افطار کیجئے
عَلٰى كُلِّ حَالٍ نَحْنُ فِيْ اِنْتِظَارِكَ	بہرحال ہم آپ کا انتظار کریں گے
مَاذَا تَعْمَلُ؟	آپ کیا کام کرتے ہیں؟
اَنَا مُتَاَسِّفٌ جِدًّا	مجھے بہت افسوس ہے
هٰذَا مَا كُنْتُ اَبْغِيْ	میں یہی تلاش کررہا تھا
اِنِّيْ اُحْسِنُ الظَّنَّ بِكُمْ	آپ کے بارے میں میرا گمان بہت اچھا ہے
اِنْتَهٰى فَصْلُ الصَّيْفِ	گرمی کا موسم گزر گیا
هٰذَا لَا يَتَعَلَّقُ بِيْ	اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں
سَوْفَ اَرْجِعُ اِلٰى اَهْلِيْ	عنقریب میں اپنے گھر والوں کی طرف لوٹوں گا
مَا فَهِمْتُ كَلَامَكَ	میں آپ کی بات نہیں سمجھا

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمْ

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

درودِ تاج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ

اے اللہ ! رحمت نازل فرما ہمارے آقا و مولا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو تاج و معراج و

وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ ۝ دَافِعِ الْبَلَآءِ وَالْوَبَآءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ ۝

و براق اور جھنڈے والے ہیں بلا ، وبا ، قحط ، مرض اور دکھ دور کرنے والے ہیں

اِسْمُهٗ مَكْتُوْبٌ مَّرْفُوْعٌ مَّشْفُوْعٌ مَّنْقُوْشٌ فِی اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ ۝

اُن کا نام لکھا ہوا ، بلند اور شفاعت کیا ہوا ہے لوح و قلم میں منقش ہے ۔

سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ ۝ جِسْمُهٗ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَهَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِی

عرب و عجم کے سردار ان کا جسم پاکیزہ ، خوشبو دار مطہر، منور ہیں

الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ ۝ شَمْسِ الضُّحٰى بَدْرِ الدُّجٰى صَدْرِ الْعُلٰى نُوْرِ الْهُدٰى

بیت اللہ میں ہوں حرم میں اجالوں کے آفتاب تاریکیوں کے بدر کامل ، بلندیوں سے بلند کر نور ہدایت

كَهْفِ الْوَرٰى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ ۝ جَمِيْلِ الشِّيَمِ ط شَفِيْعِ الْاُمَمِ ط

مخلوق کی مضبوط جائے پناہ تاریکیوں کے چراغ اوصاف جمیلہ کے حامل تمام امتوں کے شفاعت کرنیوالے

صَاحِبِ الْجُوْدِ وَالْكَرَمِ ۝ وَاللّٰهُ عَاصِمُهٗ وَجِبْرِيْلُ خَادِمُهٗ وَالْبُرَاقُ

صاحب جودوکرم اور اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمانے والا اور جبریل انکے خادم اور براق

مَرْكَبُهٗ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهٗ وَفَوْقَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى مَقَامُهٗ وَقَابَ

ان کی سواری معراج ان کا سفر اور سدرة المنتہی ان کی جائے گذر قاب

قَوْسَيْنِ مَطْلُوْبُهٗ وَالْمَطْلُوْبُ مَقْصُوْدُهٗ وَالْمَقْصُوْدُ مَوْجُوْدُهٗ

قوسین ان کا مطلوب اور مطلوب ان کا مقصود اور مقصود انہیں حاصل ہے

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنِيْسِ

رسولوں کے سردار نبیوں کے خاتم شفاعت کرنے والے گنہگاروں کی اجنبیوں کو مانوس

الْغَرِيْبِيْنَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِيْنَ رَاحَةِ الْعَاشِقِيْنَ مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ

کرنیوالے عالمین کیلئے رحمت عاشقوں کی راحت چاہنے والوں کی مراد معرفت والوں کے

شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَآءِ

آفتاب راہ سلوک کے مسافروں کے چراغ مقربین کے چراغ مخلوق کی مضبوط جائے پناہ

وَالْغُرَبَآءِ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ نَبِيِّ الْحَرَمَيْنِ اِمَامِ

تاریکیوں کے چراغ ، اوصاف جمیلہ کے حامل تمام امتوں کی شفاعت کرنے والے ، صاحب

الْقِبْلَتَيْنِ وَسِيْلَتِنَا فِى الدَّارَيْنِ صَاحِبِ قَابَ قَوْسَيْنِ مَحْبُوْبِ رَبِّ

جود و کرم اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمانے والا ، جبریل ان کے خادم اور براق مشرقین اور

الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ مَوْلٰنَا وَمَوْلٰى

مغربین کے رب کے محبوب امام حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے نانا ، ہمارے آقا

الثَّقَلَيْنِ اَبِى الْقَاسِمِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ نُوْرٍ

اور جن وانس کے سردار ، ابو القاسم ہمارے سردار محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اللہ کے نور سے

مِّنْ نُّوْرِ اللّٰهِ ۝ يَآ اَيُّهَا الْمُشْتَاقُوْنَ بِنُوْرِ جَمَالِهٖ صَلُّوْا

منور ہیں اے مشتاقانِ چہرہ جانفزا اُن پر درود بھیجو

عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

اور ان کی آل اور ان کے صحابہ پر اور خوب سلام بھیجو

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

ان کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت رضی اللہ عنہم پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبّہ طاہرہ رضی اللہ عنہا
جانِ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت پہ لاکھوں سلام

اُس شہیدِ بلا شاہ گلگوں قبا
بیکس دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

بنتِ صدیق رضی اللہ عنہما آرامِ جان نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)
اُس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ شیرِ خدا سبحانہ وتعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم
ان کی عظمت و جرأت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ امام التُّقیٰ و النُّقیٰ
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام

مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضؔا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

کلام: امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

مدینہ فاؤنڈیشن پاکستان